www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المرشد

لاہور

مُہرِ نبوت عَلَم بنا کر دنیا پہ لہرائیں گے
دیکھنا یہ سیمابؔ تم اک دن آخر ہم کر جائیں گے

جون 2000

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المُرشد
لاہور

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ : کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین   ناظم اشاعت : [illegible]

جون 2000ء

جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 1

مدیر ——— چوہدری محمد اسلم

نائب مدیر ——— الطاف قادر محسن

سرکولیشن منیجر ——— رانا جاوید احمد

کمپیوٹر گرافکس ——— اعجاز احمد اعجاز

CLP No. 3

قیمت 20 روپے

اس شمارے میں

1	[illegible] معاشی نظام [illegible] [illegible] (اداریہ)	محمد اسلم	3
2	[illegible]	امیر محمد اکرم اعوان	4
3	کلام [illegible]	سیماب [illegible]	10
4	قطعہ [illegible]	رانا [illegible]	11
5	[illegible] الٰہی کے [illegible]	امیر محمد اکرم اعوان	13
6	قیدی باپ کے نام [illegible]	حسین نواز	17
7	[illegible]	[illegible] نیاز	22
8	[illegible]	امیر محمد اکرم اعوان	23
9	[illegible]	امیر محمد اکرم اعوان	29
10	[illegible] بنام پروفیسر عبدالرزاق	----	39
11	صلوٰت	ہارون الرشید	42
12	حضرت سعد بن ابی وقاص کی حیات مبارکہ	قسط 4	44
13	[illegible]	جاوید [illegible]	48
14	[illegible] تصوف کی [illegible] باتیں	حضرت اللہ یار خان	51
15	[illegible]	امیر محمد اکرم اعوان	52
16	[illegible]	رفیق [illegible]	59
17	[illegible] اقتباس	----	[illegible]

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات	بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	175 روپے	2700 روپے	برطانیہ اور یورپ	25 [illegible] پونڈ	130 [illegible] پونڈ
[illegible]	405 روپے	4000 روپے	امریکہ	45 [illegible] ڈالر	300 [illegible] ڈالر
مشرق بعید [illegible]	90 [illegible] ڈالر	700 سعودی ریال	کینیڈا	50 [illegible] ڈالر	350 [illegible] ڈالر

رابطہ آفس۔ دارالعرفان، عقب عبداللہ پور ویگن سٹینڈ ریلوے کالونی، فیصل آباد۔ فون 727410

ناشر: پروفیسر حافظ عبدالرزاق   انتخاب جدید پریس لاہور 6314365

ہیڈ آفس۔ ماہنامہ المرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ، لاہور۔ فون 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

داریہ) اسلامی معاشی نظام کے بغیر کامیاب ریاست کا تصور ممکن نہیں

"تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے گزشتہ دنوں لاہور میں خطبہ جمعۃ المبارک میں کہا کہ ہمارے پاس آج اللہ کی دی ہوئی بہت بڑی نعمت افغانستان کی اسلامی ریاست ہے جو طالبان نے ترتیب دی ہے لیکن یہ ریاست اس لئے مار کھا رہی ہے کیونکہ وہاں ابھی تک معاشی نظام اسلامی اصولوں کے مطابق ترتیب نہیں دیا جاسکا۔ اگر مملکت اسلامیہ افغانستان کا معاشی نظام اسلام کے مطابق ڈھل جاتا تو آج تک کئی ملکوں میں انقلاب آچکا ہوتا۔ اور خدانخواستہ اگر مملکت اسلامیہ افغانستان جس طرح آج تک اس پہلو سے غافل رہی ہے اسی طرح رہی تو اسلامی ریاست کے چلنے کے امکان معدوم ہو جائیں گے۔

امیر اکرم اعوان نے مزید کہا کہ اسلام بنیادی طور پر غیر مسلموں کے لئے بھی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے' معاشرے کے تمام افراد کے روزگار' علاج معالجے' تعلیم اور فراہمی انصاف کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ یہی بات تھی جس نے روز اول اسلام کو کامیاب کیا کہ دنیا کی ساری آبادی اس طرف متوجہ ہوگئی تھی کہ اس طرح کا نظام چاہئے جس میں بندہ کسی کا محتاج نہیں ہے' سارے لوگ اللہ کے محتاج ہیں۔ ہر ایک کو تحفظ ہے' ہر ایک کے لئے روزگار کے مواقع ہیں' ہر ایک کے گھر میں دیا جلتا ہے' ہر ایک بچہ تعلیم پاتا ہے' ہر ایک بیمار کو دوا ملتی ہے۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ ہمیں بھی وہی نظام چاہئے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا مگر افسوس کے ہمارے ہاں تو خیر سے تعبیر ہی الٹی ہے۔"

تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے اسلامی ریاست کی کامیابی کے لئے جس پہلو کی طرف توجہ دلائی ہے بلاشبہ وہ نہایت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جب تک لوگوں کو پیٹ بھرنے کے لئے روٹی نہیں ملے گی وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر توجہ نہیں دے پائیں گے اور نہ ہی وہ معاشرے میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کے مسائل حل کرسکیں گے۔ غرض کہ ایک اچھے مسلم معاشرے کی تشکیل کے لئے معاشی استحکام ضروری ہے یہی وجہ تھی کہ جب حضور اکرمؐ مکے سے ہجرت کرکے مدینے گئے تو آپؐ نے سب سے پہلا جو کام کیا وہ مہاجرین کے معاشی مسائل کا حل تھا' اس غرض سے آپؐ نے مہاجروں اور انصار کو بھائی بھائی بنایا' حضور اکرمؐ کے حکم پر ہی انصار نے اپنی جائیداد اور مال میں مہاجرین کو برابر کا حصہ دار بنایا اور یوں مہاجرین بھی محنت مزدوری کرکے اپنے گھر کا خرچ چلانے کے قابل ہوگئے۔ اسی طرح جب ایک شخص حضرت محمد ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اپنی مفلسی کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے اسے گھر میں موجود سامان بیچ کر کلہاڑی خرید کر لانے کو کہا اور جب وہ کلہاڑی لے آیا تو اس میں دستہ ڈال کر اس شخص کو کہا کہ وہ جائے اور لکڑیاں کاٹ کر گزر بسر کرے۔ ان مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انفرادی اور اجتماعی معاشی معاملات کو بطریق احسن چلانے پر کتنی اہمیت دی۔

افغانستان کی اسلامی ریاست قائم ہونے کے بعد طالبان نے وہاں امن و امان کی صورت حال مثالی بنادی ہے' لوگوں کو انصاف مل رہا ہے اور وہاں کے لوگ اس سے متاثر بھی ہیں مگر ابھی تک طالبان نے معاشی نظام اسلام کے مطابق ڈھالنے پر توجہ نہیں دی جس سے وہاں کے لوگ معاشی طور پر پست حال ہیں۔ افغانستان میں گورنر کی تنخواہ 800 روپے ماہانہ ہیں اسی طرح دوسرے سرکاری اہلکاروں کو بہت کم تنخواہیں ملتی ہیں جبکہ مقابلہ میں اخراجات زیادہ ہیں جس سے اس بات کا اندیشہ پایا جاتا ہے کہ کہیں سرکاری اہلکار بدعنوانیوں اور کرپشن کی طرف نہ لگ جائیں۔ کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب لوگوں کو کھانے کو روٹی نہ ملے تو وہ کوئی بھی غیر اخلاقی اور غیر قانونی حربہ اختیار کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

کسی بھی ریاست میں معاشی نظام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے پاکستان میں بنیادی طور پر لوگ امریکہ اور برطانیہ کے خلاف ہیں' ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں لیکن اگر انہیں روزگار کے سلسلہ میں امریکہ' برطانیہ یا کسی بھی دوسرے ملک میں جانے کا موقع مل جائے تو وہ اسے کسی صورت ضائع نہیں ہونے دیتے اور اس بات پر فخر بھی کرتے ہیں۔ لوگوں میں یہ ایسا احساس اس وقت ہی پایا جاتا ہے جب ان کے ہاں معاشی حالات بہتر نہ ہوں اس لئے طالبان حکومت کو ساری توجہ صرف پگڑی اور داڑھی پر ہی مرکوز نہیں کرنی چاہئے' بلکہ انہیں اپنا معاشی نظام بھی اسلام کے مطابق بنا کر مملکت اسلامیہ افغانستان کو دنیا کی ایک مثالی ریاست بنانا ہوگا تاکہ دوسرے ممالک بھی اس مثالی نظام سے متاثر ہو کر اسے اپنانے کی خواہش کریں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بعد الموت

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دار العرفان 3-3-2000

بسم اللہ الرحمن الرحیم○ و یقول الانسان اذاما مت لسوف اخرج حیا○ اولا یذکر الانسان انا خلقنه من قبل ولم یک شیا○ فوربک لنحشرنهم والشیطین ثم لنحضرنهم حول جهنم حثیا○ ثم لننزعن من کل شیعة ایهم اشد علی الرحمن عتیا○ ثم لنحن اعلم بالذین هم اولی بها صلیا○ وان منکم الا واردها کان علی ربک حتما مقضیا○ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیها جثیا○ سورۃ مریم کی یہ آیات مبارکہ آٹھواں رکوع ان آیات کریمہ سے شروع ہوتا ہے

ہم جتنی بھی کوشش کرتے ہیں دینوی معاملات میں اصلاح کی دیانتداری کی ایمان داری کی اس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ عمل کرنے والے کو آخرت پر اور اخروی مواخذے پر یقین ہے ہم جو غلطیاں کرتے ہیں جو کوتاہیاں کرتے ہیں جہاں جھوٹ بولتے ہیں جہاں کسی کا مال کھاتے ہیں جہاں کسی کی جان کے درپے ہوتے ہیں وہاں ایک بنیادی بات ہم بھول جاتے ہیں اور وہ بات یہ ہے کہ ہمیں بھی اللہ کے روبرو کھڑا ہو کر میدان حشر میں اس کا جواب دینا ہوگا یہاں اپنے لئے ہر بندہ ایک جواز تلاش کر لیتا ہے دنیا میں آپ کسی چور اور ڈاکو سے پوچھیں تو اس کے پاس ایک جواز ہوتا ہے کہ میرے ساتھ ظلم ہوا ہے اور میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ جو بندہ بھی کوئی جرم کرتا ہے اپنے طور پر اس کا اس نے ایک جواز بنا رکھا ہوتا ہے۔ وہ ہوتا ہے صرف اپنی رائے قائم کرنے کے لئے ہر بندے کے اندر ایک جج بیٹھا ہے اس کا فیصلہ اس کے اپنے لئے ہوتا ہے جو میرے اندر جج ہے اس کا فیصلہ بارگاہ باری تعالیٰ پہ لاگو نہیں ہوتا وہاں اس کے فیصلے ہوں گے اور وہ ایسا بادشاہ ہے کہ وہ فرماتا ہے دیکھ لو میں نے اپنی کتاب اپنا نبی رسول ﷺ مبعوث فرمایا اور وہ معیار ہے حق اور باطل کا۔ اگر تمہارے فیصلے اس کی ذات سے اختلاف کرتے ہیں تو میں تمہارے اختلاف کو قبول نہیں کروں گا میرے ہاں قبول وہ عمل ہے جو میں نے تعلیم فرمایا اپنے نبی ﷺ کی وساطت سے جو میرے نبی ﷺ نے تعلیم فرمایا اس پر عمل یا اور جسے نافذ کر کے بتایا آخرت کے حساب کا ایک منظر جو قرآن کریم پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کا اعمال نامہ دے دیا جائے گا زندگی میں جو کچھ اس نے کیا وہ لکھا ہو گا اور ارشاد ہو گا

اقراء کتابک اپنی فائل پڑھ لو بھائی

کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا تمہارا جو اندر جج بیٹھا تھا جو فیصلے اس نے کئے وہی فیصلے ہم آج تم پر نافذ کرتے ہیں اگر اس کے فیصلے آقائے نامدار ﷺ کے فیصلوں سے اختلاف کرتے ہیں تو تمہیں سزا بھگتنی ہو گی اگر اس کے فیصلے نبی کریم ﷺ کے فیصلوں کے مطابق ہیں تو تم انعام پاؤ گے تم اپنا فیصلہ کر کے لائے ہو۔

میں اگلے دن واقعات پڑھ رہا تھا ایک شخص ایک بزرگ سے خواب بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ جی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک میدان سے گذر کر ایک بڑی وسیع بھیانک سی جگہ پہنچا ہوں اور وہاں بڑے ڈراؤنے سے چہرے ہیں پوچھا کہ کون ہو تم اور یہ جگہ کون سی ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ دوزخ ہے اور ہم دوزخ کے موکل یا فرشتے یہاں کے ذمہ دار لوگ ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ بھئی دوزخ کا تو ہم ساری زندگی تذکرہ سنتے رہے ہیں کہ آگ سے بھری ہوئی ہے اور نری آگ ہے لیکن یہاں تو آگ نظر نہیں آرہی تو انہوں نے کہا کہ آگ یہاں نہیں ہوتی ہر آنے والا اپنی

www.naqshbandiaowaisiah.com

آگ لے کر آتا ہے یہ نہیں ہے کہ آگے آگ بھڑک رہی ہے اور بندے کو اس میں پھینک دیا جاتا ہے بلکہ جو بھی دوزخ میں آئے گا وہ اپنے حصے کی آگ اپنے ساتھ لائے گا ہر ایک کی اپنی اپنی آگ ہے اس نے بات تو خواب کی کی لیکن ایک حد منشادین کو واضح کرتی ہے کہ کسی پر زبردستی آگ ٹھونسی نہیں جاتی اللہ کریم فرماتے ہیں جو نافرمانی کرتے ہیں فرمایا فمااصبرھم علی النار یہ آگ پر کتنے دلیر ہیں اپنے لئے آگ اپنے گرد جمع کئے جارہے ہیں۔

تو یہاں اسی بات کو لے کر ارشاد ہوتا ہے کہ

ویقول الانسان ء اذامامت لسوف اخرج حیا○ جب مرجائیں گے بات ختم ہوگئی پھر کیا مرنے کے بعد بوسیدہ ہڈیاں اور مٹی ہوجائے گا گوشت اور ہڈیاں جو خاک ہوجائیں گی پھر انہیں کون زندہ کرے گا کیسے ممکن ہے کہ پھر اسی طرح زندہ ہوں اور پھر گرمی سردی محسوس ہو اور پھر بھوک پیاس محسوس ہو یہ کیسے ممکن ہے قرآن حکیم نے بڑا سادہ سا جواب دیا ہے اتنے ٹیڑھے سوال کا بڑا سادہ جواب فرمایا ایک جاہل سے جاہل آدمی اس جواب کو سمجھ سکتا ہے ان پڑھ سے ان پڑھ بندہ اس کو سمجھ سکتا ہے جس کے لئے کسی فلسفے کی ضرورت نہیں ہے فرماتا ہے

اولا یذکر الانسان کیا انسان اس بات کو بھول چکا ہے یا اسے یاد نہیں انا خلقنه من قبل ولم یک شیئا" ○ ہم نے اسے اس حال سے پیدا کیا جب وہ کچھ بھی نہیں تھا جہاں ایک چٹیل میدان ہے وہاں کوئی ایک گھر بنالیتا ہے اب اگر وہ گھر گرجائے تو اس کی مرمت نہیں کرسکتا اسے دوبارہ نہیں بناسکتا جس مالک دوجہاں نے عدم سے تجھے وجود بخشا ہے تو لاکھ خاک میں مل جائے تو آگ میں جل جا تو کسی شیپ میں بھی چلا جا' اب تیرا ایک وجود تو ہے' تو ایک مادے کی شکل تو ہے' تو خاک ہو جا' چھائی ہو جا' مٹی بن جا' لیکن ایک مٹی تو ہے۔ تجھے اس نے اس حال سے پیدا کیا جب تیری مٹی بھی نہیں تھی فرمایا کیا تجھے یہ بات بھول گئی کہ تو کچھ بھی نہیں تھا اور میں نے تجھے انسان بنادیا۔ اور اگر تو خاک ہوجائے گا تو دوبارہ بنانا میرے لئے کیا مشکل ہے پھر فرمایا فوربک تیرے پروردگار کی قسم ۔یہاں ربوبیت کی قسم اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے جس طرح تقاضائے ربوبیت یہ ہے کہ صرف تخلیق نہ کرے رب وہ ہوتا ہے جو پیدا بھی کرتا ہے اور اس کی ہر ضرورت ہر وقت ہر حال میں پوری کرتا ہے پیدا ہو کر غذا اس کی ضرورت ہے زندہ رہنا اس کی ضرورت ہے موت بھی ایک ضرورت ہے اگر موت بھی نہ ہوتی تو آج تو ہمیں ساٹھ سال کا ستر سال کا بندہ بوجھ لگتا ہے اگر یہ بندے دو دو ہزار سال کے پڑے ہوتے تو بوجھ کون اٹھاتا۔ جب سے دنیا چلی آرہی ہے یہ اربوں سالوں کے باپوں کے باپ پڑے ہوتے بوڑھی ہڈیاں تو انہیں کون سنبھالتا موت بھی ہماری ضرورت ہے تقاضائے ربوبیت ہے کہ جب آدمی اس دنیا کے کام کا نہ رہے تو پھر یہاں سے کہیں آگے چلا جائے اسے اللہ اپنے پاس ہی سنبھالے اس بندے کو بندے نہیں سنبھال سکتے بچوں کو گود میں کھلایا جاسکتا ہے لیکن بچے بوڑھوں کو گود میں اٹھانے کو تیار نہیں ہوتے یہ فطرت کا ایک تقاضا ایک اصول ہے موت بھی ایک ضرورت ہے یہ بھی اس کی ربوبیت کا ایک تقاضا ہے فرمایا جس طرح اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ اس نے پیدا کیا وہ روزی دے وہ صحت دے وہ عمر دے وہ موت دے یہ بھی اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے کہ جس نے اس کی اطاعت کی ہے اسے انعام دے اور جس نے اس کی نافرمانی کی ہے اسے سزا دے یہ بھی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

فوربک فرمایا تیرے رب کی قسم لنحشرنھم والشیطین میں بندوں کو بھی اکٹھا کروں گا اور جن شیطانوں کی بات مان کر انہوں نے میری نافرمانی کی ان شیطانوں کو بھی ثم لنحضرنھم حول جھنم جثیا○ پھر میں انہیں جہنم کے کنارے گھٹنوں کے بل کردوں گا یعنی مجبور و بے بس گھٹنوں کے بل سے مراد ہوتا ہے جو بھاگ نہ سکے کہیں جانہ سکے اس طرح انہیں جہنم کے گرد جمع کردوں گا کہ وہ وہاں سے بھاگ نہیں سکیں گے۔

ثم لننزعن من کل شیعته پھر میں ہر گروہ سے کہوں گا ہر جماعت سے ہر گروہ سے ایسے لوگوں کو الگ کرکے وہاں جمع کردیں گے جنہیں یہ خیال ہے ایھم

اشدعلی الرحمٰن عتیا○جو اللہ جو رحمان و رحیم ہے جو ان کی نافرمانی پر بھی انہیں رزق دیتا تھا جو ان کو ان کے کفر پر بھی انہیں پالتا تھا جو ناشکر گذاری پر بھی نعمتیں عطا کرتا تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ ہمارا وہ بگاڑ ہی کچھ نہیں سکتا پھر ان سے کہوں گا کہ اب بات کرو قرآن نے لفظ شیعہ بہت جگہ استعمال کیا ہے شیعہ کا لغوی معنی جماعت یا گروہ ہے قرآن نے ہر جگہ باغی جماعت پہ استعمال کیا ہے عربی لغت میں شعیہ کا معنی گروہ ہے جماعت ہے لیکن قرآن کی اصطلاح میں ہر باغی جماعت کو شیعہ کہا گیا ہے نافرمانوں کو شیعہ کہا گیا ہے یہاں بھی وہی فرمایا۔

فوربک لنحشرنهم تیرے پروردگار کی قسم میں سب کو جمع کروں گا اور شیطانوں کو بھی ان کے ساتھ ثم لنحضر حول جهنم جثیا○پھر میں انہیں گھٹنوں کے بل جہنم کے گرد کھڑا کردوں گا ثم لننزعن من کل شیعته ایهم اشدعلی الرحمٰن عتیا○پھر ہر گروہ سے ایسے لوگوں کو کھینچ لاؤں گا جو پروردگار کے حکم کے مقابلے میں سرکشی اختیار کرتے تھے۔

ثم لنحن اعلم بالذین هم اولی بهاصلیا○اور فرمایا میں سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ کون جہنم میں رہنے کا سزاوار ہے اب اس کے ساتھ جو سب سے خطرناک بات سب کے لئے فرمایا

وان منکم الاوار دھاکوئی ایسا نہیں ہے جسے دوزخ پر سے گذرنا نہیں ہوگا ہر شخص تم میں سے ہر شخص وہیں سے گذرجائے گا کان علی ربک حتمامقضیا○ہر شخص کو وہاں سے گذارنے کا عہد تیرے پروردگار نے کررکھا ہے جو ضروری ہے یقینی ہے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو وہاں سے گذر کر نہ جائے گا انبیاء علیہم السلام گذریں گے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین گذریں گے صلحاء گذریں گے شہید اور صدیق گذریں گے عامتہ المسلمین گذریں گے وہاں سلامتی صرف اتباع محمد رسول ﷺ میں ہے جو قدم آپ ﷺ کی سنت کے خلاف ہوگا وہ جہنم پر پڑے ہوئے راستے سے باہر ہوگا۔

ثم ننجی الذین اتقوونذر الظلمین فیهاجثیا○پھر میں ان لوگوں کو نجات دلادوں گا پھر وہ لوگ سلامتی سے پار اتریں گے جنہیں زندگی میں دنیا میں اللہ سے حیا آتی تھی جن کے دل میں خوف خدا تھا جن کے دلوں میں طلب الٰہی تھی جن کے دلوں میں میری یاد تھی جن کے دلوں میں میرے لئے پیار تھا محبت تھی عشق تھا اطاعت تھی وہ لوگ جو میرے نبی علیہ السلام کی غلامی کرتے تھے وہ لوگ جنہوں نے درد دل پایا وہ لوگ جنہوں نے احساس و شعور کی دولت پائی اور جو اس سے محروم رہے فرمایا میں بھی انہیں چھوڑدوں گا کہ وہ جہنم میں گر جائیں اور جو آئے وہ بھٹکیں۔

اللہ جل شانہ نے قران حکیم میں جہاں جگہ جگہ عذاب کی جہنم کی منظر کشی کی ہے اس سے مراد محض لوگوں کو دھمکانا یا ڈرانا نہیں ہے بلکہ قرآن کا انداز انزار کا ہوتا ہے اردو میں تو ایک ہی لفظ ہے ڈرانا عربی میں ڈرانے کے بھی مختلف معنی ہیں ایک ڈر ہوتا ہے جیسے آپ کسی کو خوف زدہ کرنے کے لے ڈراتے ہیں ایک ڈر ہوتا ہے جیسے ماں بچے کو ڈراتی ہے اس سے آگے مت جانا چھت سے گر جاؤ گے انداز وہ ڈر ہوتا ہے جس میں اس سے محبت ہوتی ہے پیار ہوتا ہے اسے اطلاع دی جاتی ہے کہ اس سے آگے خطرہ ہے اس سے آگے خطرہ ہے اس سے آگے نہ جاؤ تو قرآن حکیم میں اللہ کی رحمت و شفقت اپنے بندوں کو ان خطرات سے آگاہ فرماتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت چھوڑنے سے پیش آسکتی ہے پھر وہ ایسا کریم ہے اعلان فرماتا ہے اے میرے حبیب ﷺ میرے ایسے بندے بھی ہیں جنہوں نے بڑے گناہ کئے ہیں بڑی زیادتی ہے اپنے آپ کے گرد الاؤ روشن کررکھے ہیں آگ کے اپنے آپ پر بہت زیادہ ظلم ڈھا چکے ہیں۔

قل یعبادی الذین اسرفو اعلی انفسهم میرے حبیب ﷺ میرے ان بندوں سے کہہ دو جنہوں نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا ہے اپنے لئے بڑے گناہ جمع کررکھے ہیں اپنی عاقبت تباہ کرلی ہے انہیں ایک بات کہہ دو میری طرف سے لاتقنطوامن رحمته اللّٰہ انہیں کہہ دو میری رحمت سے ناامید نہ ہو کبھی تو میری رحمت کو بڑھ کر تھام لو کرم الٰہی کا عالم یہ ہے اس کی عطا کا یہ عالم ہے اس کی رحمت ناپید اکنار

www.naqshbandiaowaisiah.com

کاعالم یہ ہے کہ وہ فرماتا ہے وما ارسلنک الا رحمتہ العالمین اے میرے حبیب ﷺ میں نے تجھے سارے جہانوں کے لئے اپنی رحمت مجسم کرکے مبعوث فرمادیا کوئی جب چاہے اور جہاں چاہے وہ تیرا دامن تھام لے میں اس کی خطاؤں کا حساب نہیں کروں گا میں یہ نہیں دیکھوں گا کہ اس نے کتنی نافرمانی کی کتنے برس ہابرس گستاخ رہا کتنی عمر یہ مجھے بھولا رہا اس نے کتنا کفر کیا کیا شرک کیا کتنے ظلم کئے کبھی تو سب کچھ چھوڑ کر میری بارگاہ میں آئے کشتی نوح علیہ السلام کی مثال دی جاتی ہے کہ جب کوئی نجات دہندہ ہو جب کوئی طریق نجات ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں یہ کام یا یہ چیز کشتی نوح علیہ السلام کہاں کشتی نوح علیہ السلام اور کہاں دامان پاک محمد رسول ﷺ جس کی کوئی مثال ہی نہیں دی جاسکتی اور کتنا بدنصیب ہے وہ شخص کہ جو دنیا میں ہو اور اس کے پاس عقل و شعور بھی ہو اور وہ پھر وہ دامان محمد رسول ﷺ سے محروم رہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ میری مثال ایسی ہے جیسے جنگل میں آگ جل رہی ہو اور بے شمار پروانے پتنگے جمع ہو جائیں اور ہر کوئی آگ میں کود رہا ہو کوئی ایسا شخص ہو جو پکڑ پکڑ کر انہیں بچا رہا ہو فرمایا مخلوق گمراہی کی کفر و شرک کی آگ میں ظلم و جور کی آگ میں جہنم میں کود رہی ہے چھلانگیں لگا رہی ہیں اور میں دوڑ دوڑ کر بھاگ بھاگ کر ایک ایک کو پکڑ کر بچا رہا ہوں پھر بھی اگر اگر کوئی دامان رحمت سے پھسل جائے پھر کوئی خود کو حضور ﷺ کے دست شفقت میں دینا نہ چاہے ہم نفرت کرتے ہیں ایسے لوگوں سے جو بدنام ہوتے ہیں ہم ان سے بات کرنے میں اپنی پاک دامنی کے باعث ننگ سمجھتے ہیں ہم خود کو پارسا سمجھتے ہیں اور دوسروں سے بات کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں

میں نے ایک دن پندرہ منٹ تقریر کر دی ایک سٹوڈیو میں چھ مہینے ہر اخبار ہر رسالے میں شور آتا رہا کہ جی ان سے بات کیوں کی اس کے کرم کو بھی دیکھو جو گناہ گاروں کو نہیں کافروں کو بلا رہا ہے صرف گناہ گار نہیں مشرک کافر بے دین بدکار کوئی شرط نہیں لگا رہا کہہ رہا ہے قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم میرے حبیب ﷺ میرے وہ بندے جو بڑے بدکار ہیں جو بڑے ظالم ہیں جو انتہائی مظالم اپنے اوپر کر چکے ہیں یار ان سے بھی بات کرو میرے حبیب ﷺ ان سے بھی کہو اور انہیں یہ بتادو کہ ان کے گناہ میری رحمت کو عاجز نہیں کر سکتے دنیا جہان کی چیزیں سمندر میں گرتی ہیں سمندر کے پانی کو آلودہ نہیں کرتی خود فنا ہو جاتی ہیں سمندر تو ایک محدود پانی ہے زمین پر ہے زمین خود محدود ہے اس کی رحمت کا سمندر ناپید اکنار ہے اس کی وسعتیں اتنی ہیں کہ وہ نہ گدلا ہوتا ہے اور نہ خراب ہوتا ہے جتنے گناہ ہیں سارے لے کر فرمایا آپ ﷺ کے دامان رحمت میں تو آجائیں پھر دیکھیں میں کس طرح صاف کرتا ہوں آقائے نامدار ﷺ بھلے لوگوں کے لئے اچھے لوگوں کے لئے نیک لوگوں کے لئے ہی صرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ جہان میں رہنے والے ہر فرد کو دعوت عام ہے یار کیا مزا ہے کیا بات ہے کیا شان ہے کیا عجیب بات ہے کہ گناہ گار یہ نہ سمجھے کہ اللہ اور اللہ کا حبیب ﷺ اچھے لوگوں کو بلائیں فرمایا بدکاروں کو بلاؤ بے دینوں کو بلاؤ کافروں اور ظالموں سے کہو اور انہیں یہ یقین دلاؤ میرے حبیب ﷺ کہ میری رحمت تمہارے اندازوں سے وسیع تر ہے

لاتقنطوا من رحمتہ اللہ کسی حال میں بھی میری رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ

ایں درگہہ ما درگہہ ناامیدی نیست
صدبار اگر توبہ شکستی باز آ

فرمایا میری بارگاہ ایسی ہے جہاں سے کوئی ناامید ہو چکا ہو اگر سینکڑوں دفعہ توبہ کر کے بھی توڑ چکا ہے پھر اس کا علاج بھی توبہ ہی ہے کہ پھر میری بارگاہ میں آجا دم واپسی تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے شرط ہے کہ دل سے آئے شرط یہ ہے کہ خلوص سے آئے دل سے آئے طلب الٰہی پیدا ہو اس کی رضا کا خیال پیدا ہو تمنا بن جائے آرزو بن جائے کہ میرا پروردگار مجھ سے راضی ہو فرمایا تو نے صرف خواہش کرنی ہے آرزو کرنی ہے میں اس کی تکمیل کر دوں گا اور کتنے ہی بدنصیب ہیں کہ ہم آرزو بھی نہ کر سکیں بڑی محنت جو کرنی ہے ہمیں بڑی مشقت جو اٹھانی ہے وہ یہ ہے کہ ارادہ تو پکا کرلیں کہ اے اللہ مجھے معاف کردے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اگر ہم اتنا بھی نہ کر سکیں تو پھر مجرم تو ہم ہی ہیں جرم تو ہمارا ہے۔

موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بنفس نفیس قوم میں موجود تھے چالیس دنوں کے لئے "طور" پر تشریف لے گئے کہ آپ علیہ السلام کو کتاب عطا ہوگی سامری نے ایک بچھڑا بنا کر قوم کو اس کی پرستش پر لگا دیا منع کرنے والوں سے نہ رکے قوم دو حصوں میں بٹ گئی آدھے وہ جو گئوسالے کو سجدہ نہیں کرتے تھے باقی وہ جو سجدہ کرنے لگ گئے موسیٰ علیہ السلام واپس آئے انہیں بہت دکھ ہوا بڑے غصے ہوئے لوگوں نے توبہ کی انہوں نے کہا کہ ہمیں غلطی لگی ہے ہم سے غلطی ہوگئی ہمیں اللہ تعالیٰ سے معافی لے دیجئے اللہ کے نبی نے اولوالعزم رسول علیہ السلام نے علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بارگاہ الٰہی میں عرض کی یااللہ میری قوم توبہ کرتی ہے فرمایا جنہوں نے سجدہ نہیں کیا انہیں تلواریں دے دے جنہوں نے سجدہ کیا ہے وہ گردنیں جھکادیں جس کی گردن کٹتی جائے گی اسے معاف کرتا جاؤں گا دو یا تین شبانہ روز اتنے لوگ قتل ہوتے رہے مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ سحری کے وقت موسیٰ علیہ السلام اپنے خیمے سے نکلے تو گھٹنوں تک پاؤں اس دلدل میں دھنس گیا جو انسانی خون سے بنی تھی اور انہوں نے دعا کی بارالٰہی یہ عالم ہے کہ زمین نے خون پینا چھوڑ دیا ہے انہیں معاف فرمادے اللہ نے احسان فرمایا فرمایا جو قتل ہو چکے ہیں انہیں شہادت کا درجہ دے دوں گا جو بچ گئے ہیں میں انہیں معاف کرتا ہوں توبہ اتنی آسان نہ تھی وہ اللہ کے اولوالعزم رسول علیہ السلام تھے ان کی قوم تھی مہاجر تھے جو فرعون کی مصر سے ہجرت کر کے ان کے ساتھ آئے جرم کیا اور توبہ کے لئے فاقتلوا انفسکم ذٰلکم خیر لکم عند بارئکم اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ نے فرمایا جانیں دو تمہارے رب کے نزدیک یہی بہتر ہے تمہارے لئے توبہ کا یہی راستہ ہے گردن کٹادو توبہ قبول ہوجائے گی۔

اور کہاں صدیوں کا فاصلہ اور امت محمدیہ ﷺ میں کوئی شامل ہونا چاہے سوئی تک نہ چبھائے لیکن دل سے یہ اقرار کرلے کہ میں نے غلطی کی اللہ مجھے معاف کردے میں تیرے نبی ﷺ کی اطاعت اختیار کرتا ہوں اتنی آسان تو توبہ کبھی نہ تھی پھر اگر اس پر بھی اس کے باوجود بھی ہمارا عالم یہی ہو ایک دوسرے کی ہم گردنیں کاٹ رہے ہوں ایک دوسرے کا مال لوٹ رہے ہوں ایک دوسرے کی آبرو لوٹ رہے ہوں ایک دوسرے کی تباہی کے درپے ہوں بھائی بھائی کا دشمن ہو دوست دوست کا دشمن ہو مسلمان مسلمان کا گھر جلا رہا ہو یہ جو عالم ہم نے بنا کر رکھا ہے اور ایسی عجیب قوم ہے میرے پاس بے شمار رسالے پمفلٹ آتے ہیں کہ دنیا میں یہ ہوگیا کشمیر میں وہ ظلم ہو رہا ہے ہر جگہ ظلم جہاں بھی ہو برا ہے لیکن یہ بتاؤ پڑوسی کے گھر کی آگ کو وہ کیسے بجھا سکتا ہے جس کا اپنا گھر جل رہا ہو یہاں ظلم نہیں ہو رہا یہ کسی کو نظر ہی نہیں آتا پاکستان کی یہاں کوئی بات ہی نہیں کرتا جو عزتیں یہاں لٹتی ہیں جو ڈاکے یہاں پڑتے ہیں جو قتل عام یہاں ہوتا ہے اس کی اصلاح کے لئے کیا آسمانوں سے لوگ اتریں گے اس کی ذمہ داری کس پر ہے کشمیر میں تم امن قائم کرنے کی تب بات کرو جب پاکستان میں امن قائم کرچکو وسط ایشیا میں عدل کی بات تب کرو جب تمہارے پاس عدل ہو اور میں پوری دیانتداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ یہاں کی بات نہیں کرتے اور باہر کی بات کرتے ہیں وہ صرف چندے جمع کر کے پیسے کھانا چاہتے ہیں میرا خیال غلط ہو لیکن میرا خیال یہی ہے کہ لوگ مسلمانوں کی جان ومال و آبرو لٹتی دیکھ کر اس پر بھی پیسہ کماتے ہیں اس پر بھی چندہ جمع کرتے ہیں اس لئے کہ اگر درد ہوتا تو یہ مسلمان نہیں ہیں جو ہمارے دروازے پر بے آبرو ہو جاتے ہیں یہ مسلمان نہیں ہیں جو یہاں قتل ہو جاتے ہیں ان کا حق کوئی نہیں جن پر یہاں ظلم ہو رہا ہے تو ہم اس معاشرے کی اصلاح کیوں نہیں کرتے کم از کم ہم اپنی اصلاح کرلیتے ہماری طرف سے تو کسی کی جان ومال آبرو کو خطرہ نہ ہوتا

رحمت الٰہی تو ناپیدا کنار ہے اور اس کا یہ احسان کہ اس نے محمد رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور پھر اس کا یہ احسان کہ ہمیں اس نے مسلمان گھروں میں پیدا کردیا اور ہم پیدائش کے حادثے سے دامان پیامبر سے وابستہ ہوگئے اس میں ہمارا تو کوئی کمال نہیں ہے اگر اتنی نعمتیں اس نے دی تھیں تو کبھی ہم یہ بھی سوچتے کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہم دنیا میں کسی ایک سے تو وفا کر جاتے اور اگر ہم آقائے نامدار ﷺ جیسی ہستی سے وفا نہیں کر سکتے تو بے وقوف ہے جو ہم سے وفا کی امید رکھتا ہے وہ قوم ہو یا ملک وہ دوست ہو یا بھائی وہ عزیز ہو یا رشتہ دار اگر ہم اللہ کے حبیب ﷺ سے وفا نہیں کر سکتے تو ہم سے نہ اولاد وفا کی امید رکھے اور نہ ہمارے والدین وفا کی امید رکھیں یہ بے وفاؤں کی قوم ہے بے وفا لوگوں کا ایک ہجوم ہے بے وفا لوگوں کا ایک انبوہ کثیر ہے اس لئے کہ جو اس بارگاہ میں دھوکا ہی کرتے ہیں اس سے بھی وفا نہیں کر سکتے وہ جو کسی نیکی کی شرط عائد نہیں کرتا جو کسی پارسائی کی بات نہیں کرتا وہ جو گناہوں اور خطاؤں کی بات کرتا ہے کہ سارے گناہ لے آؤ یار میرے، پاس ڈھیر کر دو میں تمہیں عشق الٰہی عطا کرتا ہوں میں تمہیں اللہ کی یاد عطا کرتا ہوں میں تمہارے دلوں کو نور سے بھردوں گا تم ساری ظلمت یہاں لے آؤ کاش صرف ان لوگوں کی اصلاح ہو جاتی جو حرم مکہ سے اور روضہ اطہر ﷺ سے ہو کر آئے ہیں لیکن ہم ایسی بدنصیب قوم ہیں کہ اصلاح ان کی بھی نہیں ہوتی اگر اس ملک کے صرف حج اور عمرہ کرنے والے لوگ سدھر گئے ہوتے تو اس تیرہ کروڑ کی آبادی میں دس کروڑ حاجی اور عمرے والے ہیں تین کروڑ خالی ہوں گے اکثریت ان لوگوں کی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر بلایا یا در حبیب ﷺ پہ حاضری کی توفیق بخشی وہ بھی رسم ہی رہی آنا جانا ہی رہا پکنک ہی ہو گئی کچھ چند چیزیں ہم وہاں سے خرید کرنے آئے سیر سپاٹا کر کے آ گئے۔

تو میرے بھائی ہم میں سے ہر ایک اپنی موت کی ساعتیں گن رہا ہے کسی کو باقی نہیں رہنا تقاضائے ربوبیت ہے کہ ہمیں مرنا ہے مر کے گم نہیں ہونا مر کے پھر ایک زندگی شروع ہو جائے گی جو حقیقی دائمی اخروی ہے جب قبر میں سر رکھیں گے آنکھ بند ہو گی تو آنکھ کھل جائے گی حقیقتیں عیاں ہو جائیں گی۔

فکشفنا عنک غطاء ک
فبصرک الیوم حدید آج میں تیری آنکھوں سے پردے ہٹا دیتا ہوں اور تیری نگاہ کو مضبوط فولادی کر دیتا ہوں ہر چیز نظر آئے گی فرشتے دوزخ جنت پر عمل کا حلیہ چہرہ ہر عمل کا قد قامت ہر فعل مجسم نظر آئے گا لیکن اس وقت توبہ کا وقت گذر چکا ہو گا ایسا کرم ہے اس کا کافر کے لئے توبہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے جب اسے موت کے فرشتے یا آخرت اس پہ منکشف ہو جائے تو توبہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن اگر مومن کو موت کے فرشتے نظر آ رہے ہوں برزخ نظر آ رہا ہو لیکن ابھی اس میں دم باقی ہو اس وقت بھی توبہ کر لے قبول ہو جاتی ہے مومن کے لئے جب سانس چل رہی ہے دل کی دھڑکن باقی ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور توبہ کی پہچان یہ ہے کہ توبہ نصیب ہو جائے تو خطا ہو تو دکھ لگتا ہے جس طرح زخم بھر جائے وہ جگہ حساس ہو جاتی ہے ناں وہاں انگلی بھی رکھو تو پتہ چلتا ہے یہاں زخم تھا پھر گناہ ہضم نہیں ہوتے خطا ہو جائے تو دکھ لگتا ہے اور آدمی پھر توبہ کا مرہم ہی اس پر لگاتا ہے ایک ہی راستہ ہے جو سب سے بہتر سب سے اچھا اور ہماری ضرورت ہے وہ توبہ کا راستہ ہے جو کچھ ہوا جتنا ہوا اسے بھول جاؤ اور دامان پیامبر ﷺ سے وابستہ ہو جاؤ ایک ہی بارگاہ ہے میں تھوڑے حوصلے کا آدمی ہوں آپ میری طرح کے بندے ہیں شاید ہم کسی کی کسی بات سے ناراض ہوں گے اور زندگی بھر اسے معاف نہیں کریں گے لیکن وہ بارگاہ تو ایسی نہیں ہے اللہ کے حوصلے بھی بہت ہیں اللہ کی نبی ﷺ کی بارگاہ بھی بہت وسیع ہے اللہ کریم ہمیں یہ شعور عطا فرمائے کہ ہم اپنے لئے اتباع رسالت پناہی ﷺ کا راستہ اختیار کر لیں توفیق دے کہ ہم اپنے گناہوں سے تائب ہوں توفیق دے کہ اس کی یاد کو دلوں میں آباد کریں توفیق دے کہ اس کی یاد میں جئیں اس کی یاد میں موت آئے اس کے بندوں کے ساتھ حشر نصیب ہو اور انجام صالحین کے ساتھ اور نبی علیہ الصلوۃ کے غلاموں کے ساتھ نصیب ہو۔

دعائے مغفرت

سلسلے کے ساتھی عبدالستار ماموں کانجن والے کی ہمشیرہ فوت ہو گئی ہے۔ ساتھیوں سے دعا کے لئے اپیل ہے۔

دعائے مغفرت

سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی حاجی محمد صادق (لاہور) قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ان کے لئے ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلامِ شیخ

اپنے شعروں میں بسانے کی جسارت کر لوں
میں تجھے تجھ سے چرانے کی جسارت کر لوں

ہے غنیمت یہ ملاقات دم خواب سہی
دل جو چاہے وہ بتانے کی جسارت کر لوں

آج کا موسم نہ ملے پھر کبھی برسوں شاید
آج انہیں اپنے پاس بلانے کی جسارت کرلوں

بعد مدت کے لگا چاند قریب آیا
کیا تیرا نام بتانے کی جسارت کر لوں

مرض بہانہ تھا فقط ان کو بلانے کے لئے
ایک صرف اور بہانے کی جسارت کر لوں

اپنا سرمایہ ہے فقط اک ادھوری خواہش
کیا تیرے نام لگانے کی جسارت کر لوں

دل تو الجھا ہے تیری ذات میں سیماب اپنا
کیا کبھی ہاتھ بڑھانے کی جسارت کر لوں

سیماب اویسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقتدار کا کھیل

تحریر: راجہ انور

گذشتہ بیس بائیس برسوں کی افغان تاریخ ہمارے دور کی سب سے بڑی عبرت گاہ ہے مگر وائے حسرت کہ کوئی اس سے سبق سیکھنے کو تیار نہیں جیسے یہ کل کا واقعہ ہو حفیظ اللہ امین اپنے استاذ بزرگ نور محمد ترہ کئی کا گلا گھونٹ کر کرسی اقتدار پر قابض ہوا۔ اس نے اپنی حفاظت کے لئے ادھر روسی فوجی کی مدد طلب کی تو ادھر انٹیلی جنس کا محکمہ اپنے بھتیجے اور داماد اسد اللہ امین کے حوالے کر دیا اسد اللہ مردم آزاری کے معاملے میں اپنے خسر چچا سے بھی سوا ہاتھ آگے نکل گیا اس نے ملزموں کو اذیت پہنچانے کے لئے بارہ عدد اس قدر تنگ تیرہ و تاریک زیر زمین اطاقچے تعمیر کرائے جنہیں اگر عذاب قبر کا تعارفی دیباچہ کہا جائے تو ہر چند غلط نہ ہو گا۔

ایک شام کابل توپوں کی گڑگڑاہٹ سے اچانک لرز اٹھا بارود دھوئیں کا غبار چھٹا تو معلوم ہوا کہ ببرک کارمل نے روسی فوج کی مدد سے حفیظ اللہ امین کی ہڈیوں پر اپنا تخت بچھالیا ہے کوئی چھ سال بعد اس کے شاگرد صدیق ڈاکٹر نجیب اللہ نے روسی فوج کی آشیرباد سے اپنے گرو ببرک کارمل کا دھڑن تختہ کر دیا آگے چل کر ربانی مجددی اور احمد شاہ مسعود وغیرہ نے امریکی اشیرباد سے نجیب اللہ کو اقتدار سے محروم کیا بعد ازاں اس طائفے کو پاکستانی سرپرستی میں جنم لینے والے طالبان نے کابل سے باہر نکال دیا .....الغرض کرسی اقتدار کی خاطر ایک دوسرے کو قتل کرنے کا جو کھیل بیس بائیس برس قبل شروع ہوا تھا وہ رکنے تھمنے یا دم لینے کی بجائے ابھی تک اسی شدت سے جاری ہے

میں نے اپنی گنہگار آنکھوں سے اسد اللہ امین کو اپنی زیر زمین اطاقچوں میں رینگتے دیکھا جو اس نے اپنے مخالفین کے لئے تعمیر کرائے مجھے یقین ہے کہ جس زمانے میں اس نے اطاقچے تعمیر کرائے اس نے کبھی نہ سوچا ہو گا کہ وہ انہی عقوبت خانوں سے سر ٹکراتے ٹکراتے ایک دن تختہ دار پر چڑھ جائے گا بعینہٖ نواز شریف نے جب دہشت گردی کی خصوصی عدالتیں قائم کی تھیں تو انہوں نے یہ بات کب سوچی ہو گی کہ ایک دن وہ انہی عدالتوں کے صحن سے 25 سالہ سزا کی فصل کاٹیں گے انہی عدالتوں کے قیام کی خاطر انہوں نے چیف جسٹس سجاد علی شاہ کو توہین کے کانٹوں پر گھسیٹتے ہوئے سپریم کورٹ سے باہر پھینک دیا تھا۔

لاریب! انسان کوتاہ بین ہے وہ بسا اوقات زہر کو تریاق سمجھ کر چاٹتا رہتا ہے اور جو کوئی اسے روکنا چاہے وہ اسی کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھ بیٹھتا ہے۔ نواز شریف کا فیصلہ آنے سے قبل اس بات کا خدشہ موجود تھا کہ وہ کہیں بھٹو کے سے انجام سے دو چار نہ ہو جائیں گویا ان کے خلاف آنے والا فیصلہ اس حد تو خاصا اطمینان بخش تھا کہ عام اندازوں کے برعکس انہیں سزائے موت نہیں ہوئی اس مرحلے پر تختہ دار سے بچ نکلنا ہی ان کی بہت بڑی فتح تھی اگرچہ 25 برس بھی کوئی معمولی عرصہ نہیں ہوتا یہ ایک صدی کا چوتھائی حصہ ہوتا ہے بلکہ اسے عمر اور ایک زمانہ ہی کہئے کہ پچیس سالوں میں کسی سماج کے باہمی رشتے اس کے سیاسی رویے اور اجتماعی سوچیں مکمل طور پر تبدیل ہو جاتی ہیں اگر انہیں واقعی پوری سزا کاٹنی پڑے تو 25 برس بعد انہیں جیل کے دروازے پر شاید ہی کوئی شناسا چہرہ نظر آئے تاہم یہ خیال ان کے لئے باعث اطمینان ہو گا کہ نہ تو موجودہ حکومت اتنی دیر قائم رہ سکتی ہے اور نہ اس کے دور میں سنائی گئی سزائیں اپنی طوالت پوری کر سکتی ہیں ان حالات میں اگر انہیں بالائی عدالتوں سے فوری طور پر ریلیف نہ ملا تو بھی شاید آنے والا وقت از خود ریلیف مہیا کر دے اگر انہیں ریلیف بھی مل جائے تو سردست ایسا کوئی امکان دکھائی نہیں دے رہا کہ پاکستان کی قومی سیاست میں شریف خاندان کے لئے کوئی کردار باقی بچا ہو؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

بر سبیل تذکرہ شہر کے تاجر حلقوں کے مطابق یہ بات خاصے استہزائیہ انداز میں کی جاتی ہے کہ تھانیداری شکل دیکھ کر ہی اس طبقے کی ٹانگوں پر رعشہ طاری ہوجاتا ہے بہت سے لوگ اس بات پر انگشت بدنداں ہیں کہ اس طبقاتی پس وپیش سے ابھرنے والا نواز شریف ایسا ملائم آدمی جرنیلوں کے چرن چھونے کے بجائے ان کے مقابلے میں خم ٹھونک کر کس طرح کھڑا ہوگیا حالانکہ آج نواز شریف کو نہ تو عوامی ہمدردی میسر ہے اور نہ کوئی خاص حمایت ہی حاصل ہے پھر ان کا کوئی سیاسی نظریہ ہے اور نہ کوئی انقلابی آورش!

یہ قدرت کا اصول ہے کہ جسے جتنا بڑا انعام ملے بسااوقات اسے اتنے ہی بڑے امتحان سے بھی گذرنا پڑتا ہے شریف خاندان کے لئے آج کل پرانے انعامات کی قیمت ادا کرنے کا دور ہے تاریخ اپنے قرضے اور وصولیاں معاف کیا کرتی ہے اور نہ اس کے ہاں ری شیڈولنگ ایسا کوئی سوراخ پایا جاتا ہے انسان کو یہ حقیقت جتنی جلدی سمجھ آجائے اس کے لئے اسے برداشت کرنا اتنا ہی آسان رہتا ہے

ہاں البتہ نواز شریف کے عدالتی فیصلے پر جس طرح پورے ملک میں باقاعدہ طور پر جواء کھیلا! کیا وہ کوئی عام اور معمولی واقعہ نہیں یہ اجتماعی بے حسی ہمارے ہاں کے شدید سماجی بحران کی نشاندہی کرتی ہے یعنی جب کسی سماج کے آئیڈیلز نہ رہیں جب اس کی کوئی سمت کوئی منزل اور کوئی مقصد نہ رہے تو ایک ایسے سماج میں ہر فرد دوسرے کے خلاف اور سبھی کے کو اس نفسانفسی اور مایوسی کی حالت میں پہنچانے کی ذمہ داری کافی حد تک ہماری سیاسی قیادت پر بھی عائد ہوتی ہے جو رہنما عوام کے مقدر کے ساتھ جوا کھیلیں ان کے منہ سے نوالہ چھین کر اسے اپنے غیر ملکی اکاؤنٹس میں جمع کروائیں جب ان پر کوئی افتاد آن پڑے تو پھر عوام ان کے سر کٹنے کے امکان پر اگر جواء نہیں کھیلیں گے تو کیا انہیں بچانے کے لئے خود کو آگ میں بھسم کرلیں گے۔

بشکریہ روزنامہ خبریں لاہور

گھر برائے فروخت

• اویسیہ ہاؤسنگ سوسائٹی میں ایک کنال کا ڈبل سٹوری گھر برائے فروخت ہے۔ 4 بیڈ روم۔ 2 لاؤنج۔ 2 کچن اور بہترین ماربل فلورنگ۔

رابطہ فون 5182292

PSO

رحمان آئلز

پروپرائیٹرز

نور الرحمن خاں لودھی

حفیظ الرحمن خاں لودھی

ہول سیل ڈیلر

لائٹ ڈیزل، کیروسین، فرنس آئل، موبل آئل

چوک فیکٹری ایریا، فیصل آباد فون نمبر 618946-624353

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکر الٰہی کے اثرات

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

بسم اللہ الرحمان الرحیم

○ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لایت لاولی الالباب○الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا" سبحنک فقنا عذاب النار○(آل عمران 190-191)

رب جلیل کا ارشاد ہے کہ جس طرح ہر صانع پر ہر بنانے والے پر اس کی بنائی ہوئی چیز اس کی صنعت کی دلیل ہوتی ہے آپ کوئی اچھا دروازہ بنا ہوا دیکھتے ہیں تو آپ کو فوراً" بنانے والے کاریگر کا خیال آتا ہے کوئی جدید مشینری دریافت ہوتی ہے تو اس کے دریافت کرنے والے یا بنانے والے کو پوری دنیا میں خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے جس نے ریڈیو بنایا جس نے ٹیلی ویژن ایجاد کیا جس نے گاڑی بنائی بلکہ جس نے سائیکل بنایا اس سے پہلے بھی جس نے پہیہ ایجاد کیا ابھی تک اس کے بارے باتیں ہوتی ہیں تاریخ میں اس کا تذکرہ ہوتا ہے اس کی زندگی کے حالات وواقعات بیان کئے جاتے ہیں یعنی صنعت جو ہوتی ہے وہ صانع پر دلیل ہوتی ہے اب اگر کوئی چیز بہت خوبصورت ہو بہت متوازن اور بہت مفید بھی ہو تو اتنی ہی بنانے والی کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں کہ جہاں تک انسان کی رسائی ہے انسانی فکر کی رسائی ہے زمینوں میں یا آسمانوں میں وہ ستاروں پہ نظر دوڑائے یا سیاروں پر تحقیق کرے وہ سورج کی کرنوں کو دریافت کرے یا بادلوں سے بجلی کو پکڑے وہ زمین کے ذرے سے ایٹم تلاش کرے جو کچھ بھی جہاں بھی بنا ہوا نظر آتا ہے وہ اسے یہ بتائے گا کہ اس کے بنانے والا بے مثل اور بے مثال ہے اس کے بنانے والے کے علم کی کوئی حد نہیں ہے اور اس کے بنانے والے کے قدرت کاملہ کی کوئی حد نہیں ہے اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی صنعت کو روک سکے اس کی بات میں بگاڑ پیدا کر سکے اس کے حکم کو کہیں روک سکے اس نے ہر چیز کو نہ صرف پیدا کیا بلکہ پیدا کر کے ایک پروگرام دے دیا اب کیا مجال کہ کائنات کا کوئی ذرہ اس پروگرام سے باہر ہو سورج کا طلوع وغروب ہو یا ہواؤں کا مست خرام ہونا بادلوں کا آنا جانا یا بارش کے ایک ایک قطرے کا برسنا بیجوں میں سے نمو ہو یا فصلوں کا آگنا درختوں پر پتے اور پھلوں کا آنا ہر ایک کے لئے اس نے ایک ترتیب ایک نظام الاوقات ایک طریق کار کر دیا ہے اور صدیاں بیت گئیں لاکھوں کروڑوں سال بیت گئے جب سائنس دان بات کرتے ہیں کروڑوں سالوں کی تو ان کروڑوں سالوں میں کوئی چیز بھی تو نہیں بدلی کروڑوں سال پہلے جتنے دن بعد غلے کا دانہ اگتا تھا آج بھی اتنا ہی وقت لیتا ہے جو اثرات بارش کے اربوں سال پہلے تھے آج بھی وہی ہیں سورج کا طلوع وغروب اس کے مقام اس کے اوقات صدیاں بدل گئیں لیکن اس کی روش کو ایک لحظ تبدیل نہ کر سکیں اگر ان کروڑوں سالوں میں ایک ایک لحظ سورج کی تاخیر یا تقدیم ہوتی تو دنیا آج تک تباہ ہو چکی ہوتی اس نے صرف بنایا نہیں ہے اس کی قدرت ایسی کامل ہے کہ ہر ذرے کو اس نے ایک پروگرام دے دیا اور وہ اس پہ چل رہا ہے فرمایا۔

ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لایت الاولی الالباب○

جس میں عقل ہو شعور ہو جو صاحب خرد ہو اس میں اس کے لئے زمین و آسمانوں میں شب وروز کے آنے جانے میں سورج چاند ستاروں کے طلوع وغروب میں اللہ کی عظمت کے دلائل ہیں اس لئے جہاں تک تعلیمات نبوی ﷺ نہیں پہنچیں یا عہد فطرت جو نبیوں کی تعلیمات سے خالی گیا اس میں بھی جو لوگ ہوئے وہ اللہ کو وحدہ لاشریک ماننے کے مکلف تھے اور ان کا اسلام بھی یہی تھا کہ وہ کائنات کو دیکھ کر اس کے خالق کی عظمت کا اقرار کر لیں اسی پر ان کی نجات ہے لیکن قرینہ یہ نشانیاں اتنی واضح موجود ہیں ان کے لئے شعور چاہئے اب کسی کا دماغ خراب ہو یا پاگل ہو اسے بھلائی برائی نیکی بدی خوبصورت بدصورت کا احساس کیا ہو سکتا ہے اس کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

تو عقل چاہئے خرد چاہئے اور فرمایا عقل مند لوگ کون ہیں صاحب خرد کون ہیں دنیا میں چیزیں ایجاد کرنے والے صاحب خرد نہیں شمار کئے اللہ کریم نے خوبصورت مکان بنانے والے دیواریں بنانے والے خوبصورت چیزیں بنانے والے خوبصورت باتیں کرنے والے خوبصورت کتابیں لکھنے والے فرمایا نہیں عقل مندوہ ہیں

الذین یذکرون اللہ قیاما" وقعودا اوعلی جنوبھم۔ وہ لوگ جو اپنے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں عقل کی بنیاد اس بات پر ہے کہ بندے کو اللہ کی یاد نصیب رہے اور جو اللہ ہی کو بھول جاتے ہیں فرمایا اس میں عقل کہاں سے آئی صاحب خرد کہاں سے ہو گئے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ جب نہرو ہندوستان کا وزیراعظم تھا تو کسی نے بات کی جس طرح یہ باتیں چلتی رہتی ہیں کہ یہ بہت دانشور بڑا سمجھ دار آدمی ہے اور بہت ہوشیاری سے حکومت چلارہا ہے پاکستان میں جلدی جلدی حکومتیں بدل رہی تھیں اس زمانے میں بھی اور ایک جملہ کسی نے کہا تھا کہ ہندوستان کے وزیراعظم نہرو نے اتنی دھوتیاں نہیں بدلی ہوں گی جتنے پاکستان کے لوگ حکومتیں بدل چکے ہیں یہ جملہ کہا گیا تھا یہ بات حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں ہوئی اور قاضی صاحب بیٹھے تھے سادہ آدمی تھے تو وہ فرمانے لگے جیسا تم کہتے ہو دانشور عقل مند ہے اگر عقلمند ہوتا دانشور ہوتا تو مسلمان ہو جاتا جب اس میں اتنا شعور نہیں ہے کہ وہ اللہ کو پہچان سکے تو دانشور تو وہ نہیں ہے یہ الگ بات کہ ہمارے سیاست دان اس سے بھی گئے گذرے ہوں تو قرآن کریم کا معیار یہی ہے قرآن فرماتا ہے صاحب خرد وہ لوگ ہیں۔

الذین یذکرون اللہ قیاما" وقعودا" اوعلی جنوبھم۔ ذکر سے اللہ کی یاد سے اللہ کا نام لینے سے۔ اس پہ بڑی بات ہوتی ہے اللہ کا ذکر مطلق ذکر جو ہے وہ واجب ہے فرض ہے اب اس کی اقسام ہیں ایمان لانا یہ بھی ذکر ہے اللہ کی ذات کو قبول کرنا اس کی توحید کا اقرار کرنا اس کے نبی علیہ الصلوۃ کا اقرار کرنا اس کی کتاب کا اقرار کرنا ایمان لانا بھی ذکر ہے اس کے بعد ہر وہ کام جو اللہ کے حکم کے مطابق کیا جائے وہ عملی ذکر ہے اس میں بھی اللہ کی یاد پائی جاتی ہے اس طرح ہر وہ بات جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ذکر میں ہو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں میں ہو آپ ﷺ کی اطاعت کی حد کے اندر ہو ہر وہ تسبیح جو مسنون ہے ہر وہ سنت جو ذات باری کی کی جائے جتنی اچھی باتیں زبان سے کی جائیں وہ ذکر ہے زبانی لسانی -ذکر کی تین قسمیں ہو گئیں عملی جو شریعت کے مطابق ہو وہ عملی ذکر ہے ہر وہ بات جو اچھی ہو جو شریعت کے مطابق ہر وہ ذکر لسانی ہے لیکن قرآن جب مطالبہ کرتا ہے تو بات جا ٹھہرتی ہے ذکر قلبی پر چونکہ فرمایا۔

ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا۔ قلب کا غافل ہونا اللہ کی ناراضگی کا مظہر ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ذکر لسانی جتنے بھی ہیں ان سے ستر گنا افضل ہے ذکر قلبی اور ستر سے مراد ستر تعداد نہیں ہوتی عربی کا محاورہ ہے بے شمار گنا افضل ہے اور ہر حال میں جو یہاں ذکر کا مطالبہ کیا گیا الذین یذکرون اللہ قیاما" و قعود" اوعلی جنوبھم کھڑے بیٹھے لیٹے جاگتے سوتے اب جو لیٹے گا سو جائے گا زبان بند ہو جائے گی دماغ چھٹی کر جائے گا لیکن دل چلتا رہتا ہے پیدا ہونے سے پہلے دل کی حرکت شروع ہو جاتی ہے اور دم واپسی تک موت کے وارد ہونے تک دل کی دھڑکن جاری رہتی ہے تو یہ ذکر دوام تب ہی نصیب ہوتا ہے جب دل ذاکر ہو جائے اور اگر دل ذاکر ہو جائے تو فرمایا

الذین یذکرون اللہ قیاما" و قعود" ا وعلی جنوبھم و یتفکرون فی خلق السموت الارض -دل ذاکر ہو جائے تو تفکر فی السموت والارض نصیب ہوتا ہے یعنی یہ سوچ فکر کہ زمین کیا ہے اس میں کیا کیا خوبیاں ہیں کیا کیا کمالات ہیں ایک ہی میدان ہے ساری زمین پانی پر تیر رہی ہے ساری کے اندر پانی ہے ایک حصہ خشکی ہے تین حصے پانی ہے اس پر جہاں سے کھودو پانی نکل آتا ہے پھر بھی اتنی مضبوط ہے کہ بڑے بڑے قلعے اور بڑے بڑے پہاڑ اٹھا کر کھڑی ہے ایک جگہ سے کھودو تو کھاری پانی ہے اور دس فٹ دور کھودو تو میٹھا ہے اور دونوں الگ الگ چل رہے ہیں اس میں خلط ملط نہیں ہوتے پورا سمندر جو تین حصے بڑا ہے خشکی سے سارا کھاری پانی کا ہے اسی سے بخارات زیادہ اٹھتے ہیں وہی بادل بنتے ہیں وہی پانی برستا ہے اور جب یہاں آکر گرتا ہے ایسا فلٹر ہو کر آتا ہے کہ بہت میٹھا پانی ہے اس سے برفیں جمتی رہتی ہیں انہیں سے چشمے جاری ہوتے ہیں پھر سمندر میں جانے تک میٹھے چلتے رہتے ہیں یہ ساری باتیں فرمایا تب سمجھ میں آتی ہیں تفکر تب نصیب ہوتا ہے جب دل

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذاکر ہو ذکر دوام نصیب ہو ہر حال میں ذکر نصیب ہو تو ذکر کا نتیجہ فکر ہوتا ہے اور جب یہ فکر نصیب ہوتا ہے تو پھر احساس ہوتا ہے ربنا ماخلقت ھذا باطلا" اے میرے پروردگار یہ سب کچھ تونے یونہی نہیں بنادیا سبحنک تیری ذات پاک ہے کوئی تجھ جیسا نہیں کسی طرح بھی کسی حال میں کسی ذات میں یا صفت میں کوئی تیرا شریک نہیں ہے فقنا عذاب النار ○ پھر احساس ہوتا ہے کہ اس کی ناشکری کی سزابہت زیادہ ہو گئی ہے اے اللہ ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

یعنی ایمان عمل اور کردار کی بنیاد اللہ کی یاد بنتی ہے اللہ کا ذکر بنتا ہے ورنہ عبادتیں رسومات بن کر رہ جاتی ہیں سب سے اعلیٰ ترین عبادت ہے حج حج بھی پکنک بن جاتا ہے اگر دل ذاکر نہ ہو تو آنا جانا بازار دیکھنا چیزیں دیکھنا خرید نا بیچنا کچھ لے آئے کچھ سیر ہو گیا کچھ چل پھر کر آگئے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا نمازیں بیگار بن جاتی ہیں آپ کبھی غور فرمائیں تو آپ کی اکثریت ایسے لوگوں کی ملے گی کہ جو جلدی جلدی پانی ادھر پھینک ادھر پھینک پورے اعضاء تر بھی نہیں ہوتے وضو کر لیتے ہیں رکوع میں جاتے ہیں تو واپس نہیں آتے سجدہ ایک کرتے ہیں تو دوسرا بھی وہیں ٹھونگا مارتے ہیں جلدی پڑی ہوتی ہے جیسے پیچھے کسی نے بندوقیں تان رکھی ہوں کہ بھاگو نکلو یہاں سے اسلئے کہ وہ ایک بیگار ہوتی ہے اس کا کچھ حاصل نہیں ہو رہا ہوتا کوئی رابطہ نہیں کہیں ہو رہا ہوتا کوئی لذت نہیں آرہی ہوتی کوئی اس میں کیفیت نہیں بن رہی ہوتی اس کے دل میں کوئی چیز محسوس نہیں ہو رہی ہوتی اور آدمی مسجد میں ہوتا ہے لیکن اس کا دل بازار میں اپنے کاروبار میں ہوتا ہے اپنے دوسرے تفکرات میں الجھا ہوا ہوتا ہے آدمی رسومات کے طور پر نہ کرنے سے تو رسم کے طور پر بھی عبادت کرنا بہت بہتر ہے لیکن جب کرنی ہے اور اللہ توفیق دے اور کی جائے زندگی اس لئے ہے کہ ہم قرب الٰہی حاصل کریں زندگی یہاں ضائع کرنے کے لئے نہیں ہے زندگی کا مقصد یہ ہے آدمی کو فرشتوں کو اس نے بنایا فرشتوں کو اس نے آسمانوں پر عرش پر جگہ دی اللہ اللہ خیر صلا۔ اس کی بارگاہ میں حاضر ہیں جانوروں کو حیوانات کو چاند سورج ستاروں کو زمین کو سمندروں کو پہاڑوں کو اس نے بنایا جب تک چاہے گا رکھے گا جب چاہے گا فنا کر دے گا ان کی حیثیت کوئی نہیں ہے انسان کو جب پیدا کیا تو جنت ہی میں رہنے دیتا مالک تھا اگر جنت میں رکھ لیتا اسے کون منع کرتا لیکن اس نے انسان کو جنت تک محدود نہیں رکھا انسانوں کو آسمانوں تک محدود نہیں رکھا فرشتوں کی طرح اس کی حد مقرر نہیں کی انسان کو اس نے بنایا ہے اپنی ذات کے لئے۔

ایک ایسی مخلوق جو میرے روبرو آئے جو مجھ سے محبت کرے مجھے پہچانے۔ مجھ سے عشق کرے۔ جو مجھ سے باتیں کرے اب اگر اتنا بڑا مرتبہ کسی کو عطا کرنے لگا تو اس نے فرمایا اس کا راستہ دنیا سے ہو کر آتا ہے چونکہ دنیا میں بھی میں نے بڑا حسن بکھیرا ہے بڑی لذتیں بکھیری ہیں بے شمار نعمتیں دنیا میں میں نے بکھیر دی ہیں اگر واقعی تم میرے خواہشمند ہو مجھ سے محبت کرتے ہو تو میں دیکھتا ہوں کہ دنیا سے گذر آتے ہو اور میری محبت بچا کر لے آتے ہو تو پھر بسم اللہ پھر میری بارگاہ میں آجاؤ اور اگر دنیا کی لذتوں میں پڑ کر تم میری یاد ہی کو بھول جاؤ میرے احکام ہی بھول جاؤ میری اطاعت ہی چھوڑ دو تو بہتر ہے اب واپس آجاؤ یہ بات انکی سمجھ میں نہیں آتی تھی وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس تخت زمین پر کوئی ہمیں بھی چھیڑ سکتا ہے اب دیکھا کوئی وزیر اعظم بھی نہیں کہتا ملزم نواز شریف جو آج ہیں کل انہیں بھی جانا ہے دنیا کا اقتدار اس سے بڑا کیا ہو گا کہ کوئی کسی ملک کا سربراہ بن جائے اور اس کی گرفت کتنی سخت ہے کہ ملک کے سربراہ کو پولیس کا ایک ادنیٰ سپاہی ہتھکڑیاں پہنا کر گھسیٹ رہا ہے اور ایک عام سا مجسٹریٹ ایس ڈی ایم کے رینک کا دفعہ کا مجسٹریٹ سماعت کر رہا ہو اور وہ مجرم بنا کھڑا ہو اور کانپ رہا ہو کہ یہ مجھے پھانسی نہ دے دے اس سے بڑا حسرت ناک انجام کیا ہے اگر دنیا کے لئے اللہ کی اطاعت نہ چھوڑتے اللہ کے بندوں پر رحم کرتے اللہ ان پر رحم کرتا غریبوں کے لئے مشکلات پیدا نہ کرتے اللہ کی مخلوق کی ایذا کا سبب نہ بنتے اس کی اطاعت نہ چھوڑتے تو دنیا بھی انجائے کرتے اور اللہ کی بارگاہ میں بھی سرخرو ہوتے دنیا میں باوشاہ بھی گذرے ہیں حکمران بھی گذرے ہیں

شمس الدین التمش ہندوستان پر جب حکمران تھا تو دنیا کی بہت بڑی طاقت تھے تاتاری جنہوں نے تقریباً" تمام وسط ایشیائی اسلامی ریاستیں تباہ کر دی تھیں اور بغداد شریف تک تباہی مچادی تھی دریا سے اس طرف نہیں آتے تھے انہیں جرات نہیں ہوتی تھی کہ التمش کی سلطنت میں پاؤں رکھیں ہلاکو خان نے اٹک کے دریا پر گھوڑے کی باگ روک لی تھی اور اپنے سپاہیوں کو منع کیا تھا کہ اس دریا میں جانے والوں پر تیراندازی مت کرنا ایسا نہ ہو کہ

ہمیں التمش سے لڑنا پڑے۔

قلب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ میرے جنازے کی نماز میں امامت وہ شخص کرے گا جس نے ہوش سنبھالنے کے بعد کبھی تہجد نہ چھوڑی ہو جس نے غیر مؤکدہ سنتیں بھی کبھی نہ چھوڑیں ہوں اور جس نے بغیر وضو کبھی آسمان نہ دیکھا ہو کبھی بے وضو باہر نہ نکلا ہو۔ دنیا پریشان کھڑی تھی کہ ایسا بندہ کہاں سے آئے گا جب کوئی نہ آگے نکل سکا تو شمس الدین التمش آگے بڑھا اور اس نے کہا حضرت جاتے جاتے میرا پردہ چاک کر گئے اس نے نماز جنازہ پڑھائی تھی اور پورے ہندوستان کا فرمانروا تھا اور اتنا جرات مند فرماں روا تھا کہ بڑی بڑی طاقتوں کو اس طرف دیکھنے کی جرات نہیں ہوتی تھی ان کی قبریں بھی روشن ہیں جنہوں نے حکومتیں بھی کیں اور اللہ کو یاد بھی رکھا اللہ کی اطاعت بھی کی اللہ کا ذکر بھی کیا۔ نبی ﷺ کی سنت پر چلے

اب یہ تو کوئی بات نہیں ہے اور پھر اس سے بھی زیادہ حسرت ناک حکمرانوں سے زیادہ حسرت ناک وہ عام آدمی ہے جس کے پاس دنیا بھی نہیں اور اس نے اللہ کی یاد بھی چھوڑ دی۔ ہمارے پاس کیا ہے صبح کو کھانے کا ہے شام کا نہیں ہے عام سا لباس نصیب ہو جائے سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی چیز گرمی سردی سے بچاؤ کے لئے پردہ کرنے کے لئے نصیب ہو جائے شکر کرتے ہیں چار لکڑیاں نصیب ہو جائیں تو مٹی ڈال کر گھر بنا لیتے ہیں۔ یہ ہماری حیثیت اور اس حیثیت میں بھی ہم اللہ کو بھولے ہوئے ہیں تو ہم کیا شکوہ کریں کہ وزیر اعظم بن کر وہ اللہ کو کیوں بھول گیا فلانا حکمران بن کر کیوں بھول گیا ہم تو مزدور فقیرے بس لیکن ہم بھی فرعون بنے ہوئے ہیں ہم سمجھتے ہیں ہمارے جیسا ہی زمین پر کوئی نہیں ہے یہ فرعونیت دل کی غفلت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور تفکر پیدا ہوتا ہے جب ذکر الٰہی نصیب ہو جائے تفکر جو ہے اللہ کی مخلوق میں وہ عظمت الٰہی کی طرف دلالت کرتا ہے رہنمائی کرتا ہے اور تب جا کر بندے کی بات بنتی ہے اسے احساس ہوتا ہے کہ میری منزل کہاں ہے مجھے کہاں جانا ہے میرا راستہ کون سا ہے مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا اس کا اندازہ تب جا کر ہوتا ہے۔

سو ذکر الٰہی کے بغیر نہ عمل میں لذت ہے نہ عقیدے میں پختگی نہ فکر صحیح نصیب ہوتی ہے اور نہ عظمت الٰہی کا احساس ہوتا ہے جیسا ذکر الٰہی سے ہوتا ہے ویسا بغیر ذکر کر کے نہیں ہوتا اللہ کریم توفیق دے تو اپنی راتوں کو اللہ کی یاد سے روشن کرو اپنے دلوں کو اس کی یاد سے آباد کرو اور دنیا میں جو چیزیں اس نے حلال بنائی ہیں وہ تمہارے ہی لئے ہیں حلال کماؤ' اچھا کھاؤ' اچھا پہنو اس سے منع نہیں فرمایا حدود الٰہی کے اندر رہ کر اللہ کریم ہماری خطائیں معاف فرمائے اور نیکی کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

ہر قسم کے لیبل' ٹیگ' ڈیزائن
اور کارڈ تیار کئے جاتے ہیں

اے بی سی لیبل

پروپرائیٹر۔ رانا امجد

پریس مارکیٹ' امین پور بازار فیصل آباد فون۔ 626724

www.naqshbandiaowaisiah.com

قیدی باپ کے نام قیدی حسین نواز کا خط

پاکستان میں طویل ترین عرصہ تک برسر اقتدار رہنے والے طاقتور وزیر اعظم میاں نواز شریف تاریخی طیارہ سازش کیس میں جرم ثابت ہونے پر آج کل جیل میں ہیں ان کے صاحبزادے حسین نواز بھی اپنے والد کی وجہ سے اسیری کے دن گذار رہے ہیں جیل میں بیٹے کا باپ کے ساتھ ملن ہو نہ ہو خط و کتابت ہوتی رہتی ہے حسین نواز گو کہ ایک منجھے ہوئے سیاستدان نہیں لیکن ان کی تحریر میں اتنی تاثیر ہے کہ جو پہلی بار اسے ایک بار پڑھے وہ چونکے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حسین نواز نے جیل میں اپنے والد کو جو خط لکھا اسے قارئین کی دلچسپی کیلئے من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے پیارے ابوجان.... السلام علیکم!

میری عاجزانہ دعا ہے کہ رب ذوالجلال اب ہم سب کو ان ظالموں کے شر سے نجات عطا فرمائے اور اپنی رحمت، کرم، خیر و برکت اور فضل کے دروازے ہم پر کھول دے میں اس خط کے ذریعے وہ سارا علم جو میں نے شریعت کے بارے میں حاصل کیا ہے کا لب لباب آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں اضافہ فرمائے میری تجویز ہے کہ آپ قرآن پاک کی مختلف تفسیریں پڑھتے رہیں سب سے بڑی اور مستند تفسیر "ابن کثیر" ہے میں جو کچھ لکھنے جا رہا ہوں بہت ممکن ہے آپ کو پہلے سے بھی معلوم ہو لیکن میں اس کے باوجود آپ کی یادداشت تازہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس خط کے ذریعے آپ کو Incentive (ترغیب) حاصل ہوتا ہے جو آگے جا کر بڑے کاموں کا سبب بنے تو شاید میری مغفرت کا بہانہ بن جائے، اللہ تعالیٰ کے ہاں کی نہیں۔

لوگوں نے آپ سے اختلاف اور بغض رکھا اس بنا پر آپ نے مغربی آئینی اصولوں پر غریب لوگوں کے مفاد کو ترجیح دی، دراصل اس چھوٹی Statesmanship (سیاست دانی) کا حاصل خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے سوا کچھ نہیں جس کی قیمت اس کے بندوں کو تکلیف ہو۔ نام نہاد جدید خیالات پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے دین کو ترجیح دی اور مقدم رکھا اس سے مغربی ہونے کے دعویداروں کو تکلیف پہنچی۔ اگر Modernism (جدید خیالات) بے حیائی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یا اپنے ہی غریب اور مفلوک الحال بھائیوں (کہ جنہیں بہت زیادہ Exposure (آسودگی) حاصل نہیں ہوئی) کو حقارت سے دیکھنے کا نام ہے تو دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ مغربی ہونے کے شوق نے لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے دین سے دور کر دیا ہے حقیقتاً "عذاب الٰہی" ہے۔ یہ لوگ جو جانتے یا نہ جانتے ہوئے کہ دین حق کتنا (اکمل) Universal اور All-encompassing (آفاقی) ہے اس سے دوری اختیار کرتے ہیں اور اس کی Peofess (پیروی) کرنے والوں کو دقیانوسی قرار دیتے ہیں وہ دراصل اپنی قبروں کو بھاری کر رہے ہیں۔

آپ نے ہر کام کرنے سے پہلے خوف خدا کو کسوٹی بنایا لہٰذا آپ کے وہ کام So-called (نام نہاد ایلیٹ کلاس (اشرافیہ) کو ناگوار گذرے۔ غلطیاں ہر ایک سے ہو جاتی ہیں اور میری دعا ہے کہ جو لغزشیں مجھ سے یا آپ سے ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے اور ہمیں بخشش اور مغفرت سے نوازے یاد رہے کہ رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد کی دعا ماں باپ کے حق میں قبول فرماتا ہے پس آپ توبہ اور دعائیں جاری رکھیں اور اولالعزمی کے ساتھ ڈٹے رہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں گے۔ خدا آپ کو اس سے بڑے مقامات سے نوازے۔ جن کا آپ نے سوچا اور اتحاد بین المسلمین میں آپ کو مددگار بنائے، آمین۔ رسول پاک ﷺ، آئمہ و صحابہ پر بے حد درود سلام

Primary Sources of Islamic law (اسلامی قانون کے ابتدائی ماخذ) کہا جاتا ہے جہاں سے بنیادی قوانین ملتے ہیں وہ قرآن و سنت ہیں سب سے اہم اور Authentic (مستند) قرآن ہے کہ جس میں جو کچھ ہے بعید از قیاس ہے اس کے بعد سنت آتی ہے سنت کے معنی انگریزی لفظ Tradition (نقل و حدیث و سنت) کے ہیں لہٰذا اس میں آپ نے جو کیا جو فرمایا (حدیث) جس چیز سے منع فرمایا جس چیز سے منع نہیں فرمایا سب کچھ شامل ہے لہٰذا جو کچھ آپ ﷺ سے روایت کیا جاتا ہے سنت کہلاتا ہے سنت بھی بے شمار کتابوں میں محفوظ ہیں جن میں Authentic مستند صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابن

ماجہ نسائی ترمذی وحنفی ہیں ان کو صحہ ستہ یعنی درست چھ بھی کہا جاتا ہے۔ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اور دیگر صحابہ کرام کی سنتیں Guidance (رہنمائی) کے لئے اہم ہیں لیکن Binding (لازم) نہیں ہیں کیونکہ کافی چیزوں کی تشریح میں اختلاف پایا جاتا ہے اور پھر قرآنی حوالے سے صرف سنت رسولؐ میں Binding(لازم) ہے۔

قرآن سنت کے بعد رسول پاک ﷺ کے فرمان کی روشنی میں بالخصوص ان ہدایات کی روشنی میں جو آپ ﷺ نے مختلف علاقوں میں مقرر کئے جانے والے گورنروں کو کیں Islamic Law یعنی شریعت کا تیسرا Source ((ماخذ) Ijtihad (اجتہاد) ہے۔ اجتہاد کا مطلب Deduction Analogical (قیاسی نتیجہ) ہے یعنی جو چیز قرآن سنت میں دستیاب نہ ہو اس کو ان کے قوانین مدنظر رکھتے ہوئے اپنے دلائل کے ذریعے Deduce (استنباط) کیا جائے۔ میرے نزدیک زمانے کے تقاضوں کے ساتھ خدا کے دین کو ہم آہنگ کرنے کا یہ احسن قانون ہے اور بہت سادہ ہے لہٰذا رسول پاک ﷺ کے دور میں کل تین of Islamic Law Source (اسلامی قانون کے ماخذ تھے۔ اول قرآن دوم سنت سوئم اجتہاد یعنی جو قرآن میں ہے وہ Primary (بنیادی) ہے جو حکم قرآن میں نہ ملے اسے سنت میں تلاش کیا جائے اور جو دونوں میں نہ ملے وہ قانون اجتہاد کے ذریعے بنے گا۔ اجتہاد کرنے والے کو مجتہد کہتے ہیں یہاں یہ مدنظر رکھیں کہ قرآن کی تدوین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی جبکہ احادیث کی تدوین 150/200 سال تک ہوتی رہی تفصیل آگے بیان کروں گا۔

رسول پاک ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور تک حالات یونہی چلتے رہے بعد ازاں اصحاب رسول رسول اللہ علیہ وسلم مختلف علاقہ جات میں ہجرت کر گئے شام اور دیگر علاقے فتح ہوئے تو بہت سے لوگ جو کہ احادیث اور سنت کے راوی تھے مدینہ منورہ چھوڑ کر جانا شروع ہوگئے قرآن پاک تو ہوچکا تھا اس سے پہلے قرآن پاک حافظوں کے دلوں میں اور کہیں کھجور کی چھال پر، کہیں اونٹ کی ہڈیوں پر اور کہیں چمڑے پر لکھا ہوا تھا یہ کام حضرت زید رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیا احادیث اور سنت اس طرح نہیں Compile جمع ہوئی تھیں۔ یہ ابھی اس طرح تھیں جس طرح قرآن کی آیات پہلے تھیں خلفائے راشدین کے دور میں ایک تو یہ احادیث لوگوں کے دلوں میں تازہ تھیں دوسرے راوی بھی تمام مدینہ منورہ ہی تھے لہٰذا کوئی دشواری پیش نہیں آئی لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں دین میں فتنے پیدا ہونے شروع اور سازشوں کا زور ہوا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین بھی لڑی گئی خارجی فتنہ بھی شروع ہوا حضرت علی نے ان فتنوں کے دوران موت کی دعا کی اور شہادت سے سرفراز ہوئے آپ کے بعد امیر معاویہ نے جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے سے شام کے گورنر تھے، شام ہی میں دارالخلافہ بنالیا اور جتنے عرصے حکومت کی کوئی مصیبت نہ آئی لیکن اس سارے عرصہ میں سنت رسول ﷺ کے راوی اصحاب پورے عالم اسلام میں پھیل گئے حضرت امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے یزید کے امیر بننے کے لئے لوگوں سے بیعت کروانا شروع کردی اکثر لوگوں نے امیر معاویہ کے خوف سے بیعت کر بھی لی تھی سوائے مدینہ منورہ کے چند اصحاب بشمول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے۔ امیر معاویہ کے انتقال کے بعد ان کی وصیت کے خلاف یزید نے حضرت امام حسینؓ کو شہید کیا کیونکہ آپ اس کے کردار، علم وغیرہ کی وجہ سے اس کے خلیفہ بننے پر ناخوش تھے لیکن آپؓ مسلمان قوم میں فتنہ بھی نہیں ڈالنا چاہتے تھے آپ کی شہادت کے بعد یزید نے کرسی سنبھالی اور یہاں سے بادشاہت اور عیش وعشرت کا سلسلہ چلا امیر معاویہ، ابوسفیان کے بیٹے تھے جو کہ قریش کے قبیلے بنوامیہ سے تعلق رکھتے تھے رسول پاک ﷺ کا تعلق بنوہاشم سے تھا اور آپ ابوسفیان کے رضاعی بھائی تھے کیونکہ دونوں کی داعی حلیمہ - رہیہ تھیں لہٰذا یہ سلسلہ ایک Monarchy (شخصی حکومت) کی شکل اختیار کرگیا جسے انگریزی میں Ummayyad Dynasty بنوامیہ کہتے ہیں رسول پاک ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ پہلے 45 سال کے بعد ان کی امت میں

بادشاہت آجائے گی اگر آپ 900 سال کی برٹش ہسٹری دیکھیں تو ان کا نظام کار اس سارے عرصے میں Establish (قائم) ہوا ہے - (روایات) Conventions (رسوم رواج) Precedence (ترجیحات) بنتے بنتے انکو Course Of Time (گذرتے وقت) کے ساتھ ایک نظام حکومت ملا ہے - خدا تعالیٰ کی مرضی یہ تھی بادشاہت میں لوگ احکام الٰہی سے ہٹ گئے اور Legal Framework Islamic (اسلامی ڈھانچہ) کی پاسداری نہ ہوئی اور آج ہمارا اسلامی سسٹم جو کہ Evolutionary (ارتقاپذیر) ہے موجود نہیں بادشاہوں میں بہت نیک اور ولی اللہ حکام بھی آئے مثلاً" حضرت عمر بن عبدالعزیز لیکن چونکہ بعد میں آنے والے حکمران دین کو لے کر آگے نہ چلے بات نہ بنی لہٰذا بنو امیہ کا خاتمہ ہوا اور اس کے بعد بنو عباس کا سلسلہ شروع ہوا ان کا دارالخلافہ بغداد تھا اور انہوں نے علماء اور تہذیب کی بہت قدر کی لیکن چونکہ تھے یہ بھی بادشاہ سو حال وہی ہوا اس کے زمانہ میں بغداد علم و دانش اور کلچر کا بہت بڑا centre Of Excellence (مرکز فضیلت) تھا ان کے زوال کے بعد عثمانیہ سلسلہ شروع ہوا جسے Ottoman (سلطنت عثمانیہ) کہتے ہیں جس کا خاتمہ پہلی جنگ عظیم کے بعد ہوا جب انگریزوں نے اس سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چھوٹے چھوٹے ملک اردن لبنان شام وغیرہ بنادئے۔

جب بنوامیہ زیادہ عیش و عشرت میں پڑ گئے تو انہوں نے اسلامی عدالتوں کو بھی خراب کرنا شروع کردیا احادیث میں واضح احکامات کے باوجود بادشاہوں کی جانب سے عدلیہ آزاد نہ ہوئی اس وجہ سے شریعت علماء میں Concentrate (محدود) مرتکز ہوگئی Law English (انگریزی قانون) عدالتوں کے ذریعے Establish (قائم ہوا) ہے لیکن قانون میں اجتہاد قاضی کم اور علماء زیادہ کرتے رہے چنانچہ چونکہ عدالتوں کی Precedence leagle (قانونی نظریں) تو بہت زیادہ Eatablish (قائم نہ ہوئی تو علماء کی Research (تحقیق) اور Precedence (ترجیح) Establish (قائم) ہو گئی۔

حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد

آپ کے پوتے اور حضرت زین العابدین کے صاحبزادے حضرت زید اسکالر تھے شیعان علی نے ان کو اپنا پیشوا مانا ہرچند ان کا ساتھ زیادہ نہ چل سکا حضرت زید دوسرے خلفاء راشدین سے بغض نہ رکھتے تھے شیعان علی نے ان کے بھتیجے حضرت جعفرصادق کی پیروی اختیار کی جس سے فقہ جعفریہ بنا بعدازاں اس کے اور بھی کئی فرقے بنے جن کا ذکر یہاں ضروری نہیں اہل سنت (سنی) میں کئی اسکالر پیدا ہوئے جو اپنے وقت میں بڑے مشہور ہوئے اور ان کی خوب پیروی ہوئی لیکن آخر کار ان میں سے چار ہی کا نام مشہور ہوا اور ان چاروں اماموں کی پیروی آج تک موجود ہے (یہ اسکالرز تھے مگر ان کے Followers (پیروکاروں) نے انہیں امام قرار دیا ان کی دین پر ریسرچ کو Thought School Of کا نام دیا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بنائے ہوئے principles Legal (قانونی اصول) ان کے اجتہاد یعنی ان کی Reasoning (توجیہ) پر بنے ہیں یہ چار امام حضرت امام مالک حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی تھے حضرت امام مالک کا تعلق مدینہ منورہ سے تھا اور آپ کے خیال میں قران اور سنت بہت مقدم ہیں لہٰذا آپ Interpretation Rigid (بلا رورعایت تشریح) پر Believe (یقین) کرتے تھے امام احمد حنبل کے بارے میں بھی یہی بات ہے جبکہ امام ابو حنیفہ کا تعلق کوفہ سے تھا اور آپ قرآن سنت کو مقدم جانتے تو تھے ہی لیکن ساتھ ہی ذاتی رائے پر بھی زور دیتے تھے چونکہ امام مالک کا زور حدیث ڈھونڈنے پر ہوتا تھا ان کو اور ان کے پیروکاروں کو اہل حدیث کا نام دیا گیا (عجیب بات یہ ہے کہ پاکستان میں اہل حدیث وہابیوں کو کہا جاتا ہے حالانکہ وہابی ایک بہت بعد کے عالم محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار ہیں جن کا تعلق حنبلی فقہ سے تھا دوسری طرف امام ابو حنیفہ کو اہل الرائے کہا جاتا تھا امام مالک نے اپنے اجتہاد کو صرف Practical Problems (عملی مسائل) تک محدود رکھا اس لئے ان کے سارے قوانین ایک ہی کتاب میں سما گئے جس کا نام "موطا" رکھا گیا۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد مسائل Imagine (قیاس) کیا کرتے تھے اور ان کے حل نکالتے تھے چاروں آئمہ کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اخذ کئے ہوئے قوانین میں نمایاں فرق ہے اور کئی جگہ اتفاق بھی ہے یہ بات مدنظر رکھیں کہ ان چاروں اماموں کے دور میں بھی احادیث اور سنت کی Compilation (تدوین) نہیں ہوئی تھی لہٰذا ان کو قانون بنانے کا Matenal Basic Raw (بنیادی خام مال) مکمل طور پر Available نہیں بلکہ کافی محدود تھا اس لئے تمام نے اس بات پر زور دیا کہ اگر کل کو کوئی سنت کی روایت ایسی مل جائے جو ان کے اخذ کئے ہوئے قانون کی نفی کرتی ہو تو اس سنت کو پیروی کیا جائے مزید یہ کہ انہوں نے اندھی تقلید سے منع کیا اور چاروں کے اقوال ہیں کہ اگر کوئی ہمارے اخذ کئے ہوئے Principle (اصولوں) سے بہتر Reasoning (دلیل) کے ساتھ بہتر principle (اصول) تمہیں دے تو ہماری وجہ سے اس سے اختلاف مت کرو بلکہ اسے قبول کرنا۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ ان کے پیروکار آج تک اتنے سخت گیر ہوتے چلے گئے کہ علیحدہ فرقے بنا کر بیٹھ گئے۔ اپنے فرقے کے پیچھے اتنے دیوانے ہوگئے کہ احادیث کو جو بعد میں تدوین ہوئیں چھوڑ کر اپنے فرقے کے بنائے ہوئے قوانین اپنائے گئے آج تک یہ سلسلہ چل رہا ہے پاکستان انڈیا' افغانستان' ترکی وغیرہ میں حنفی (امام ابو حنیفہ) فقہ رائج ہے جبکہ سعودی عرب وغیرہ میں حنبلی فرقہ ہے شمالی افریقہ میں مالکی اور مختلف دیگر جگہوں پر شافعی فقہ ہے۔

ان چاروں اماموں کے وقت تک Law Sources of Islamic میں ایک اور کا اضافہ ہوگیا تھا اس Source (ماخذ) کو اجماع Of Opinion Consensus کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اگر ایک Principle (اصول) پر علماء کا اتفاق ہوجائے تو اصول کی بنیاد رسول ﷺ کی حدیث 'میری امت کبھی خطا پر متفق نہیں ہوگی ہے۔ دوسری حدیث یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اب Law 4 Sources Of Islamic (اسلامی قانون کے ماخذ) جو اہمیت کے اعتبار سے درج ہیں۔

- قرآن.... Quran
- سنت.... Sunnah
- اجماع (علماء کا متفقہ اجتہاد) Consensus of opinion
- قیاس (ایک آدمی کا اجتہاد) Analogy of a single person

یاد رہے کہ اجتہاد کے ذریعے اخذ کئے ہوئے اصول کو فقہ کہتے ہیں عربی میں فقہ کہا جاتا ہے شریعت عربی میں شریعہ ایک اکمل وجامع لفظ ہے جس کے مطلب میں فقہ کے Principle (اصول) کے ساتھ قرآن سنت میں دیئے گئے اصول بھی شامل ہیں اب صورتحال یہ ہے کہ مختلف فرقوں کے اندر فرقے بن گئے ہیں مثلاً" حنفی فقہ میں دیوبندی بریلوی وغیرہ اور دکھ اس بات کا ہے کہ یہ مولوی جن کو علماء نہیں کہا جاسکتا ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور اصل مسائل کو چھوڑ کر ختم خواجگان اور اونچی آواز میں درود پڑھنے یا آمین کہنے پر لڑتے ہیں (میرے نزدیک یہ بہت شرمناک ہے)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین ایک ہے اجتہاد کا حکم رسول پاک کا ہے اور یہ بند نہیں ہوسکتا اگرچہ انگریزی قانون کی طرح Precedence (نظیر) کے ذریعے islamic System of sovereign Evolution og (اسلامی نظام کی فرمانروائی کا ارتقاء) نہیں ہوسکی لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ہمارے پاس اجتہاد موجود ہے جو کہ جدید دور کے مطابق ڈھالنے کے تسلسل کا ذریعہ ہے لہٰذا آج بھی وہی قرآن سنت کے اصول ہیں آئمہ کرام کے اور خلفائے راشدین کے اصول رہنمائی کے لئے ہیں اور ان کے بعد علماء کے اصول بھی ہیں ان کے ذریعے ایک System of Soverance جو کہ جدید تقاضوں کے مطابق ہو' بنایا جاسکتا ہے اس کے لئے ہمیں پرانے سسٹم کو من وعن لگانے کی ضرورت نہیں ہے اس کی ایک زندہ مثال ایرانی آئین ہے جو اگرچہ شیعہ مسلک کا ہے لیکن چلایا تو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا دین ایک' اور تمام قوانین ایک ہیں لہٰذا تمام اماموں کے مسلک Reconcile (تضادات دور کرنا) ہونے والے ہیں جو کہ صرف ضرورت پڑنے پر عدالت کرے اور جو اصول درست سمجھے Apply (اطلاق) کرے رسول پاک نے فرمایا جو شخص نیک نیتی سے Reasoning (دلیل) دیکر درست نتیجے پر پہنچتا ہے اس کے لئے دو انعامات ہیں جبکہ جو شخص نیک نیتی سے دلائل دے کر صحیح اصول اخذ نہیں کرپاتا ایک انعام کا

www.naqshbandiaowaisiah.com

حقدار ہے بدنیت کا ٹھکانہ برا ہے اللہ تعالی کا دین سادہ ہے اجتہاد اور لبرل اور Flexible (لچک دار) ہو کر کیا جاتا ہے آپ اسی بات سے اندازہ کرلیں کہ حضرت عمرنے مدینہ منورہ میں قحط پڑھنے اور فاقوں کی نوبت آجانے پر چوری کرنے کی سزا ہاتھ کاٹنا معطل کردی تھی کیونکہ لوگ بھوک سے مجبور ہو کر چوری کرتے تھے۔

آخر میں دو تین اہم پوائنٹس law Islamic(اسلامی قانون) اور Westen law (مغربی قانون) میں دو بنیادی فرق ہیں شریعت میں قوانین کا بنیادی ڈھانچہ رب تعالی کی جانب سے ہے جو قرآن وسنت میں ملتا ہے اور باقی اصول انسان اخذ کرتا ہے مغربی قانون میں یہ فریم ورک بھی انسان کا بنایا ہوا ہے اور اس لئے Subject of change لائق ردوبدل ہے لٰہذا مغربی قوانین دنیاوی اور بے دین ہیں مغربی قانون کی روسے طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں جن کی طاقت State(ریاست) میں Vested (عطا کردہ) ہے جبکہ شریعت میں طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ تعالی کی ذات ہے اور حکمران اس کے نائب اس کے حکم کے تابع اور پابند ہیں ۔جغرافیائی سرحدیں اور رنگ و نسل کوئی معنی نہیں رکھتے رسول پاک کی ساری امت ایک امت ہے اور سب مسلمان بھائی ہیں لٰہذا شرعی قوانین کے پیچھے پہلی Sanction (توثیق) حکومت کی ہے جس کو اللہ تعالی کے قوانین نافذ کرنے کے لئے سزائیں دینے کا حکم اجازت ہے۔

آخری پوائنٹ یہ کہ مغربی قوانین صرف انسان کا طرز عمل ایک معاشرے کے فرد کے طور پر Sovereign (مقتدر) کرتے ہیں۔ ذاتی زندگی میں ان کی رسائی نہیں ہے مغرب میں قانون نہیں بلکہ Morals (اخلاقیات) انسان کی Personal Life (ذاتی زندگی) کو Soverign کرتے ہیں شریعت میں ایسا نہیں ہے اللہ تعالی کا دین انسان کی معاشرتی زندگی کے ساتھ ساتھ اس کی ذاتی زندگی کے لئے بھی اصول وضع کرتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی پر مغربی دنیا میں قوانین نہیں ہیں لیکن واضح رہے کہ شریعت میں حکم خداوندی قرآن کی روسے ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور ایسا گنہگار آخرت میں سزا کا مستحق ہو گا مغرب عیسائیت اور Secular law(لامذہب قانون) کا combination (ملاپ) ہے کیونکہ عیسائیت ایک مکمل code of life (ضابطہ حیات) کی حامل نہیں جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور کامل دین ہے لٰہذا جو کہتا ہے کہ دین صرف ذاتی زندگی تک محدود ہے دراصل خطاکار اور گنہگار ہے۔

پیارے ابو جان امید ہے کہ آپ کو اس خط کے ذریعے اسلامی نظام میں Insight(پہچان) مل گئی ہوگی اس کا نفاذ کیسے کرنا ہے اس کا Basic(بنیادی) طریقہ میں ایک اور خط لکھوں گا میں عالم ہونے کا دعویدار نہیں لیکن نیک نیتی سے لکھ رہا ہوں امید ہے کہ آپ اس کا بغور مطالعہ کریں گے اور اسے سمجھیں گے اللہ تعالی نے آپ کو اپنی مخلوق کے ساتھ تجربے سے نوازا ہے میری دعا ہے کہ وہ آپ کو کامیاب کرے خدا تعالی آپ کو عربی زبان پر عبور دے اور اپنے دین میں سمجھ بوجھ عطا کرے اللہ تعالی اپنے دین کا احیاء آپ کے ہاتھوں سے کرائے آمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ وعلیہ وسلم اور آپ کی آل اصحاب اور اہل بیت پر بے حد درود سلام۔

اگر آپ کو کسی بھی نقطہ پر مزید روشنی درکار ہو تو مجھے جو آتا ہے اس میں سے بتا کر بہت خوشی ہوگی

آپ کا تابعدار دعاگو بیٹا

حسین نواز شریف

شکریہ روزنامہ پاکستان لاہور.

بقیہ صفحہ 51 سے آگے

اہم اور نازک ہے اور ان کی لطافتوں اور نزاکتوں سے کماحقہ عہدہ برا ہونا واقعی کاملین اولیاء اللہ کا ہی کام ہے جو تقوی و طہارت قلبی کے مقام اعلی پر فائز ہیں قرآن مجید کے صفحات میں اسی وصف خاص کو درجہ امتیاز بتاتا ہے۔

ان اولیاءہ الا المتقون اللہ کے دوست صرف متقی ہیں تقوی کی دو صورتیں یا دوپہلو ہیں ایک ظاہری کہ موافقت احکام شرعیہ سے عبارت ہے دوسرا داخلی کہ جس کا تعلق حسن سلوک و خلوص نیت اور طہارت قلبی سے ہے تقوی کا مقام دل ہے اور اسی کی اصلاح سب سے زیادہ اہم مقصود ہے اگر یہ صحیح ہوجائے تو سب درست ورنہ قول بلاتصدیق اور عمل بغیر خلوص نیت سب بیکار۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کوئی مانگے تو سہی

رات کے پچھلے پہر
سب جہانوں کا خدا
دے رہا تھا یہ صدا
کوئی پکارے مجھے
دوڑ کر اس کی سنو
کوئی مانگے تو سہی
جھولیاں بھر بھر کے دوں
کوئی توبہ تو کرے
معاف میں جھٹ سے کروں
اور ہم سب نیند میں
اس صدا سے بے خبر
اس خدا سے بے خبر
جنتوں کے چاہ میں
خواب دیکھتے رہے
اور سورج کی تپش
اپنے گھر تک آگئی
اپنے سر تک آگئی

اظہر نیاز' اسلام آباد

www.naqshbandiaowaisiah.com

74 فی صد کا کردار

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دار العرفان 10-3-2000

اللہ جل شانہ کے نزدیک کیا دعوی کرتا ہے اس کا نام کیا ہے وہاں نیت خلوص قلبی اور دلی ارادے اور اس کے ساتھ کردار کی اہمیت کیا ہے ارادہ کیا ہے کسی کی نیت کیا ہے اور اس کے ساتھ وہ کتنا مخلص ہے اپنے ارادے کے ساتھ خلوص کتنا ہے اور اس کے مطابق وہ عمل کیا کرتا ہے صحیح کرتا ہے درست کرتا ہے اس عمل میں محنت کتنی کرتا ہے اس پہ نتائج مرتب ہوتے ہیں مومن کے لئے اس کا کرم بہت زیادہ وسیع ہے کہ مومن جو عمل کرتا ہے اس میں خلوص ہو اور وہ عمل صحیح ہو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہو تو مومن کو دو عالم میں بھلائی ملتی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اس کا ایوارڈ ملتا ہے کافر کسی مقصد کے لئے پر خلوص ہو کر محنت کرتا ہے تو دنیا کا بدلہ اسے بھی ملتا ہے اس کی محنت ضائع نہیں جاتی آخرت پر چونکہ اس کا ایمان بھی نہیں ہے وہ آخرت کے لئے کرتا ہی نہیں ہے اس لئے آخرت میں نہیں پائے گا لیکن دنیا میں جو بدلہ ہے وہ اسے بھی ملتا ہے جیسے کوئی کافر بھی گرمی میں ٹھنڈا پانی پئے گا اسے راحت وسکون ملے گی اچھی غذا کھائے گا اس کی صحت درست ہو گی بروقت دوائی لے گا بیماری سے شفا پائے گا اس طرح قومی امور میں ملکی امور میں بھی اگر کافر بھی خلوص کے ساتھ محنت کرتا ہے تو اس کا بدلہ پاتا ہے

ہمارے سامنے گزشتہ صدی میں دو ریاستیں وجود میں آئیں سن ہجری کے مطابق گزشتہ صدی میں اور رواں سن عیسوی کے مطابق رواں صدی میں دو ریاستیں ایسی وجود میں آئیں جن دونوں کی بنیاد مذہب اور عقیدہ تھی ایک بہت بڑی ریاست اسلامی ریاستوں میں سب سے بڑی ریاست وسائل کے اعتبار سے دنیا کا بہترین خطہ ہر لحاظ سے ایک طاقتور قوم کا مسکن برصغیر کا بازوئے شمشیر زن اور برصغیر کی فوجی قوت کی ریڑھ کی ہڈی (بیک بون) یہ پاکستان ہے دوسری ریاست جو مذہب کے نام پر وجود میں آئی وہ چھوٹی سی ریاست دنیا کی مردود ترین قوم جسے ہر کوئی جس پر لعنت بھیجتا ہے جس سے ہر کوئی خفا ہے جو ہر ایک کے خلاف سازش کرتی وہ ریاست تھی اسرائیل جو یہودیوں کو بنا کر دی گئی الحمد للہ پاکستان اللہ کے نام پر بنا اور اللہ کا نام لینے والوں کا مسکن ہے آدھے سے زیادہ آبادی حاجیوں کی ہے ایک اکثریت دین کے نام پر سارا سال سفر کرتی ہے اور دین کی تبلیغ دنیا بھر میں کرتی ہے ایک جمعیت جوانوں کی جہاں جہاں مسلمانوں کو ضرورت ہے وہاں وہاں جہاد کے لئے پہنچتی ہے جانیں دیتے ہیں خون دیتے ہیں لیکن نیتجتاً" اگر ہم قومی اعتبار سے اس مذہبی ریاست کو دیکھیں تو اپنے بننے سے لے کر آج تک ہر روز یہ پیچھے کی طرف گئی ہے تنزل کی طرف گئی ہے اپنے اس حال کو بھی باقی نہیں رکھ سکی جو بننے کے وقت تھا اخلاقی اعتبار سے کردار کے اعتبار سے معاشی اعتبار سے اور سیاسی اعتبار سے۔

یہودیوں کی اس ریاست کو ہم دیکھیں تو آج دنیا میں وہ قابل رشک ریاست ہے وہ کسی سے منت سماجت کر کے بات نہیں کرتے جب چاہتے ہیں جسے چاہتے ہیں اسے نشانہ بنا لیتے ہیں اس پر بمبارٹمنٹ کرتے ہیں اسے مارتے ہیں کوئی انہیں روکنے والا نہیں ریاست کے اندر دیکھا جائے تو اس ویرانے میں ایسے ایسے شہر آباد کر دیئے ہیں انہوں نے جسے دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے وہ زمین جس پر گھاس نہیں اگتی تھی اس زمین پر انہوں نے دنیا کا سب سے بہترین وزن حجم کے اعتبار سے بھی اور غذائیت کے اعتبار سے بھی دنیا کی بہترین سبزیاں اور دنیا میں سب سے بڑا ٹماٹر جو اگایا گیا وہ اسرائیل میں تھا مجھے صحیح یاد نہیں لیکن غالباً" ڈیڑھ من کا ایک ٹماٹر تھا جسے اسرائیلی مبلغوں نے ٹیلی ویژن پر بھی اسرائیل کے یہودی مذہب کے برحق ہونے کی دلیل کے طور پر بڑا عرصہ بیان کیا کہ یہ اللہ کی رحمت ہے اور ہم پر اور ہم حق پر ہیں فوجی اعتبار سے بھی ایک بڑی طاقت بن گئے حالانکہ چھوٹا سا ملک ہے سیاسی اعتبار سے بڑے مضبوط ہیں اخلاقی اعتبار سے ہم اگر انہیں کافر سمجھتے ہیں اور یقیناً" وہ کافر ہیں تو ان پر ہم اسلامی ضابطہ اخلاق لاگو نہ کریں جو ان کا اپنا ضابطہ ہے اس کے مطابق وہ درست ہیں کہا یہ جاتا ہے کہ ان کی مدد امریکہ کرتا ہے آپ کیا سمجھتے ہیں امریکہ سے مدد لینا آسان کام ہے اگر

www.naqshbandiaowaisiah.com

امریکہ ان کی مدد کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں وہ لیاقت ہے کہ وہ امریکہ کی مجبوری بنے ہوئے ہیں امریکہ کی ضرورت بنے ہوئے ہیں امریکی معیشت پر چھائے ہوئے ہیں اگر یہودی مخالفت کردیں تو امریکہ کا جو صدر صدارت کررہاہے اسے اترتے دیر نہیں لگتی یہ جتنا مقدمہ اس موجودہ صدر امریکہ کے ساتھ بناتھا یہ ساراصرف یہودیوں کا بنایاہوا کہ جب اس نے اسرائیل کوکہاکہ جو معاہدہ تم نے فلسطینیوں سے کیا ہے تمہیں اس کی پابندی کرنی ہوگی اس کے جواب میں انہوں نے کہاکہ تم صدر رہوگے توہم کریں گے جب اس نے توبہ کرلی تو کیس ختم ہوگیا سوال یہ ہے کہ یہودی گنتی میں ہیں کتنے پورے ملک کی آبادی لاہور شہر جتنی ہوگی اور اکثریت یہودیوں کی تو اب اسرائیل میں ہے ناباقی جہاں کہیں بھی ہیں اس سے کم ہیں تو امریکہ پر کیسے وہ قابو پالیتے ہیں کیسے انہوں نے قابو کرلیاہے ایک بات ہزار نفرتوں کے باوجود ہزار لعنتیں بھیجنے کے باوجود ایک بات ماننا پڑے گی کہ وہ کتنے بھی بڑے ہیں لیکن اپنی سٹیٹ اپنی ریاست اور اپنے باطل دین کے ساتھ مخلص ہیں جو جہاں بیٹھاہے وہ وہاں ریاستی امور کو اور اپنے مذہبی امور کو اپنے ذاتی امور پر ترجیح دیتاہے تب وہ امریکہ کو مجبور کردیتے ہیں صرف امریکہ میں ہی دیکھیں اگر تو پاکستانی امریکہ میں ہر شعبے میں چوٹی کے لوگ ہیں چوٹی کے وکلاء چوٹی کے سائینسٹ چوٹی کے ڈاکٹرز یعنی ہر شعبہ زندگی میں ٹاپ پر جو لوگ ہیں وہ پاکستان سے متعلق ہیں۔

مجھے ایک دفعہ اتفاق ہوا یوٹیکا یونیورسٹی دیکھنے کا وہ واحد یونیورسٹی تھی جو امریکہ میں لیزر ٹیکنالوجی پر ڈگری دیتی تھی اور لیزر ٹیکنالوجی اس وقت بڑانیا نیا ایک شعبہ نکلا تھا تو اس یونیورسٹی میں جاکر مجھے پتہ لگاہے کہ جو بندہ ہیڈ ہے لیزر ٹیکنالوجی کے شعبے کا وہ راولپنڈی کا رہنے والا ہے اور اس کی نمبر دو جو ہے وہ اس کی بیوی ہے۔اسی طرح ناسا میں میں نے ایک دفعہ دیکھا پانچ کی گورننگ باڈی میں تین مسلمان پاکستانی سائنس دان ہیں تو یہ پاکستانی سائنس دان پاکستانی ڈاکٹر،پاکستانی وکلاء یہ پاکستانی کاروباری لوگ پاکستانی بزنس مین اور پاکستانی لیبر امریکہ کی مجبوری یہ ہے کہ اگر پاکستانی ٹیکسی ڈرائیور ایک دن کی ہڑتال کردیں تو سارا امریکہ جام ہوجائے گا عام لیبر میں جو ٹیکسی ڈرائیور ہیں ان کی تعداد میں نے نیویارک میں اتنی دیکھی ہے کہ اگر پاکستانی ڈرائیور ایک دن چھٹی کرلیں تو سارا سسٹم جام ہوجائے ان کا کوئی اثر کیوں نہیں ہوتا شاید اس لئے کہ یہ صرف پیسے کماتے ہیں اور یہودی پیسہ بھی کماتاہے اور ساتھ اپنا مقصد بھی حاصل کرتاہے۔

کتنی شرم کی بات ہے کہ چودہ کروڑ مسلمان عالم کفر کے کاسہ لیس اور محتاج بنے ہوئے ہیں ہمارے ہاں وطن عزیز میں ایک طبقہ ہے جس کا اس ملک کے ساتھ اس قوم کے ساتھ یہاں کے بسنے والے لوگوں کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے جس کا رشتہ صرف اور صرف اس ملک کی حکومت اور حکمرانی سے ہے ایک حدفاصل ہے عام آدمی کے درمیان مسلمان شہری کے درمیان اور ایک طبقے کے درمیان ایک نظر نہ آنے والی لائن ہے ایک لکیر ہے جس کے نیچے انگریز نے ایک اصطلاح دی تھی Lay man یعنی اس کی شکل تو انسانوں جیسی ہو لیکن نہ اس کا شعور انسانی ہو نہ اسے انسانی حقوق دیئے جائیں بس اسے جانوروں کی طرح چارا دیا جائے کہ یہ زندہ رہے اس طبقے کے پاس وہی اصطلاح ہے ماوشما کے لئے Lay man کی فکر وہ نہیں کرتے اپنی عیش وعشرت کا اہتمام وہ کرتے ہیں حکومت ملے تو یہاں رہتے ہیں اقتدار میں نہ ہوں تو یہاں رہنا گوارا نہیں کرتے یہاں رہتے ہیں تو پانی باہر سے منگوا کر پیتے ہیں میں اگلے دن دیکھ رہا تھا ٹیلی ویژن پر دکھایا جارہا تھا یہیں آپ کے شہر لاہور میں ڈاگ شو ہوا کتوں کا ایک شو ہوا اور بڑی نوجوان خوبصورت لڑکیاں آدھا لباس آدھی بے لباس، کتے اپنی نمائش میں لائی تھیں اور گراؤنڈ میں کتوں کو وہ ڈسٹلڈ واٹر پلایا جارہا تھا جس ملک کی ستر فیصد آبادی کے پاس صاف پانی نہیں ہے اسی ملک میں اس لائن سے اوپر جو لوگ ہیں ان کے کتے بھی ڈسٹلڈ واٹر پیتے ہیں یہ طبقہ جو لکیر کے اس پار رہتاہے ان کے قواعد وضوابط اپنے ہیں ان کا اسلام بھی اپنا ہے۔

پرسوں مجھے اتفاق ہوا ایک صاحب امریکہ میں رہتے تھے تو بات نماز روزے پہ تو فرمارہے تھے کہ میں مسجد کمیٹی کا چیئرمین ہوں اور میں باقاعدگی سے عید کی نماز پڑھاکرتاہوں

ہر سال۔ مسجد کمیٹی کا چیئرمین ہوں اور عید کے عید کی نماز باقاعدگی سے پڑھتا ہوں یعنی یہ جولائن کے اس پار ایک طبقہ ہے ان کے خلوص کا یہ عالم ہے کہ سال میں جو ایک نماز پڑھتے ہیں اس پر فخر کر رہے ہیں

اور یہودی اول و آخر یہودی ہیں اب بڑی فتح حاصل کر لی ہم نے آج کے اخبار بھی بھرے ہوئے تھے واجپائی کو شکست ہو گئی ہندوستانی لابی مار کھا گئی بل کلنٹن پاکستان تشریف لا رہے ہیں بل کلنٹن کا پاکستان آنا ہم پہ احسان نہیں ہے امریکہ کی مجبوری ہے پاکستان۔ امریکہ کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ پاکستان کو نظرانداز کر سکے آپ امریکہ سے دیکھنا شروع کیجئے امریکہ کے ساتھ روس ہے وہ کتنا خیر خواہ ہے امریکہ کا اس سے آگے چین آجاتا ہے جس نے پچھلے دنوں بھی انتباہ کیا ہے کہ امریکہ کو ہم دنیا کا دہشت گرد اور دنیا کا پولیس مین نہیں بننے دیں گے کسی کی چودھراہٹ نہیں بننے دیں گے ہندوستان رشین کا خیر خواہ ہے ایران امریکہ کے خلاف ہے عراق امریکہ کے خلاف ہے لیبیا امریکہ کے خلاف ہے فیڈرل کاسترو امریکہ کے خلاف ہے آگے پھر امریکہ آجاتا ہے آپ ایک سرے سے شروع ہوں تو واپس امریکہ پہنچنے تک کوئی ایسا ملک نہیں ملتا جو امریکہ کے لئے کلمہ خیر کہتا ہو سوائے پاکستان کے اب اگر امریکہ پاکستان کو بھی نظرانداز کر دے تو اس کے لئے کون سی جگہ ہے کہ وہ ایشیائی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے وہ چین کے مقابلے اور روس کے مقابلے میں کہاں کھڑا ہو اس کے لئے پاؤں رکھنے کی جگہ کہاں ہے پاکستان اس کی مجبوری ہے یہ ہماری بے حمیتی کی حد ہے کہ اس کے باوجود کہ ہم اس کی ضرورت ہیں ہم اس کے محتاج بنے ہوئے ہیں یہ ہماری کمزوری ہے یہ ہماری بے حمیتی ہے اسرائیل اسے اتنا پریشرائز نہیں کر سکتا جتنا اس نے مجبور کر دیا ہے جتنا پاکستان کر سکتا ہے ہندوستان تو وہ جا رہا ہے انہیں سو کروڑ بندے کی منڈی مل گئی وہ تو بڑی مدت سے تلاش کر رہے تھے وہ تو رشین بلاک کا ممبر بنا ہوا تھا اور رشین لابی کا ملک تھا سو کروڑ انسانوں کی منڈی ہے وہاں کا مزدور پاکستان سے کئی گنا سستا ہے وہاں وہ اپنی انڈسٹریز بھی لگائیں گے وہیں کی لیبر ہو گی وہیں چیزیں بیچیں گے وہیں سے کمائیں گے ہندوستان کے ساتھ ان کی رشتہ داری تو نہیں ہے وہ ایک معاشی مسئلہ ہے ان کا لیکن پاکستان ان کی سیاسی ضرورت ہے اور عجیب بات ہے کہ جوا پر ہینڈ ہیں جنہیں قدرت نے ایک اعزاز بخشا ہے سارے اسلامی ممالک پاکستان کی طرف دیکھتے ہیں رب العالمین نے اس ملک کو ایٹمی طاقت بنا دیا ہے اس ملک کے جوان پوری دنیا میں داد شجاعت دیتے ہیں اگر ملک کے لئے لڑنا پڑے تو وہ کب پیچھے ہٹیں گے یہ واحد ملک ہے جسے فتح کرنے کے لئے چودہ کروڑ کی آبادی کو تہہ تیغ کرنا پڑے گا ایک ناقابل تسخیر قوت ہے بحمد اللہ اور محتاج بنی ہوئی ہے کیوں؟

یاد رکھیں اس کے ذمہ دار مذہبی رہنما اور مذہبی طبقہ ہے اس لئے کہ دین دار اور مذہبی طبقے نے چند لوگوں کو چھوٹ دے دی ہے حکمرانی کرنے کے لئے اور خود کو اس سے الگ کر کے اس کو پارسائی سمجھتے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سیاسیات سے الگ رہنا بڑی نیکی پارسائی ہے اگر یہ پارسائی ہوتی تو محمد رسول ﷺ حکومتی امور میں مداخلت نہ فرماتے اگر یہ پارسائی ہوتی تو ابوبکر صدیقؓ خلیفہ نہ بنتے اگر یہ ورع اور تقویٰ ہوتا تو عمر ابن خطابؓ خلافت کا نام نہ لیتے اگر یہ نیکی ہوتی تو حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ خلافت سے کیا لیتے گوشے میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے نیکی یہی ہے کہ دامن بھی تر نہ ہو اور سیاسی امور کو بھی سدھایا جائے چودہ کروڑ آدمیوں کی تقدیر چند لفنگوں کے ہاتھوں میں دے دینا ایک ایسے طبقے کے ہاتھ میں دے دینا جس کا نہ اللہ سے واسطہ ہو نہ دین سے نہ مذہب سے جو لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھ لیتے ہوں اور خلوت میں جنہوں نے کبھی اللہ کو یاد نہ کیا ہو جن کی شامیں شراب خانوں کا منظر پیش کرتی ہوں جن کی صبحیں خدا سے بیزاری کے ساتھ شروع ہوتی ہوں ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہم نے ملک کی تقدیر دے دی وہ تو بدکار ہیں لیکن ہم جو اپنی نیکی کے دعویدار ہیں ہم نے کب روکا ہے کہ بوسینا میں ہم نے آدمی بھیجے ہماری نجات ہو جائے گی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فلسطینیوں کی ہم نے مدد کی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ افغانوں کی ہم نے مدد کی یہ سارے نیک کام ہیں لیکن جو شخص محلے میں خیرات بانٹتا ہو کیا اسے حق حاصل ہے کہ اس کے اپنے بچے بھوکے

سوئیں جو شخص محلے کی آبرو کی نگہداشت کا دعویدار ہے اسے یہ حق ہے کہ اس کی اپنی بچیوں کو بے آبرو کیاجائے وہ بے پرواہ رہے اگر ہم میں یہ جرات ہے کہ ہم دنیا میں جہاں ضرورت ہو وہاں جہاد کرتے ہیں تو یہاں کیوں روز ڈاکے ہوتے ہیں یہاں کیوں عزتیں لٹتی ہیں یہاں کیوں دین پامال ہوتا ہے۔یہاں کیوں سودی نظام ختم نہیں ہوتا جبکہ لوئر کورٹ سے لے کر شریعت کورٹ تک اور شرعی عدالت سے لے کر سپریم کورٹ تک کہہ چکی ہے پھر کیوں ختم نہیں ہوتا اس لئے کہ ہماری سپورٹ اس کے پیچھے نہیں ہے ہم بھی صرف وظیفوں سے رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں رگ جاں سے خون کا قطرہ دینے کی تمنا نہیں رکھتے اور صرف یہ ایک جرم کہ دنیا کی ذلیل قوم نے جس کے لئے قرآن نے فیصلہ دے دیا تھا آج سے چودہ سو سال پہلے کہ آج سے ذلت اس قوم کا مقدر ہے اگر کہیں یہ دنیا میں بھی زندہ رہیں یہ تو کسی دوسرے کی مدد سے ہی رہیں گے اپنی مدد سے زندہ نہیں رہ سکتے انہوں نے دوسرے کو اپنی مدد پہ مجبور کر رکھا ہے آج بل کلنٹن صاحب تشریف لا رہے ہیں ہمیں جو تحفہ ملے گا جس کی مجھے امید ہے وہ یہ ہے کہ وہ کہیں گے کہ دیکھو میں نے بڑا کرم کیا تم پر میں نے اپنا قدم مبارک تمہاری سرزمین پر رکھا للہٰذا تم سی ٹی بی ٹی پر دستخط کردو جس تحفے کے ملنے کی امید ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے آنے کے بدلے میں کہے گا اور میرے خیال میں سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا کوئی بری بات نہیں ہے کر دینے چاہئیں لیکن تب جب وہ ہمیں ایٹمی قوت مان لیں سی ٹی بی ٹی وہ معاہدہ ہے جس پر ایٹمی قوتوں کو دستخط کرنے چاہئیں جو ایٹمی طاقت ہی نہیں اس کا سی ٹی بی ٹی سے کیا تعلق۔اگر ہم نے ایٹمی دھماکہ کرلیا ہے ہم میں یہ استعداد ہے کہ ایٹم بنا سکتے ہیں ہمارے پاس اگر ایٹم بم ہے تو پھر وہ ہمیں بھی اٹامک کلب کا ممبر تسلیم کرلیں ہم معاہدے پر دستخط کردیں جھگڑا کس بات کا جب دنیا کے سارے ممالک جو ایٹمی قوت ہیں ایک معاہدہ کریں تو پاکستان کو اس سے الگ رہنے کی کیا ضرورت ہے لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ باقی ممالک تو وہ دستخط کردیں جو اٹامک کلب کے ممبر ہوں اور پاکستان سے ایٹمی قوت تسلیم کئے بغیر دستخط لئے جائیں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دستخط کرنے کے بعد جو ایٹمی طاقت حاصل کرچکے ہو اسے تم اب وائنڈ اپ کرو اور ضائع کردو اور ہمارا حکمران طبقہ اتنا باشعور ہے کہ ہمیشہ ایک ہی بات کہتے ہیں کہ جی رائے عامہ نہیں مانتی عوام نہیں مانتے یہ کسی ظالم نے آج تک ان سے نہیں کہا کہ دستخطوں کا مطالبہ تو کرتے ہو ہماری رکنیت بھی قبول کرو ہمیں بھی ایٹمی طاقت قبول کرو یہ بھی قبول کرو کہ جو ایٹم بم ہم نے بنایا وہ ہمارا حق ہے کہ ہم ایٹمی قوت ہیں پھر جو معاہدہ چاہتے ہو کرلو اب دیکھتے ہیں کہ وہ آکر کیا کہتا ہے اور یہاں سے کیا جواب پاتا ہے لیکن میری گذارش اپنے جیسے دوستوں سے ہے Lay man سے ہے میں بھی Lay man ہوں آپ بھی Lay man ہیں ہمیں وہ آدمی انسان نہیں گردانتے جو لکیر کے اس پار رہتے ہیں ہمیں ثابت کرنا ہوگا کہ ہم بھی انسان ہی نہیں ہم مسلمان بھی ہیں ہم بھی ایک طاقت ہیں ہم بھی ایک قوت ہیں عجیب ہے الیکشن ہوا میاں نواز شریف بھاری مینڈیٹ لے گئے کتنا بھاری تھا بھائی کبھی کسی نے تولا۔سرکاری اعدادوشمار کے مطابق چھبیس فیصد لوگوں نے ووٹ دیئے جس کا مطلب یہ چوہتر فیصد لوگوں نے ووٹ ہی پول نہیں کئے چھبیس فیصد میں سے سولہ فیصد میاں صاحب لے گئے یعنی ہیوی مینڈیٹ تھا (آوٹ آف ہنڈرڈ سکسین پرسٹ) سو میں سے سولہ کی رائے ہیوی مینڈیٹ تھا اور یہ جو چوہتر فیصد جنہوں نے ووٹ نہیں دیئے یہ کون لوگ تھے میری معلومات کے مطابق یہ نیک اور پارسا لوگ نمازی خدا کی یاد اور تبلیغ کے لئے سفر کرنے والے مساجد میں مراقبے کرنے والے اور اعتکاف میں بیٹھنے والے انہوں نے کہا کہ ہمیں کیا دفع کرو یہ برا کام ہے ہم نہیں کرتے آپ نے تو برا کہہ کر چھوڑ دیا لیکن وہ برائی پھر آپ پر ہم پر ملک و قوم پر اور دین پر مسلط ہوگئی کیا آپ ووٹ نہ دے کر بری ہوگئے اس حق سے کہ اس ملک کو تباہی سے بچایا جائے اس کی حفاظت کی جائے اس پر دین نافذ کیا جائے ووٹ نہ دے کر میں اور آپ اس سے بری نہیں ہوسکتے آج تک یہ جو چوہتر فیصد نیک لوگ ہیں انہیں چوہتر فیصد کی صفوں میں سے کوئی ایسا نیک انسان نہیں جنہیں ان کے مقابلے میں یہ آگے لے جاتے سولہ فیصد مینڈیٹ کے مقابلے میں چوہتر فیصد سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اگر آپ بیس فیصد بھی اسے ووٹ دیتے تو وہ وزیراعظم ہوتا جو اللہ کا نام لیتا اور اگر ہم اتنا بھی نہیں کرتے اس ریاست کے لئے اللہ کی اس نعمت کے لئے یہ وطن پاکستان جو ہے یہ اس دنیا میں رب العالمین نے اس قوم کو جنت عطا کردی ہے اس کے ساتھ دغا کررہے ہیں یا اس سے لاتعلقی برت رہے ہیں یا اس سے جان چھڑا رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم جنت کو ٹھوکر مار رہے ہیں اور یہ وطن انشااللہ فنا نہیں ہوگا اللہ کریم ایسے صاحب دل لوگ آگے لائے گا جو اس کی حفاظت کا حق ادا کریں گے تاریکی کتنی بھی ہو ہر رات صبح کی نوید لاتی ہے ہر رات یہ بتاتی ہے کہ میرے پیچھے سورج آرہا ہے تاریکی کتنی بھی ہو ایک جگنو اور ایک کرن بھی اس کا سینہ پھاڑ دیتی ہے انشااللہ العزیز یہ وطن رہنے کے لئے بنا ہے احیائے دین کے لئے بنا ہے۔

اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی پیش گوئیوں میں موجود ہے کہ آخر میں ایک وقت آئے گا کہ یہاں سے مجھے ہند سے ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں جب دنیا میں دین کمزور پڑجائے گا تو پھر یہیں سے احیائے دین ہوگا یہی لوگ جان ہتھیلی پر رکھ کر باطل کے خلاف میدان میں اتریں گے باطل کو شکست ہوگی دین نافذ ہوگا یہ سب ہوگا انشااللہ میرا ایمان ہے کہ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا وہ ہوگا لیکن بات یہ ہے کہ کس کے ہاتھ سے ہوگا وہ کون کرے گا کیا ہم وہ خوش نصیب نہیں ہوسکتے کہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آئے اصل سوال یہ ہے کہ اللہ سے دعا کرو اللہ سے آرزو کرو اور اپنے آپ کو اس کاز کے ساتھ مخلص کرلو۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جب ہجرت فرمائی میں یہ آخری واقعہ عرض کرکے اجازت چاہتا ہوں نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جب ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ میں ناقہ کی مہار اس کی گردن پر ڈال دی گئی اس لئے کہ جتنے جانثار تھے سب کا اصرار تھا کہ میرے گھر کو رونق بخشئے یہ سعادت میرے حصے میں آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ناقہ کی مہار ڈال دو یہ مامور ہے اسے اللہ نے حکم دے دیا ہے کہ اسے کس کے گھر جانا ہے اور آپ ﷺ کی سواری حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر اتری۔ابوایوب انصاری وہ فرد تھے جو کئی پشتوں سے ایک چٹھی سنبھالے ہوئے تھے جو بہت صدیوں پہلے ایک بادشاہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نام لکھی تھی جسے کسی نے یہ بتایا تھا پیش گوئی کرکے کہ یہاں مدینے النبی ﷺ آباد ہوگا یہاں اللہ کا آخری رسول ﷺ ہوگا تو وہ اس وقت ایمان لایا اور اس نے چٹھی حضور ﷺ کے لئے اور اپنے لوگوں کو وہاں آباد کیا اور وہ نسل در نسل آرہی تھی اس کی قبولیت کی عنداللہ اتنی تھی کہ ناقہ رسول ﷺ کو وہاں بیٹھنے کا حکم دیا گیا اب جس گھر میں حضور ﷺ فروکش ہوئے جس شہر میں حضور ﷺ رہے اور جس شہر کو قیامت تک کے لئے آرام گاہ پسند فرمالیا جہاں آج بھی جلوہ فگن ہیں کم از کم ابوایوب انصاری کو تو چاہئے تھا کہ اسی گھر کے اسی کوٹھے اسی کمرے میں اسی حجرے میں اپنا مدفن بنوالیتے جہاں محمد رسول ﷺ نے قدم رنجہ فرمایا تھا لیکن ابوایوب انصاریؓ کی قبر قسطنطنیہ میں ہے شہر کی دیوار کے باہر۔

ایک ہوتا ہے قرب وجودی اور ایک ہوتا ہے قرب قلبی روحانی۔ ان کو وہ قرب حاصل تھا جو دلوں کو دلوں سے ہوتا ہے اور وجود کو اتنا دور اس لئے لے گئے کہ وہ جو قلبی اور روحانی تعلق ہے وہ مزید بڑھے کفر کے خلاف جہاد کرتے ہوئے وہاں چلے گئے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے آئے جہاں ان کی آرام گاہ نہیں ہے چین سے لے کر یورپ تک اور سائبیریا سے لے کر افریقہ تک فرش خاک پر وہ لوگ اس طرح پھیلے ہوئے تھے کہ اگر دل کی آنکھ وا ہو تو آسمان کے ستارے کیا چمکتے ہیں ان کے مزارات اوران کے مساکن چمکتے ہیں یہ سارے لوگ جنت البقیع میں کیوں دفن نہ ہوئے یہ حقیقت پسند لوگ تھے انہیں منشاحبیب ﷺ کی خبر تھی انہیں منشا باری یہ جان دینا تھی احیائے حق کے لئے ابطال باطل کے لئے ظلم کو مٹانے کے لئے دنیا کے گوشے گوشے میں پیوند خاک ہوئے اور ایک ہم ہیں کہ صرف اپنے جھونپڑے کی سوچتے ہیں ایک ہم ہیں کہ صرف دو سجدے کرکے جان چھڑانا چاہتے ہیں ایک ہم ہیں کہ چند سیحات پر اللہ کو راضی رکھنا چاہتے ہیں کیا انہیں سجدے

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں آتے تھے کیا انہیں سیمحات نہیں آتی تھیں جنہیں خود محمد رسول ﷺ نے سکھائی تھیں کیا انہیں ذکر اذکار اور تبلیغ نہیں آتی تھی جنہوں نے دنیا میں اس کا حق ادا کر دیا لیکن اس کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ دل میں وہ تڑپ ہو کہ جہاں ضرورت ہو وہاں جان دے وہاں رگ جان سے خون دے اپنا لاشہ تڑپتا ہوا چھوڑ دے لیکن مظلوم سے ظالم کا ہاتھ روک دے اور اگر ہم پاکستان میں ظلم کو نہیں روک سکتے تو ہم دنیا میں کہیں بھی نہیں روک سکتے جو شخص ایک کٹیا کو اپنے گھر کو طوفانوں سے نہیں بچا سکتا اس سے دوسرے مدد لینے کی کیا سوچیں گے اللہ کریم سے دعا کیجئے اللہ ہمیں یہ شعور بھی دے احساس بھی دے خلوص بھی دے اور وطن عزیز کو قائم رکھے اور اس پر دین کی حکومت قائم ہو۔

بقیہ صفحہ 46 سے آگے

ربیع، ام حکیم بنت قارظ، سلمٰی بنت حفص، ظبیہ بنت عامر، ام حجر۔

اولاد :- حضرت سعدؓ کے چونتیس اولادیں تھیں، ان میں سے لڑکے سترہ تھے، لڑکیاں بھی اسی قدر تھیں۔ سب کے نام حسب ترتیب درج ذیل ہیں۔

لڑکے :- اسحاق اکبر، عمر، محمد، عامر، اسحاق اصغر، اسماعیل، ابراہیم، موسیٰ، عبداللہ، عبداللہ اصغر، عبدالرحمٰن، عمیر اکبر، عمیر الاصر، عمرو، عمران، صالح، عثمان۔

لڑکیاں :- ام الحکیم کبریٰ، حفصہ، ام القسم، کلثوم، ام عمران، ام الحکیم صغریٰ، ام عمرو، ہند، ام الزبیر، ام موسیٰ، حمنہ، اہم عمر، ام ایوب، ام اسحاق، ملہ، عمرہ، عائشہ۔

دعائے مغفرت

سلسلہ کے ساتھی عبدالحمید چھینہ ایڈووکیٹ (ڈسکہ) کی بیٹی عمر چھ سال قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہیں۔ ساتھیوں سے درخواست ہے کہ وہ مغفرت کے لئے دعا کریں۔

بامقصد، معیاری اور دیدہ زیب کتابیں

خود پڑھیے .... دوستوں کو تحفہ دیجیے

پاکستان کی دینی جماعتیں

الجھنیں

سوچ سمندر

طریق نسبت اویسیہ

شائع ہو چکی ہیں

منگوانے کے لئے رابطہ کریں

اویسیہ کتب خانہ

اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون: 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال۔جواب

امیر محمد اکرم اعوان آپ کے سوالوں کے جواب دیتے ہیں

سوال۔یہ مسئلہ حیات النبیؐ کا کسی صاحب نے لکھاہے۔

جواب۔ہمارے ہاں ہماری لائبریری میں دو کتابیں موجود ہیں حیات برزخ جس میں مدلل طور پر حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کردیاہے کہ برزخ کی زندگی کیاہے اوراس کے شرعی دلائل کیاہیں حدیث سے کس طرح ثابت ہے قرانی آیات کاکیا مفہوم ہے اورکافی بڑی کتاب ہے آپ لیجئے مطالعہ کیجئے دوسری ایک کتاب خالص اس موضوع پر حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے حیات انبیاء کے نام سے تصنیف فرمائی تھی وہ لائبریری میں موجود ہے جس میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی زندگی موت یااس پرمدلل ارشادہیں اورجہاں قران و حدیث کے حوالے میں متقدمین سلف صالحین سے لے کراساتذہ دیوبند اورعلمائے دیوبند تک کی آرا اس میں جمع کردی گئیں ہیں اورایک تیسری کتاب بھی لائبریری میں موجود ہے جوصرف حیات النبیؐ پر ہے تو آپ لیجئے مطالعہ کیجئے اورخود کوسیراب فرمائیے اب جو آپ نے لکھ دیاتو میں مختصراً" ان آیات سے ۔ لے سے چند منٹ عرض کردیتاہوں کہ حیات النبی کے انکارمیں مندرجہ ذیل آیات قرانی کاحوالہ دیتے ہیں کل نفس ذائقہ الموت ٗکل من علیہ فان ٗکل شیٔ ھالک ان کا اطلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کرتے ہیں بات یہ ہے کہ سمجھنا یہ چاہئے کہ موت شے کیاہے۔اگرتو موت کسی فنا کانام ہے پھرتو ہر مرنے والا ختم ہوگیابات ختم ہوگئی پھرتو برزخ کا سارا سلسلہ ہی جو ہے اس کاانکار ہوگیاعذاب وثواب قبر سب کا انکار ہوگیاہے مگر یہ ضروریات دین میں سے ہے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جن پردین کی عمارت استوار ہے اس کاانکار ممکن نہیں سو قران حکیم میں کافر کی موت کاذکر ملتاہے کہ فرشتے اسے بڑی اذیت سے اس کی روح قبض کرتے ہیں اس سے باتیں کرتے ہیں سوال جواب کرتے ہیں کیا کرتے رہے؟فی ماکنتم .....فی الارض جی ہم تو غریب لوگ تھے جہاں ہمارے سردار کہتے چلتے رہے وہ کہتے ہیں الم تکن ارضی اللہ واسعہ...فیھا اللہ کی زمین وسیع تھی جہاں بدکار تھے یابرائی تھی کفر تھامجبور تھے تووہاں سے چھوڑدیتے اب ساری دنیا چھوڑے جارہے ہو اس وقت ایک شہر یاعلاقہ یاملک چھوڑنا پڑتاتودین کے لئے چھوڑدیتے جہاں نیکی ہوتی وہاں چلے جاتے اس طرح کی باتیں ملتی ہیں پھریہ بھی ملتاہے کہ یضربون وجوھھم وادبارھم ان کے مونہوں پہ مارتے ہیں ان کی پیٹھوں پر مارتے ہیں اس طرح روح قبض کرکے لے جاتے ہیں اب اس روح کے قبض ہوجانے کے بعدوہ نہ روح ختم ہوجاتی ہے اورنہ وجود کا تسلسل روح کے ساتھ ختم ہوتاہے بلکہ روح کو جوعذاب ہوتاہے اس کا جو تعلق قائم کردیاجاتاہے دوزخ کے ساتھ تو بدن گل سڑ کے مادے کی شکل میں چلاجائے اس کی کیفیات اس ہر ذرے تک پہنچتی رہتی ہیں وہ روح زمین پر ذرات منتشرکردو اس بدن کے ذرات جہاں بھی ہوں گے جو عذاب روح کو ہورہاہے اس کے اثرات ہرذرے کو اس کے حصے کے مطابق پہنچتے رہتے ہیں رابطہ آپس میں ہر ذرے کا رہتاہے اورجب قیامت قائم ہوگی تووہی ہرذرہ واپس آکربدن سلامت ہوجائے گا جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیاتھاکہ بارالہامیں دیکھنا چاہتاہوں کہ قیامت کو کس طرح وجود جوہیں پھر سے زندہ ہوجائیں گے تو فرمایا تمہیں اعتبارنہیں ہے فرمایانہیں ایمان ہے اولم یومن تمہیں یقین نہیں ہے قال بلٰی یہ تو یقین ہے لیکن میں دیکھنا چاہتاہوں مشاہدہ کرنا چاہتاہوں کہ اس کا طریقہ کارکیاہے کیسے ہوگا فرمایا چار قسم کے پرندے لے لو اور انہیں اپنے ساتھ ہلالو آپ کی آواز پر...وہ جب آپ بلائیں تو دوڑے آئیں انہیں کچھ دن تک دانہ دنکا کھلا کرہلالو اورپھرکاٹ دو ذبح کردو

www.naqshbandiaowaisiah.com

ان کے گوشت کو کچل دو ان کے ریزے ریزے کردو خون گوشت ہڈیاں ہر چیز مسل کر رکھ دو مختلف پہاڑوں پر دور دور تک پھینک کر پھر ایک ایک کو بلاؤ جس طرح زندوں کو بلاتے ہو یاتیسک سعی ہر ذرہ بھاگتا ہوا آپ کے پاس آئے گا چنانچہ آپ نے قران کریم میں موجود ہے انہوں نے وہ ذرات منتشر کر کے پھینک دیئے جب پکارا تو کہیں سے کوئی ٹوٹے ہوئے پر کا کوئی ریزہ آرہا ہے کہیں سے کوئی خون کا قطرہ آرہا ہے کہیں ہڈی کا ریزہ آرہا ہے کہیں گوشت آرہا ہے وہ ذرہ ذرہ جو تھا وہ ہر چیز سے الگ ہو کر ہر ایک کا آ آ گیا جڑ تا گیا وجود بنے زندہ ہو گیا اس طرح قیامت ہو گی اس کا مطلب ہے کہ ہر ذرے کا رابطہ اپنی روح کے ساتھ رہتا ہے جب وقت معین آئے گا زندہ ہو جائے گا یہ تو تھا کافر۔مومن کی صفات اس سے الگ ہوتی ہیں وہ اس طرح ہوتی ہے کہ جنت کے فرشتے آتے ہیں خوشبوئیں لاتے ہیں معطر لباس لاتے ہیں اسے حوصلہ دیتے ہیں گھبرانے کی کیا بات ہے بھائی دنیا سے جا رہے ہو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے دنیا میں تم آزمائش میں تھے اللہ نے تجھے کامیاب کیا تم اس سے بہتر جگہ جا رہے ہو اور دنیا میں بھی ہم تمہارے ساتھ تھے ہم اللہ کے فرشتے ہر وقت تمہارے ساتھ تھے اور موت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں برزخ میں ہم تمہارے ساتھ ہوں گے تمہیں تو گھبرانے کی ایسی کوئی بات نہیں تتنزل علیھم الملئکتہ ..... کنتم توعدون تمہیں تو مبارک ہو بھائی کہ جس کا وعدہ کیا گیا تھا اللہ نے اللہ کے حبیب صلی اللہ وعلیہ وسلم نے اس جنت میں جا رہے ہو گھبرانے کی کیا بات ہے تو روحیں ہشاش بشاش خوش و خرم لے جاتی ہیں اس کا رابطہ برزخ میں جنت کے ساتھ کر دیا جاتا ہے تو جو انعامات جو کیفیات جو انوارات روح پر نمودار ہوتے ہیں وہ بالواسطہ بدن خواہ کسی شکل میں بھی چلا جائے کوئی جلادے کسی درندے کو کھلادے کسی پرندے کو کھلادے مٹی میں ملادے ہر ذرہ کسی نہ کسی صورت میں موجود رہتا ہے اور اب وہ کیفیات اس ذرے تک پہنچتی رہتی ہیں اب اس سے آگے ایک موت ہے شہید کی شہید کی وفات کو موت تصور کرنے سے اللہ نے منع فرمایا کہ عام موت کی طرح ولا تحسبن..... اموات جو اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں اب لفظ قتلوا قتل کا اطلاق بدن پر ہوتا ہے بدن کو چوٹ لگتی ہے کاٹا پھاڑا جاتا ہے دفن ہو جاتا ہے فرمایا انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو یہ خیال ہی نہ کرو کہ یہ مر گیا ہے احیاء عند ربھم یرزقون کھاتے پیتے ہیں زندہ ہیں عند ربھم پر ایک دفعہ انہیں احباب نے جو حیات النبیؐ کے قائل نہیں ایک مناظرے میں امین صاحب کے سامنے اعتراض کیا تھا کہ عند ربھم سے مراد کہ وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں یہ نہیں کہ ان کی روحیں ویسے زندہ ہیں تو انہوں نے بڑا خوبصورت جواب دیا تھا کہ قران ارشاد فرماتا ہے کہ ان الدین عنداللہ السلام یہاں بھی لفظ عنداللہ استعمال ہوا ہے دین دنیا پر تو نہیں ہو گا عنداللہ ہی ہو گا یعنی اگر عنداللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کے پاس ہیں دنیا کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ان الدین عنداللہ السلام تو پھر اسلام صرف اللہ کے پاس رہے گا دنیا میں تو نہیں ہو گا آپ کی منطق صحیح نہیں ہے عنداللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی قوت سے اللہ کی عطا سے اس میں آیات موجود ہے تمہاری سمجھ سے بات بالاتر ہے کہ کوئی مر کر بھی زندہ ہے اور اس نے موت کو شکست دے دی اب شہداء کی زندگی کی اللہ کریم نے جو خبر دی ہے اس کا اثر ان کے وجودوں پر یہ مرتب ہوا کہ ان کے بدن اس طرح رہئے جس طرح زندہ آدمی کا بدن ہوتا ہے یعنی بدن کے ساتھ جب روح کا رابطہ اتنا مضبوط رہا کہ وہ بدن ترو تازہ تھے اب شہداء احد کے بدن چالیس سال بعد نکالے گئے اور دوسری جگہ منتقل کئے گئے ترو تازہ تھے اسی طرح ترکی میں دو صحابہؓ کے بدن بھی غالباً" انیس سو کچھ میں نکالے گئے وہاں دریا کا پانی آگیا تو انہوں نے سلطان کو خواب میں آکر حکم دیا مشہور واقعہ بے شمار رسائل میں ہے پچھلے دنوں بھی کسی ڈائجسٹ نے اسے دوبارہ ری پرنٹ کیا ہوا تھا سلطان کو حکم دیا انہوں نے خواب میں یہ دریا کا پانی ہمیں پریشان کر رہا ہے آپ ہماری جگہ دریا سے ذرا دور کر دیجئے ہماری قبریں کھول کر وہاں کر دیجئے تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ قبریں کھولی جائیں گی اور دنیا سے مبصرین اس میں شریک ہوئے روئے زمین کے ممالک کے مبصر

www.naqshbandiaowaisiah.com

سرکاری طور پر جب قبریں کھولی گئیں وہ تر و تازہ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پل بھر کے لئے آنکھ جھپک گئی اور ابھی سو گئے ہیں بلکہ اس میں یہ انہوں نے تفصیل دی تھی کہ ایک صحابی کی آنکھیں کھلی تھیں اور ان میں اتنی روشنی تھی کہ کوئی تاب نہیں لاسکتا تھا یوں نظر آتا تھا کہ جیسے ان کی نگاہ جگر پھاڑ دے گی اور بے شمار غیر مسلم جو موجود تھے وہیں مسلمان ہوگئے اور وہ مزارات تبدیل کردئے گئے 1978ء میں مسجد نبوی کا یہ حصہ جو ہے بڑھایا گیا جس طرف حضور علیہ السلام کے والد ماجد کی قبر تھی تو حضورؐ کے والد گرامی کا جسد اطہر نکالا گیا جو تر و تازہ تھا یہ اس 1978ء میں حضرت عکاشہ مشہور صحابی تھے جنہوں نے مہر نبوت چومی تھی ان کا جسد اطہر نکالا گیا وہ زمین اونچی تھی مسجد نبوی شریف کا لیول کم تھا تو وہ ساری کھدائی کرکے برابر کی گئی تو وہ وجود نکالے گئے جو اس کھدائی کی زد میں آگئے تو تین چار صحابہ کے وجود اور بھی نکلے جن کے بارے معلوم نہیں تھا کہ کون صاحب ہیں لیکن سارے وجود تر و تازہ تھے وہ جنت البقیع میں منتقل کئے گئے تو وہ شہید کے روح کا جو تعلق بدن کے ساتھ ہے اس کے مظہر تھے کہ جس طرح زندگی میں روح کے تعلق کی وجہ سے بدن تر و تازہ رہتا تھا اور روح کا تعلق ختم ہوجائے تو گھلنے سڑنے لگتا ہے شہداء کا تعلق اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ ان کے وجود زندگی کی طرح تر و تازہ رہتے ہیں اب بات آگئی انبیاء کرام کی تو انبیاء کی بات کو کم از کم شہداء سے کسی حد تک اندازہ کرسکتے ہیں کہ جن کی غلامی میں مرنے والوں کا یہ مقام ہے تو ان کا کیا مقام ہوگا کہ اور اس پر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اگر کوئی سمجھنا چاہے تو اپنی دیانت داری سے خود سوچے کہ آپ کی شان کیا ہوگی جہاں تک عطاحق کا تعلق ہے تو مولانا تھانوی نے فرمایا کہ نبی علیہ الصلوۃ کی موت صرف اس قدر ہے کہ روح اطہر یا وجود اطہر کا جو تعلق دنیا کے ساتھ تھا دنیاوی فضا کے ساتھ تھا دنیا کے موسموں کے ساتھ تھا وہ منقطع کرکے برزخ کے موسموں کے ساتھ برزخ کی غذا کے ساتھ اس ملک کے ساتھ منتقل کردیا گیا یا جس طرح ایک لیمپ پر جس طرح فانوس رکھ دیا جائے ورنہ نبی صلی اللہ وعلیہ وسلم کی حیات ویسی ہی روشن ہے جس طرح دنیا میں تھی روضہ اطہر پر آج بھی وہی ادب ہے جو حیات دنیاوی میں ادب تھا لیکن یہ حق ہے کہ حضور پر موت وارد ہوئی۔ حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے حضورؐ کو روضہ اطہر میں دفن کیا گیا لیکن یہ موت زندگی کو مانع نہیں ہے اس موت کا مطلب فنا نہیں ہے یہ موت عام موت کی طرح نہیں ہے یہ موت شہیدوں صدیقوں انبیاء سے بھی مختلف ہے محمد رسول اللہ کی کی اپنی شان ہے باقی سب کی اپنی شان ہے اور سارے انبیاء کی اموات جو ہے وہ حیات کو مانع نہیں ہوتی شہید کی موت حیات کو مانع نہیں ہے نبی کی کیسے مانع ہو اور جب سرور انبیاء علیہ السلام کی بات آتی ہو وہ بات ہی اور ہے بات صرف یہ ہے کہ ہم اپنی انا کے اسیر ہیں خود کو اوپر نہیں لاسکتے اوپر والوں کو نیچے لانے کی فکر میں رہتے ہیں جو ممکن نہیں ہو تا ہماری یہ کمزوری ہے بشری کمزوری ہے انسانی کمزوری ہے کہ خود کو کسی اعلیٰ مقام پر نہیں لے جاسکتے جنہیں نصیب ہے انہیں نیچے لانے کی کوشش کرتے ہیں کہ سب ایک ہی جیسے ہیں ارے بھائی سب ایک جیسے کہاں جہان کے اندر جہان ہے وجود کے اندر وجود ہیں زندگی کے اندر زندگی ہے ہر بدن میں ارب ہا قسم کے جراثیم بستے ہیں کتنے شہر کتنے قریے کتنی آبادیاں ہیں ہر وجود کے اندر ایک قطرہ خون کے اندر کروڑوں جرمز ہیں وہ پیدا ہوتے ہیں وہ پلتے بڑھتے ہیں وہ مرجاتے ہیں آپ کو خبر ہی نہیں ہے کہ کون مرا ہے کون پیدا ہوا ہے کہاں سے آیا جب اپنے بدن کے اندر کتنی کائناتیں ہیں جن کی ہمیں خبر نہیں ہوتی اس کائنات کی وسعت میں ہم ان باتوں کو تلاش کہاں کرتے پھریں میرے بھائی حق یہ ہے کہ موت فنا کا نام نہیں ہے زندگی کا ایک دوسرا رخ ہے عالم ارواح میں ارواح پیدا فرماتے قادر مطلق نے ہر روح کے لئے جو بدن بنایا ہے ازل سے اس کے ذرات مقرر کردئے ہر شکم مادر میں وہی ذرہ اس کے وجود کے لئے جمع ہوتا ہے جو اس قادر مطلق نے مقرر کردیا ہے کوئی اتفاقی یا حادثاتی طور پر نہیں آتا ان ذرات میں جب روح پھونکی جاتی ہے تو دنیا کی زندگی میں مکلف بالذات بدن ہوتا ہے روح اس کے تابع ہوتی ہے نہ ہمیں کبھی روح نظر آتی ہے نہ ہم نے دیکھی ہے نہ اس کی گرمی سردی سے ہم واقف ہیں لیکن وہ بدن کے افعال سے متاثر ہوتی

www.naqshbandiaowaisiah.com

رہتی ہے بدن نیکیاں کرتا ہے روح منور ہوتی ہے بدن برائیاں کرتا ہے روح سیاہ ہوتی ہے موت یہ تبدیلی پیدا کرتی ہے کہ مکلف بالذات روح ہوجاتی ہے اور بدن اس کے تابع ہو جاتا ہے یہ قانون ہے عام آدمی کیلئے عام آدمی کی موت بھی فنا نہیں ہے تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں جس طرح گرمی سردی نیک بد براہ راست بدن کو ثر کرتی تھی روح اس کے تابع تھی برزخ میں براہ راست روح کو ثر کرتی تھی بدن اس کے تابع ہوجاتا ہے جب حشر قائم ہوگا تو بدن اور روح دونوں برابر کے مکلف ہوجائیں گے یہ تیسری تبدیلی آئے گی جہاں تک انبیاء علیہم الصلوۃ کی ہے ان کا مقام اب باتوں سے بلند ہے ان کی زندگی زندگی ہے ان کی موت ان کی موت ہے اسے ہم اپنی موت یا عام موت پر یا لفظ موت کے اشتراک سے قیاس کرنے لگیں تو پھر تو قران مجید میں آتا ہے یداللہ فوق ایدیھم انسانوں کے ہاتھوں کو بھی ایدی کہہ دیا ید کہہ دیا اور اللہ کے دست قدرت کو بھی ید کہہ دیا اب لفظی شراکت سے اللہ کا ہاتھ اور انسانوں کا ہاتھ برابر نہیں اللہ کے لئے جب آپ ید استعمال کریں گے اس کی شان کے مطابق ہوگا جو اسے سزاوار ہے اور عام آدمی کے لئے کریں گے تو عام آدمی ہمارا یہ ہاتھ ہوگا اس کا دست قدرت ہوگا اسی طرح موت کی بات جب ہوگی آپ جب میرے لئے کریں گے تو اس کا معنی میری حیثیت کے مطابق ہوگا جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بات ہوگی تو ان کے شان کے مطابق ہوگا اگر جو مدارج یا مراتب کا کوئی احساس نہ رکھے گا تو زندیق ہوجائے گا۔

سوال۔سب سے پہلے تو میں وہ سوال آپ کو دہرادوں جو آپ لوگوں نے کیا تو نہیں لیکن سوال اہم ہے پشاور سے ایک خاتون تشریف لائی تھیں کچھ دن رہیں اور وہ واپس جاچکی ہیں تو سوال انہوں نے کیا تھا ان سے ان کے بھائی نے کیا سوال یہ تھا کہ شیخ المکرم نمبر میں مجھے تو یاد نہیں اور یہ جملہ یقیناً" ہوگا کہ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دائرہ صد یقیت نصیب ہوا اور پھر اس میں ایک مقام ہے مقام عبدیت وہاں تک رسائی ہوئی سوال یہ تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو صدیق ہی رہے اور حضرت صد یقیت میں بھی کسی بلند مقام پر چلے گئے کیا آپ ان پر افضل ہوگئے؟

جواب۔اس موضوع یا اس فن کا جسے آپ تصوف کہتے ہیں اس کی ایک مصیبت یہ ہے کہ صوفیوں کی سوانح ان لوگوں نے لکھی ہیں جو خود صوفی نہیں تھے اور سوانح نگاروں نے اپنی سمجھ کے مطابق جن باتوں کو تصوف میں عجیب شمار کیا گیا تھا انہیں فضائل میں نقل کیا ہے اور جو ان کے فضائل تھے وہ چھوڑ گئے دوسری عجیب بات یہ ہے کہ تصوف کے بارے عموماً" سوال وہ لوگ کرتے ہیں جن کا اس فن سے کوئی مس بھی نہیں ہوتا کیونکہ جو اس فن کے طالب ہوتے ہیں یا سیکھنے والے ہوتے ہیں یا اس میں چل رہے ہوتے ہیں انہیں ایک تو بڑی حد تک بات سمجھ آتی رہتی ہے دوسرا انہیں ایک ادب ایک احترام مانع ہوتا ہے اس طرح کے سوالوں سے تو جو لوگ سوال کرتے ہیں ان کی مصیبت یہ ہے کہ وہ اس فن سے واقف نہیں ہوتے تو مادی دنیا میں تو اگر ہم کسی سے یہ بتاتے ہیں بھئی یہ پورا شہر ہوا میں اڑ رہا ہے ایک مشین کی مدد سے تو اسے ماننے میں اعتراض نہیں ہوتا آج کل کا ہوائی جہاز ایک شہر ہوتا ہے اس میں محلے ہوتے ہیں اور اگلوں کو پچھلوں کے بارے خبر نہیں ہوتی اور پچھلوں کو اگلوں کی خبر نہیں ہوتی حتیٰ کہ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ جہاز کے ایک حصے میں قتل ہوجائے دوسرے حصے کو پتہ نہیں ہوتا جو لوگ جہاز پر سفر کرتے ہیں بعض اوقات لوگ مارے جاتے ہیں اور پچھلوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ آگے کیا گذری اتنا بڑا شہر ہوتا ہے کہ تو یہ تو ساری باتیں لوگ مان لیتے ہیں کہ مادی ہیں سائنس نظر آنے والی چیز ہے ظاہری آنکھیں دیکھ لیتی ہیں اب جو باتیں قلبی اور باطنی ہیں ان کو ماننے کے لئے بھی پھر آنکھ چاہئے اب جس کے قلب کی آنکھ ہوگی وہی مانے گا دوسرا کیسے مان لے تو حق یہ ہے کہ صد یقیت ایک منصب ہے جو یہ منصب نبی کو نصیب ہوتا ہے تو نبوت کی شان کے مطابق ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں بھی صدیق ہوتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے ارشاد ہے۔

وجعلنہ صدیقا" نبیا" لیکن ابراہیم علیہ السلام نبیوں میں صدیق ہیں جب صحابہ کے متا اس منصب کی بات ہوتی ہے تو وہ ہستی صحابیوں میں صدیق ہوتی ہے نبی کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

برابر نہیں ہوتی ابراہیم علیہ السلام کی برابری نہیں ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی۔ لیکن کوئی غیر صدیق صحابی آپ کے برابر نہیں صحابیوں میں صدیق ہیں۔ اسی طرح ولی اللہ کو جب منصب صد یقیت نصیب ہوتا ہے تو اولیاء اللہ میں ہوتا ہے اب اس کا تقابل صحابہ سے کرنا یہ نادانی ہے اور نہ جاننے کی بات ہے۔

دوسری بات جو ہے وہ یہ کہ ایک صد یقیت منصب ہے اور ایک دائرہ صد یقیت منازل ولایت میں سے ہے ولایت کے جو منازل چلتے ہیں ان میں ایک منزل بھی ہے دائرہ صد یقیت اب یہ الگ بات ہے کہ کوئی ولی دائرہ صد یقیت کی حد تک نہ پہنچا ہوا سے منصب صد یقیت مل جائے یہ ممکن ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ولی دائرہ صد یقیت طے کر گیا ہو لیکن اسے منصب صد یقیت نہ دیا جائے منصب کا ملنا بالکل ایسے ہوتا ہے کہ جیسے آپ کے پنجاب کے وزیر اعلیٰ میٹرک پاس ہیں اور ان کے جو سیکرٹری ہیں وہ تین تین چار مضمونوں میں ایم اے ہیں جو لوگ آپ کے صوبائی سیکرٹری ہیں وہ ہائی کوالیفائیڈ ہیں لیکن آپ کے چیف منسٹر میٹرک پاس ہیں تو اب اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ ان کا جو میٹرک سٹینڈرڈ ہے وہ ان کے ایم اے سے بڑھ گیا نہیں انہیں وہ چیف منسٹری مل گئی میٹرک پاس کو اس طرح ہوتا ہے کہ کسی کے منازل ولی کے دائرہ صد یقیت تک نہ پہنچیں لیکن اسے منصب صد یقیت دے دیا جائے جس قدر غوث حضرات کی بابت ہم تک علم پہنچا ہے یا ہم جانتے ہیں کبھی بھی کوئی غوث عالم امر کے نیچے اس کے منازل نہیں ہوئے چونکہ عموماً" اہل اللہ کے عالم امر تک منازل ہوتے ہیں لیکن غوث بہاؤ الحق رحمتہ اللہ علیہ کے منازل ساتویں عرش تک ہیں اب یہ رب کی مرضی ہے کہ انہیں وہاں غوثیت دی اور حضرت معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے منازل عالم امر میں ہیں اور وہ قطب ہیں اور برزخ میں بھی ایک دن بات ہو رہی تھی کہنے لگے کہ اللہ کی عطا ہے محنتیں ہم نے کیں غوثیت بہاؤالحق کو عطا کر دی مجاہدے ہم کرتے رہے غوثیت ان کو دے دی تو منصب کی عطا جو ہے یہ الگ دائرے تک یہ ہوتی ہے کوالیفکیشن عہدہ الگ ہوتا ہے اور کوالیفکیشن ایک الگ شعبہ ہے۔

جہاں تک منازل کا تعلق ہے تو جس طرح آسمان زمین کو محیط ہے کہ سارا ایک زمین نہیں سارا فضائی کرہ جو ہے اس میں جتنے ستارے سیارے جتنی زمینیں جتنی بھی اس میں خلقت ہے سب کو آسمان محیط ہے اس کے گرداگرد۔ اسی طرح عرش الٰہی ساتویں آسمان سمیت نچلی ساری کائنات کو محیط ہے بالائے عرش کا ہر دائرہ اپنے سے نچلے کو اس طرح محیط ہے حتی کہ عرش کے بارے ارشاد ہوتا ہے حدیث شریف میں بھی کہ عرش کے مقابلے میں آسمانوں زمینوں اور اس ساری کائنات کی حیثیت ایسی ہے جیسے کسی صحرا میں کوئی انگشتری پھینک دی جائے تو بالائے عرش جتنے دائرے چلتے ہیں وہ نچلی ساری کائنات کو اسی طرح محیط ہیں اور اگر کسی دائرے میں بھی رہنمائی کے لئے شیخ نہ ہو یا عبور کرنے کے لئے شیخ نہ ہو تو ہزاروں زندگیاں نصیب ہو جائیں آدمی اس کی وسعت میں کھویا رہتا ہے اسی میں چکتا رہتا ہے عالم امر میں چوبیسواں دائرہ ہے صد یقیت دائرہ صد یقیت جو بحیثیت کوالیفکیشن ہے وہ چوبیسواں دائرہ ہے اب آپ اس کا اندازہ کر لیں کہ وہ کتنی منزلیں کتنے فاصلوں اور کتنے رفعتوں کے بعد ہے اور کائنات کی اس کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے لیکن کوالیفکیشن میں جو یہ چوبیسواں دائرہ صد یقیت ہے یہ منازل ولایت کی انتہا ہے اس پر ولی اللہ کے منازل ختم ہو جاتے ہیں لیکن منازل اس سے آگے چلتے ہیں وہ منازل ہیں ولایت نبوت کے ولایت نبوت وہ حال ہے جو نبی کو بعثت سے پہلے نصیب ہوتا ہے جہاں اولیاء اللہ کی ولایت ختم ہو جاتی ہے وہاں سے ولایت انبیاء علیہم السلام شروع ہوتی ہے ولایت انبیاء علیہم السلام میں جانا ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی ملازم شاہی محل میں جاتا ہے وہ رہائش بادشاہ کی ہوتی ہے وہ اس کی ملکیت نہیں بن سکتی لیکن بادشاہ کا خادم ہونے کی حیثیت سے وہ اس کے جہاں تک اس کی ڈیوٹی یا نوکری ہوتی ہے وہاں تک وہ جاتا ہے دھوبی اپنی حد تک باورچی اپنی حد تک اس طرح ہر شعبے کا جو بندہ ہے وہ اس محل میں اپنی حد تک بلا روک ٹوک جاتا ہے اس لئے کہ وہ شاہ کا ملازم ہے تو ولایت انبیاء علیہم السلام میں اولیاء اللہ کو جو رسائی نصیب ہوتی ہے وہ عطا ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

وابستگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ساتھ لے جانا ہوگا۔ باتباع نبی نصیب ہوتا ہے چوبیسواں دائرہ جو ہے یہ انتہاہے ولایت کی عالم امر کا اس سے لے کر چوبیسواں دائرہ انتہاہے اور پچیسویں دائرے سے لے کر چھیالیس تک اوپر دائرے چلتے ہیں چھیالیسواں جو ہے وہ ولایت انبیاء علیہم السلام کی انتہاہے اس سے آگے انبیاء علیہم السلام کے ذاتی منازل شروع ہوجاتے ہیں جس میں کوئی امتی قدم نہیں رکھتا بیشتر صحابہ کرام کا ولایت انبیاء علیہم السلام میں ان کا مقام تھا خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ حجاب ا ہیت میں فوت ہوئے یہ ولایت انبیاء کے بھی تین حصے گذر جاتے ہیں۔

حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو اس سے کوئی ایک سال یا کچھ عرصہ کم پہلے آپ ولایت انبیاء علیہم السلام کے چھیالیسویں دائرے میں داخل ہوئے تھے اور جب حضرت کا وصال ہوا تو اللہ کی عطا سے اور حضرت کی توجہ کے طفیل میں اس وقت چوالیسویں دائرے میں تھا ان دائرہ کے نام میں اس لئے نہیں لیتا کہ سننے والا نام سن کر تو دعوی کر سکتا ہے تعداد میں نے بتادی ہے جو دعوی کرے گا وہ ان کی کیفیات اور وہاں کے حالات اور اس کے نام بتائے گا تو پتہ چلے گا کہ اس کا گذر وہاں ہے میں نے صرف ضمنی تعداد بتادی نا۔اب یہ اللہ کریم کی اپنی عطا ہے کسے وہ کیا دیتا ہے۔

ہمارے ہاں یہ ہے کہ آدمی جتنا دیوانہ سا یا مغلوب الحال ہوجائے یوں کہہ لیجئے اسے ہم کامل سمجھتے ہیں بلکہ سب سے کامل وہ ہوتا ہے جس کے پاس وہ منازل تو ہوں لیکن وہ زیادہ نارمل ہوجائے زیادہ عام آدمی کی طرح ہوجائے یہ سب سے مشکل کام ہے یہ وہ حال ہے جو انبیاء علیہم السلام کو نصیب ہوتا ہے اور منازل سے مغلوب ہوجانا یہ ہر آدمی پر اترتا ہے لیکن کوئی ایسا ہوتا ہے کسی پر اللہ کی اتنی کرم نوازی ہوتی ہے کہ ان منازل کے ہوتے ہوئے عام زندگی گذارتا ہے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اتنی عام تھی کہ ہر آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا مکلف ہے کہ ایک گڈریا ایک چرواہا ایک ان پڑھ ایک مزدور سب مکلف ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں اس کا مطلب ہے کہ بہت ہی عام تھا طریقہ حیات مبارکہ کا اور منازل

بعد از خدا بزرگ توہی قصہ مختصر

جتنی منازل میں بلندی تھی اتنی ظواہر میں زندگی عام تھی یہ سب سے مشکل ہوتا ہے یہ مسئلہ تو حل ہوا کہ جو صدیقیت میں الجھاؤ پیدا ہو رہا تھا وہی منازل ولایت کی بات ہے نہ ہمارے باپ کی جاگیر ہے نہ ان پر کوئی دعوی کر سکتا ہے اللہ کی عطا ہے جسے چاہے دے منازل میں بندے کا کمال نہیں ہوتا اس کی اپنی عطا ہوتی ہے کیونکہ منازل از قسم ثمرات ہیں اور ثمرات ہمیشہ اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں آپ زمین میں ہل چلا سکتے ہیں بیج ڈال سکتے ہیں اس کی نگہداشت کر سکتے ہیں پانی دے سکتے ہیں لیکن فصل اگانا فصل پر پھل لگانا اسے پکانا یہ آپ کے میرے بس میں نہیں ہے پھل اس کی طرف سے ہوتا ہے ہم جو محنت کرتے ہیں مجاہدہ کرتے ہیں ہل چلانے والو بات ہے کاشت کرنے والو بات ہے اب اس سے کتنی فصل ہوتی ہے اس پر کتنا پھل لگتا ہے یہ اس کا اپنا کام ہے کس کو کتنا دیتا ہے یہ اعتراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ہوا تھا کہ اللہ کو اگر اتنی بڑی منزل اتنا بڑا مقام دینا ہی تھا تو ار جل من قریتین عظیم کے الفاظ آتے ہیں قران حکیم میں کہ مکہ مدینہ کے بڑے شہروں میں سے کسی عظیم آدمی کسی بڑے سردار کو دیا ہوتا جس کی پہلے ہی دھاک بندھی ہوئی ہوتی گ اس کی بات مانتے تو اللہ کریم نے اس کا بڑا خوبصورت جواب ارشاد فرمایا تھا۔

اھم یقسمون رحمتہ ربک

تیرے رب کے خزانوں کو بانٹنے کے یہ ذمہ دار ہیں جس کی رحمت ہے وہ جسے چاہے نوازے یہ کون ہوتے ہیں یہ بات کرنے والے کہ اس کو ملتا اس کو نہ ملتا۔

تو یہ منازل ولایت ہیں یہ بھی اللہ کی عنایت ہیں اپنی پسند سے بانٹتا ہے ہو سکتا ہے ہم ایک آدمی کو بالکل پسند نہیں کرتے اللہ اسے کرتا ہے ہو سکتا ہے ہم ایک آدمی کو بہت محبوب رکھتے ہیں اور اللہ اسے رکھتا ہے یا نہیں رکھتا کیونکہ اللہ ہماری پسند کا محتاج نہیں ہے اب اسی ضمن میں یہ سوال بھی آگیا ہے کہ یہ جو جولائی کے شمارے میں لکھا ہے ناصر کا مضمون ہے تو اس میں یہ جملہ کہ مجھے اللہ نے جو منصب دیا ہے وہ نہ پہلے کسی کے پاس تھا اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہ شاید بعد میں بھی کسی کو ملے ۔الفاظ کس طرح لکھے گئے یا ان سے کیا سمجھنے والے نے سمجھا لیکن حق یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ناصر صاحب کا مشاہدہ تھا جو انہیں فنافی الرسول صلی اللہ وعلیہ وسلم میں ہوا اس کی تعبیر ہے الفاظ سے مترشح ہوتا ہے کہ میں نے دعوی کیا ہے کہ بات ایسی نہیں ہے بات یہ ہے کہ جو انہیں مشاہدہ ہوا اس کی تعبیر لکھی وہ غلط بھی ہو سکتا ہے صحیح بھی ہو سکتا ہے کسی ولی کی ولایت کو ماننا شرط ایمان نہیں ہے نبی کی نبوت کو ماننا شرط ایمان ہے اور ولی کی ولایت پر کماحقہ ایمان لانا یہ شرط ایمان نہیں ہے کوئی مانے نہ مانے کوئی فرق نہیں پڑتا اس کی صحت پر۔

دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک مشاہدات کا تعلق ہے ان میں کوئی ایسا نظام پھر نظر نہیں آتا کہ کسی ایک وجود یا ایک قلب کے ساتھ پوری دنیا کے قلوب کو وابستہ کر دیا جائے یہ پہلے نہیں ہوا تاریخ کو ہر ایک سمجھتا ہے تاریخ تصوف میں یہ پہلے نہیں ہوا اور بعد کی بھی سمجھ یوں آتی ہے کہ اس سلسلہ عالیہ سے استفادہ کرنے والے لوگ کم و بیش ہر ملک میں اس قابل ہو جائیں کہ وہ وہاں بیٹھ کر وہاں کے لوگوں کو اللہ اللہ کرا سکیں اور یوں بات پھر بہت سے لوگوں میں تقسیم ہوتی جائے کام شاید اس سے زیادہ ہو محنت شاید اس سے زیادہ ہو فائدہ شاید اس سے زیادہ ہو لیکن آج دل کی جو کیفیت ہے شاید اس کی ضرورت ہی نہیں رہے گی جہاں تک فضیلت کا تعلق ہے جو جزوی فضائل میں اعتراض نہیں ہوتا جزوی فضائل ایسے ہوتے ہیں کہ کسی ایک آدمی کو کسی ایک شعبے میں بہت ہی برکات دے دی جاتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ سارے لوگوں پر افضل ہو گیا نہیں اس شعبے میں اسے وہ درجہ دے دیا گیا جیسے صحابی صحابی ہے کوئی غیر صحابی صحابی کی جوتی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا لیکن ہو سکتا ہے ایک غیر صحابی نے صحابی کی نسبت زیادہ نوافل پڑھے ہوں کسی ایک شعبے میں وہ ان سے زیادہ اس نے کام کیا ہو سکتا ہے کسی صحابی کی نسبت غیر صحابی نے بہت سا جہاد کیا۔

اب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شاعر تھے بارگاہ نبوت کے نعت خوان تھے انہیں جب حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم تشریف لے گئے احد پر تو یہ خندق پر تو تمام خواتین کو بچوں کے ساتھ ایک قلعے میں اکٹھا کر کے ان کے ساتھ چھوڑ گئے کہ یہ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں گے وہ لڑائی سے بڑے گھبراتے تھے تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کی پھوپھی تھیں عمر رسیدہ تھیں انہوں نے دیکھا کہ قلعے کی دیوار سے باہر کوئی یہودی گذر رہا ہے تو انہوں نے بلا کر فرمایا کہ حسان اس یہودی کی جا کر خبر لو یہ جا کر دوسرے یہودیوں کو بتائے گا کہ یہاں صرف عورتیں اور بچے ہیں ممکن ہے وہ ہمیں پریشان کریں اور حملہ کر دیں یا لوٹنے کی کوشش کریں تو جو لوگ خندق میں ہیں وہ ادھر توجہ کریں گے یا ان کے ساتھ لڑنے کو آئیں گے ایک مصیبت کھڑی ہو جائے گی اب تو کسی کو پتہ نہیں کہ اندر کیا حال ہے لیکن یہ یہودی جو گذر رہا ہے یہودیوں کے بھی دوسری طرف الگ قلعے تھے تو انہیں بتائے گا تو انہوں نے کہا کہ پھوپھی ماں مجھ سے لڑنے والا کام نہیں ہوتا حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک لمبا سارا سانس لیا گلی میں اتر کر اس یہودی پر حملہ کیا اسے گرایا اور مار دیا وہ قتل ہو گیا واپس آئیں اور فرمایا کہ میں عورت ذات ہوں میں اس کی زرہ اس کا اسلحہ اتارنا پسند نہیں کرتی تم جا کر اس کی زرہ وغیرہ اتار لاؤ تو وہ کہنے لگے کہ مجھے تو مردے کو ہاتھ لگانے سے ڈر لگتا ہے وہ اپنی زرہ سمیت ہی پڑا رہے میں نہیں جاتا یعنی لڑائی کے دوران میں ان کا مزاج ایسا تھا لیکن کیا کوئی غیر صحابی بڑے سے بڑا جری جرنیل فاتح عالم صلاح الدین ایوبی بن جائے تو ان کا مقابلہ کر سکتا ہے وہ صحابی ہیں اور بارگاہ نبوت صلی اللہ وعلیہ وسلم کے مقبول و محبوب صحابی ہیں اور وہ صحابی ہیں جو حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر نعتیں پڑھا کرتے تھے اور جو حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کی ہجو کہتے اس کے جواب میں کفار کی ہجو کہہ کر بھیجا کرتے تھے بارگاہ نبوت صلی اللہ وعلیہ وسلم کے مقبول شاعر ہیں تو جو ان کا مقام ہے وہ اپنا ہے لیکن ایک فضیلت میں کسی جزوی فضیلت میں کوئی دوسرا ان سے زیادہ کام کر سکتا ہے تو یہ جو جزوی فضائل ہوتے ہیں ان میں کوئی اشتباہ نہیں ہوتا کوئی بھی آدمی کسی دوسرے سے ایک شعبے میں زیادہ کام کر سکتا ہے مجموعی طور پر کون

افضل ہے اور کون زیادہ کس پر اللہ کا کرم زیادہ فضل ہے تو وہ مقرب ہے تو میرے خیال میں تو اس نے جو سمجھا بظاہر جو تجزیہ میں نے کیا ہے اس میں تو وہ صحیح نظر آتا ہے لیکن اس سے کوئی اصرار بھی نہیں اللہ قادر ہے شاید اس سے بھی کوئی بڑی صورت حال پیدا کر دے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ کر دے اور پوری کائنات کے مسلمانوں کے دل ایک ساتھ مسلمان کے ساتھ دھڑکیں۔

سوال۔اب دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ وعلیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو تو امید کی جاسکتی ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اس پر انہوں نے سوال کیا کہ زیارت کیسے ہو؟

جواب۔یہ تو اللہ کی مرضی ہے لیکن بہر حال ہوگی اتباع سے ہی اطاعت سے ہوگی مخالفت سے تو نہیں ہوگی۔

سوال۔دوسری بات انہوں نے کی اصل کام کا سوال یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے روحانی بیعت سے مشرف ہوں تو کیا وہ زیارت کے زمرے میں آتے ہیں جب کہ بیعت کے وقت دیدار کے شرف سے محروم رہا؟

جواب۔خواب کی زیارت اور حصول فنافی الرسول صلی اللہ وعلیہ وسلم ان میں رات اور دن سے زیادہ فاصلہ ہے خواب کی زیارت کے لئے روح کی استعداد کی شرط نہیں کہ بارگاہ نبوت صلی اللہ وعلیہ وسلم میں جاسکے ایک ایسا آدمی جس کا قلب بھی جاری نہیں اللہ چاہے تو خواب میں اسے زیارت کرادے لیکن فنا فی الرسول صلی اللہ وعلیہ وسلم کا مراقبہ نصیب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روح میں اتنی قوت اتنے انوارات اتنی کیفیات ہیں کہ روح بارگاہ نبوت میں حاضر ہو سکتی ہے تو یہ اس سے بہت کروڑوں کروڑوں درجہ قوی اور مضبوط صورتحال ہے لیکن جس طرح یہ فرمایا گیا کہ امید کی جاسکتی ہے کہ خواب میں زیارت کرنے والے کا خاتمہ ایمان پر ہو اس سے کروڑوں گنا زیادہ امید کی جاسکتی ہے کہ فنافی الرسول صلی اللہ وعلیہ وسلم والے کا خاتمہ ایمان پر ہو بلکہ فنافی الرسول صلی اللہ وعلیہ وسلم جب لوگوں کا راسخ ہو جاتا ہے تو ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں ایسے صوفی گذرے ہیں کہ جب وقت آیا موت کا تو بھی ان کی روح جنہیں دوام حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم حاصل ہو جاتا ہے تو موت کے وقت بھی ان کی روح تو بارگاہ نبوی صلی اللہ وعلیہ وسلم میں تھی فرشتہ روح گرفتار کر کے نہیں لے جاتا بلکہ روح کا تعلق حیات دنیوی سے منقطع کر دیتا ہے کیونکہ وہاں سے پکڑ کر لے جانا اس کی استطاعت نہیں بتادیتا کہ بارالہا روح فلاں جگہ تھی آپ طلب فرمالیجئے اس کا پچھلا کام میں نے کر دیا ہے۔

سوال۔اگلا سوال ہے کہ اکثر ساتھی کہتے ہیں کہ ذکر شروع کرنے سے پہلے حضرت سے رابطہ کیا جائے یہ کیسے ممکن ہو جب کہ کشف بھی نہ ہو؟

جواب۔جسے کم از کم فنافی الرسول صلی اللہ وعلیہ وسلم ہو جائے اگر ذکر کرنے سے پہلے وہ مشائخ کی طرف متوجہ ہو تو انہیں خبر ہو جاتی ہے کیونکہ شروع میں وہ قوت پرواز ہوتی ہے لیکن نہ کرے تو ضروری بھی نہیں کہ از خود جب بھی آپ ذکر کریں گے تو وہ رابطہ ہے منازل کا وہ از خود پورے سلسلہ کی توجہ کو آپ کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

سوال۔اگلا سوال یہ ہے کہ غلام احمد پرویز صاحب نے سورۃ فتح کے ترجمہ اور تشریح میں انا فتحنا لک فتحا مبینا میں اس میں ہے کہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ صلی اللہ وعلیہ وسلم کی غلطیاں معاف کر دیں اب یہ دل نہیں مانتا انہوں نے ثابت کیا مختلف تاویلوں سے وہ غلطیاں آپ صلی اللہ وعلیہ وسلم معصوم عن الخطا تھے لیغفر لک اللہ من ذنبک ما تقدم و ما تاخر کے الفاظ آتے ہیں کہ اللہ معاف کر دے تاکہ اللہ معاف کر دے آپ صلی اللہ وعلیہ وسلم کے وہ گناہ جو پہلے تھے یا بعد میں ہوں۔

جواب۔پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن حکیم میں ایک قانون ہے کہ انبیاء علیہ السلام کے متعلق اسی قسم کی جو باتیں آئی ہیں ان سے اسم فاعل کا صیغہ نکالنا حرام ہے جیسے حضرت یونس علیہ السلام نے کہا کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اس میں اسم فاعل بنے گا ظالم لیکن انہیں ظالم کہنا جائز نہیں یہ ان کی ان کے رب کی بات ہے وہ اپنا عجز اپنی نیازمندی اپنے مالک کے حضور پیش کر رہے ہیں دوسرا کوئی کرے گا تو اس کا ایمان جاتا رہے گا اسی طرح موسیٰ علیہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

السلام کے متعلق اجیر کالفظ استعمال کیا گیا۔ ہے یا بابت استاجر اجیر اس غلام کو کہتے ہیں جس کا کوئی ایک خاص شعبہ نہ ہو مثلاً" ایک مالی ہے ایک باورچی ہے ایک خاکروب ہے ان کا ایک ایک شعبہ ہے اجیروہ خادم ہوگا جس سے ہر ضرورت کا کام لیا جاسکے گا مالی غیر حاضر ہے تو اس سے مالی کا کام لے باورچی نہیں تو اسے اس کام پر لگادیا جائے یا کوئی خاکروب نہیں تو اسے کہا جائے کہ جھاڑو لگادو یعنی اس کا کوئی شعبہ نہیں ہوتا اجیروہ غلام ہوتا ہے جس سے مالک جو کام چاہے لے لے اسے کوئی اعتراض نہیں ہوتا ایسے غلام کو اجیر کہتے ہیں اب یہاں معاملہ ہے یا بابت تاجر۔ اے ابا انہیں آپ ملازم رکھ لیجئے انہیں اجیر رکھ لیجئے لیکن اس سے اسم فاعل بنا کر موسیٰ علیہ السلام کو اجیر کہنا حرام ہے اسی طرح سے قران حکیم نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کی نسبت حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کی طرف کر کے اسم فاعل صیغہ نکالنا حرام ہے ایک بات تو یہ ہوگئی اب دوسری بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وسلم ساری انسانیت کے نبی اور رسول ہیں اسے لئے کہ تمام نبیوں کے بھی آپ صلی اللہ وعلیہ وسلم نبی ہیں اور پہلی امتیں گذر چکی ہیں ان سب امتوں پر بھی آپ صلی اللہ وعلیہ وسلم پر ایمان نا بھی---

کہ تم اپنے ماننے والے کو یہ بتاؤ گے کہ میرے بعد نبی صلی اللہ وعلیہ وسلم آنے وا ہے اس کلیہ شان ہے تو یہ ان کے ایمان کا جزو تھا کہ وہ بھی حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کو مانیں پہلی امتیں اپنے نبیوں کے واسطے سے حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کی امتیں ہیں اور ہم وہ خوش نصیب ہیں جو براہ راست حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کے امتی ہیں اب کسی بہت بڑے بیرسٹر کو یہ کہہ دینا کہ ہم نے آپ کے سارے مقدمے بری کردیئے یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ بیرسٹر چوریاں کرنا رہا ہے شاید وہ چوروں کا بیرسٹر تھا شاید وہ بے شمار خطاکاروں کا وکیل تھا شاید وہ بے شمار لوگوں کی طرف سے عدالت میں پیش ہوا تھا اور عدالت نے کہہ دیا کہ آپ کے سارے مقدمے بری کرتے ہیں تو اس کی ایک تعبیر یہ بھی ہے بے شمار خطاکار جو حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کے خادم ہیں اور اطاعت گذار ہیں دل سے حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کا اتباع کرنا چاہتے ہیں لیکن بمقاضائے بشریت ان سے خطائیں بھی ہوتی ہیں تو رب کریم کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ جو آپ صلی اللہ وعلیہ وسلم کے ہیں جن کی قلبی وابستگی آپ صلی اللہ وعلیہ وسلم کے ساتھ ہے ان سے جو چھوٹی موٹی خطائیں ہوگئی ہیں ان کو ہم نے معاف کیا ان کو چھوڑ دیا--- تعبیر ہے نا ایک لیکن اگر اللہ کریم فرمائیں حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم بھی میرے بندے ہیں اور آپ صلی اللہ وعلیہ وسلم سے بھی کوئی ایسی بات سرزد ہوسکتی ہے جو مجھے پسند نہ ہو لیکن میں اس کو ناپسند نہیں کرتا میں نے معاف کردیا تو یہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ وعلیہ وسلم کا معاملہ ہے اس میں میں آپ دم نہیں مار سکتے نہ ہماری عقل کی وہاں تک رسائی ہوگی تو آپ عام فہم کرنے کے لئے دوسری تعبیر سمجھا کریں تاکہ ہر آدمی کی بات سمجھ میں آجائے۔

میں نے شاید کسی اگلے دن بھی یہی کہا تھا کہ کسی زندہ سے بات چیت کرنا مراقبے میں اس کے لئے تو ایمان بھی شرط نہیں یہ تو کوئی ارتکاز توجہ بھی کرلے وہ بھی کرسکتا ہے اگر کسی کا قلب جو ہے وہ اس طرح وابستہ ہو تو کرلینا کوئی بڑی بات نہیں۔

سوال۔ آپ کے ساتھ ذکر کرتا ہوں تو مراقبات ثلاثہ یا سیر کعبہ کے بعد غنودگی طاری ہوجاتی ہے۔

تو یہ کثرت توجہ سے ہوتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں لطائف میں کوشش کی جائے کہ غنودگی نہیں آنی چاہئے مراقبات میں آجائے تو کوئی حرج نہیں اسے آدمی روک نہیں سکتا اور وہ ترقی کو مانع نہیں ہوتی بلکہ جتنی غفلت جسم سے ہوش سے آتی ہے اتنے مراقبات میں قوت زیادہ ہوتی ہے لطائف چونکہ مجاہدہ ہیں ان میں غنودگی نہیں آنی چاہئے۔

سوال۔ ایک اہل اور کامل شیخ یا مرشد کا بحیثیت روحانی گائیڈ کے کیا فنکشن ہے کیا وہ صرف اور صرف بیعت اور ذکر کروانے پر مامور ہوتا ہے؟

جواب۔ شیخ کامل کا کام طالب کو دینی تعلیم سے آشنا کرنے کے ساتھ اس کے دل میں نیکی پر عمل کرنے کی طلب پیدا کرنا اور برائی سے اجتناب کی کیفیت پیدا کرنا ہے تاکہ اس کا مغز ظلمت سے نور کی طرف شروع ہوجائے اور یوں بندہ ہر لمحہ بہتری کی طرف

بڑھتا رہے۔

سوال۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے سامنے تصور شیخ مسئلہ پیش ہوا تو آپ جوش میں آ گئے کئی سال تک امداد کی تصویر یعنی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی تصویر میرے قلب میں رہی میں نے کوئی کام حاجی صاحب سے پوچھے بغیر نہیں کیا حالانکہ حضرت صاحب مکہ مکرمہ میں ہوتے تھے میں ہندوستان میں ہوتا تھا پھر اس قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر رہی بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھے میں نے کوئی کام نہیں کیا پھر فرمایا آگے بھی کہہ دوں آگے بھی کہہ دوں آگے بھی کہہ دوں پھر خاموش ہو گئے ظاہر ہے اب اللہ کا نام لینے والے تھے۔

جواب۔ یہ جوانہوں نے تصویر کہہ دیا یہ محض بتانے کے لئے کہہ دیا بات یہ ہے کہ ہر سلسلہ سلوک میں سب سے پہلے رابطہ شیخ سے کرایا جاتا ہے جب وہ مضبوط ہو جاتا ہے تو پھر اسی رابطے پر بنیاد رکھی جاتی ہے فنافی الرسول کی یہ صرف واحد سلسلہ عالیہ ہے جس میں سے تصور شیخ اور رابطہ باشیخ سے نکال کر براہ راست فنافی الرسول تک لے جانے کا کام کیا گیا ہے باقی تمام سلاسل میں یہی ہوتا ہے اور یہ جوانہوں نے تصویر کہی اس سے مراد وہ قلبی رابطہ ہے۔

اپیل برائے دعائے مغفرت

جڑانوالہ سے ہمارے سلسلہ عالیہ کے ساتھی مزمل خان نیازی اور نجف خان نیازی کی والدہ زینب خاتون سعودی عرب میں حج بیت اللہ کے دوران قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں تھیں۔ ان کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی اپیل کی جاتی ہے۔

اسرار التنزیل

قرآن پاک کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے

مولانا محمد اکرم اعوان کی اچھوتے اور منفرد انداز میں لکھی ہوئی تفسیر "اسرار التنزیل" چھپ چکی ہے۔

آرٹ پیپر پر مجلد اور آفسٹ پیپر پر عام مجلد دستیاب ہے۔

اویسیہ کتب خانہ

اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون: 5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

لندن سے ایک خط اور اس کا جواب

6مارچ 2000ء

ازبرطانیہ

قابل صد ہزار احترام قبلہ حافظ عبدالرزاق صاحب

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

اللہ کے کرم سے امید ہے کہ آپ کی صحت بہتر ہوگی۔ اللہ کریم آپ کو کامل صحت جلد عطا فرمائیں بہت عرصے سے خط لکھنے کا سوچتی رہی اپنی کوتاہی ہے کہ آڑے آئی بہت معافی چاہتی ہوں آپ کو یاد تو ہمیشہ کرتی ہوں خواب میں آپ سے ملاقات بھی ہوئی اللہ کریم جلد آپ سے ملائے۔

آپ کا خوف و حزن والا آرٹیکل کئی مرتبہ پڑھا۔ بہت ہی چیزیں واضح ہوئیں ابھی تک سمجھ رہی ہوں الحمد اللہ اتنا خوبصورت اور آسان ہے مگر آسان نہیں بھی ہے حافظ صاحب میری ریسرچ میں ایمان یعنی faith (اللہ کے ساتھ محبت اور دیکھ بھال دونوں) کا تعلق anxiety سے زیادہ نکلا' بہ نسبت depression کے۔ یعنی faith انسان کو تشویش جس کی وجہ لٹریچر میں خوف بیان ہوئی ہے سے بچنے میں مدد کرتا ہے مگر میرے results میں faith کا تعلق depression سے نہیں نکلتا یعنی عبادات (مختصر مفہوم میں نماز روزہ' زکوٰۃ' تلاوت قرآن) اسے ڈیپریشن سے بچاتی ہیں یعنی ڈپریشن کے خلاف ایک تحفظ مہیا کرتی ہیں مگر faith کا تعلق اس سے نہیں نکلا۔ سوال یہ پیدا ضرور ہوتا ہے کہ عبادات faith کی وجہ سے ہی تو ادا کی جاتی ہیں مگر یقین اور عبادات دو الگ چیزیں ہیں کیا وہ ایک دوسرے کو enhance کرتی ہیں؟ لٹریچر کے مطابق depression اور Loss آپس میں related ہیں۔

میرے رزلٹ کے مطابق عمومی حالات اور انتہائی stressful حالات میں خصوصاً loss کے بعد (جس سے غم پیدا ہوتا ہے) social support یعنی انسان کے ارد گرد کے لوگ ملنے جلنے والے' بہن بھائی' عزیز رشتہ دار ڈپریشن کے خلاف مدد دیتے ہیں۔ مگر faith کا اس سے کمزور تعلق تھا جبکہ anxiety میں جس کی وجہ خوف بیان کی جاتی ہے faith کا protective effect دیکھا گیا اب مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اس کو explain کیسے کروں کیا عوامل anxierty اور ڈپریشن میں مختلف ہوں گے کہ ایک میں faith زیادہ مدد کر رہا ہے اور دوسرے میں عبادات protection دے رہی ہیں اور social suppert بھی۔

ایک اور بات جو بہت اہم ہے وہ یہ کہ مالی مشکلات کا mental illness سے بہت گہرا تعلق ثابت ہو رہا ہے یعنی ڈپریشن اور anxiety میں دونوں جگہ لوگوں میں unemployment بہت زیادہ تھی اور مالی مشکلات بھی non-deperssed اور non-anxious کی نسبت زیادہ تھیں۔

اب faith' religious activity یعنی عبادات social support اور معاشیات کا آپس میں کس طرح تعلق پتہ چلے مجھے سمجھ میں یہ نہیں آرہا کہ اسلام میں معاشرتی اور معاشی ناہمواری کو تو بیلنس کیا گیا ہے اب غیر اسلامی معاشرے میں یہ بات تو حاصل نہ ہوسکے گی تو کیا یہ anxiety اور ڈپریشن میں coetributory factors ہوں گے پھر faith کا رول اس جگہ کیا ہوگا اور عبادات کا رول اس جگہ اس صورت میں کیا ہوگا برطانیہ میں تمام لٹریچر اور ریسرچ اور مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق بھی پاکستانی سب سے زیادہ مالی مشکلات اور معاشی ناہمواری اور تعصب کا شکار ہیں اس کے باوجود ان میں anxiety اور ڈپریشن تمام گروپس سے کم ہے سارے researchers اس کی کھوج میں لگے ہیں faith تک پہنچ گئے ہیں مگر ابھی ابہام کا شکار ہیں۔

مجھے نہیں معلوم اپنی کم فہمی میں اپنا نقطہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

نظر درست بیان کرپائی یا نہیں آپ سے رہنمائی کی درخواست ہے ادھر آکر پھنس گئی ہوں مجھے یقین ہے کہ آپکی مفید رہنمائی میرے لئے روشنی کا راستہ ثابت ہوگی اللہ اس سے بہتوں کا بھلا کرے اور اللہ کرے اس مرتبہ آپ کا خط مجھے مل جائے آمین -راستے میں غائب نہ ہو۔

درخواست ہے اپنی اس حقیر بیٹی کو اپنی قیمتی دعاؤں میں یاد رکھئے اللہ کریم آپ کی خصوصی حفاظت فرمائے اور آپ کو جلد صحت یابی عطافرمائے ہمیں آپ کی محبت پھر نصیب ہوجائے اور آپ کی محبت اور شفقت سے پھر جھولیاں بھر سکیں۔

اجازت چاہتی ہوں آپ کے جواب کی منتظر رہوں گی

والسلام

آپ کی دعاؤں اور شفقت کی ہمیشہ طالب حقیرہ

عائشہ سطوت

سوال۔faith یعنی عبادات support social اور معاشیات کا آپس میں تعلق کس طرح پتہ چلے

سوال نمبر2۔کیا anxiety اور deppression ایک دوسرے کے factors contributory ہیں پھر faith کا رول اس جگہ کیا ہوگا اور عبادات کا رول اس صورت میں کیا ہوگا؟

جواب۔ان سوالوں اور ایسے دوسرے سوالوں کے پیدا ہونے اور سمجھ میں نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ سوچ کی بنیاد غلط ہے۔

پہلا سوال یہ ہے کہ faith یا مذہب کسے کہتے ہیں جواب یہ ہے کہ مذہب صرف یہ سکھاتا ہے بندہ اپنے خدا کی worship کس وقت اور کس طریقہ سے کرے پھر اسلام کو جب مذہب سمجھ لیاگیاتو سوالوں پر سوال اٹھتے چلے گئے اور عبادات کا مطلب جب worship سمجھ لیا گیا تو نئی نئی الجھنیں پیدا ہونے لگیں

اس لئے سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام ایک مذہب نہیں بلکہ دین ہے اوردین کے لئے کسی زبان میں ایک لفظ نہیں ملتاالبتہ انگریزی میں اس کے لئے ایک مرکب بنایاگیا code of life اورلائف (life) کہتے ہیں اس عرصے کو جو پیدا ہونے سے شروع ہوتا ہے اور مرتے ہی ختم ہوجاتا ہے وہ خواہ ایک دن ہو یا کئی سو سال۔ تو اسلام جب دین ہے تو یہ اس پورے عرصے کو گذارنے کا سلیقہ اور طریقہ سکھاتا ہے اور اس سلیقے سے زندہ رہنے کا نام عبادت ہے اور اس طریقے سے ہٹ کر زندگی کے کسی شعبہ میں کوئی اور طریقہ اختیار کیاجائے تو یہ بغاوت ہے۔

یہ ایک عام مشاہدہ ہے اور مسلمہ اصول ہے کہ جو چیز جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہو اگر وہ مقصد پورا کرتی ہے تو سکون اور اطمینان رہتاہے اگر اس مقصد سے ہٹ جائے تو وجہ پریشانی بن جاتی ہے مثلاً مچھلی کو پانی میں رہنے کے لے پیدا کیا اگر اسے پانی سے نکال کر کھلی فضامیں رکھوگے توتڑپ تڑپ کر مرجائے گی۔

دیکھنا یہ ہے کہ انسان کا مقصد تخلیق کیا ہے تو پیدا کرنے والے نے بتایاماخلقت الجن والانس الالیعبدون یعنی میں نے جن اورانسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

سوال یہ ہے کہ اگر عبادت کا مفہوم worship ہے تو کون سا ایساانسان ہے جو چوبیس گھنٹے اور ساری عمر صرف worship ہی کرتاہے۔ یہاں سے معلوم ہواکہ اسلام کے نزدیک عبادت کا مطلب وہ نہیں جومذہب کے حوالے سے سمجھ لیاگیاہے۔ اسلام میں عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ زندگی میں جوبھی کام کرنے لگو پہلے یہ دیکھو کہ اسلام نے یہ کام کرنے کی اجازت دی ہے یا منع کیاہے -اجازت دی ہے تو وہ کام کرنا عبادت ہے ،منع کیا ہے تو اس کام سے رک جانا عبادت ہے۔ دیکھو زندہ رہنے کے لئے روزی کمانا ضروری ہے تو اسلام جس طریقے سے روزی کمانے کی اجازت دیتاہے اس طرح روزی کمانا عبادت ہے حتی کہ کھانا پینا سوناجاگنا چلناپھرنابولناچلنادوستی دشمنی اگراسلام کے بتائے ہوئے طریقے سے کی جائے تو سب عبادت ہے لہٰذاانسان اگر اس مقصد تخلیق کے مطابق زندگی گذارے تو اس کے پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

anxiety اور depression کی علم نفسیات میں جو تعریف کی گئی ہے مجھے اس کاعلم نہیں۔ اتنا جانتاہوں کہ زندگی کو موت سے بھی بدتر بنانے والی دو چیزیں ہیں خوف اور غم خوف کا تعلق مستقبل سے ہے کہ ہروقت یہی دھڑکالگا رہتاہے کہ ہائے کہیں ایسانہ ہوجائے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اور غم کا تعلق ماضی سے ہے کہ ہائے ایسا کیوں ہوگیا اور ان دونوں کا اثر حال پر پڑتا ہے اور زندگی عذاب بن جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں صرف مائنڈ سوچ سے تعلق رکھتی ہیں آدمی کے اختیار کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

دین اسلام یہ بتاتا ہے کہ خالق کائنات نے جو یہ کائنات بنائی ہے تو اس کا نظام چلانا بھی اپنے ذمہ لے لیا اور انسان کو بتادیا کہ و کل صغیر و کبیر مستطر یعنی اس نظام کائنات کے ختم ہونے تک جو کچھ ہونا ہے جہاں ہونا ہے جب ہونا ہے جیسے ہونا ہے وہ لکھا جاچکا ہے یعنی یہ نظام کمپیوٹرائزڈ ہے یعنی جو کچھ لکھا ہے وہ ہو کے رہنا ہے۔ نہ ٹل سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے اور جو نہیں لکھا وہ نہیں ہونا ہے خواہ کوئی اڑتا چلا جائے۔ دیکھ لو اب نہ غم کی گنجائش نہ خوف کی کوئی وجہ اور جب یہ دونوں نہ ہوں تو زندگی کا لطف آجائے سوال یہ ہے کہ یہ کیسے نہ ہوں تو خالق نے طریقہ بتادیا کہ

فمن تبع ھدای ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اور یہ ضمانت قرآن میں گیارہ جگہ دی گئی ہے مطلب یہ ہوا کہ انسان وہ ہے جس کو ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہے کہ میں اپنا مقصد تخلیق پورا کر رہا ہوں یا نہیں نتیجہ سے بے فکر ہو کہ جو لکھا جاچکا وہ ہو کے رہے گا مجھ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ یہ کیوں ہوا بلکہ صرف یہ پوچھا جائے گا کہ تو نے میرا کہا مانا یا نہیں تو معلوم ہوا کہ معاشرہ کا ہر فرد اگر اپنے مقصد تخلیق کے پورا کرنے کی فکر لے کر زندگی کے ہر کام میں قدم اٹھائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ کامیاب نہ ہو اور کوئی وجہ نہیں کہ غم اور خوف اس کے قریب آئے اور عام دیکھنے والے کی نگاہ میں جسے تکلیف یا مصیبت کہا جاتا ہے۔ حقیقی انسان کی نگاہ میں سرے سے مصیبت ہی نہیں ہوتی اس کی ادنیٰ سی مثال روزمرہ کے معاملات میں ہمارے سامنے آتی ہے کہ آدمی کو رسولی ہوگئی ڈاکٹر نے اپریشن تجویز کیا تو کیا مریض یہ کہے گا کہ اپریشن مصیبت ہے یا ڈاکٹر قصائی ہے میرا دشمن ہے یا اس چیرنے پھاڑنے پر ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرے گا اور اسے اپنا محسن سمجھے گا مختصر یہ ہے کہ دین اسلام انسان کو پرلطف اور پرسکون زندگی گذارنے کا سلیقہ اور گر سکھاتا ہے۔

ہر مرض کا شافی علاج کیا جاتا ہے

لاثانی دواخانہ

حکیم نورالحق

مطب: نزد چوک جھال خانو آنہ ستیانہ روڈ، فیصل آباد فون 45413

www.naqshbandiaowaisiah.com

خلوت

تحریر ○ ہارون الرشید

افسوس کہ لوگ غور نہیں کرتے، غور نہیں کرتے اور سمجھ نہیں پاتے۔

بارہ سو برس حجاز کی ایک صحرائی بستی میں سفید ابروؤں والے ایک بوڑھے نے کہا تھا "عافیت کس چیز میں ہے؟"

عافیت گمنامی میں ہوتی ہے
گمنامی نہ ہو تو خلوت میں
خلوت نہ ہو تو خاموشی میں
اور خاموشی نہیں تو صحبت سعید میں

دریائے نیلم کے کنارے گاڑی بہت مدھم رفتار سے رینگ رہی تھی، جب صلاح الدین نے کہا 'افسوس مجھے تنہائی میسر نہ آسکی۔

برق بن کر چمکنے اور پہاڑوں کی طرح اٹل ہو جانے والے کشمیری کمانڈر صلاح الدین کے سامنے آتے تو پانی کی طرح پگھلتے اور ریشم کی طرح ملائم ہو جاتے ہیں وہ ہزارہا شہیدوں کا باپ اور لاکھوں پروانوں کا چراغ ہے، پھر اسے تنہائی کی آرزو کیوں ہے؟

منفرد شاعر اور کالم نگار خالد مسعود حزب المجاہدین کے سربراہ سے پے در پے سوالات کرتے رہے۔ یکایک تصوف کا موضوع چھڑا تو صلاح الدین ملول سے ہو گئے۔ کہا، تو بس یہ کہا 'افسوس مجھے تنہائی میسر نہ آسکی

خلوت کیوں؟ اس لئے کہ صوفی کی کائنات اس کے قلب کی تنہائیوں میں آباد ہوتی ہے سیاستدان شور مچاتا ہے لیکن صوفی خلوت کا خواہاں ہوا کرتا ہے ندیاں 'نالے اور دریا شور مچاتے ہیں اور سمندر نہیں مچاتا' درویش اپنے اللہ سے ہم کلام ہونا چاہتا ہے' سر شام اور آخر شام' آفتاب طلوع ہونے سے ایک پہر پہلے اور اس کے بعد۔ اس وقت جب سورج نصف النہار پہ آجائے اور جب وہ آمادہ زوال ہو۔ دن اور رات کے سارے وقتوں میں۔ اٹھتے بیٹھتے' کھاتے پیتے' سوتے جاگتے' وہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے وہ ہجوم میں تنہا ہوتا ہے اور تنہائی میں ہمیشہ ایک دوسری عظیم ہستی کے ساتھ اپنے اللہ کے ساتھ۔

درویش کے لئے تنہائی سے بڑی کوئی دولت نہیں۔

زمین سے آسمان تک سونا سجا دیا جائے' تب بھی وہ صوفی کے ایک لمحے کی قیمت نہیں بن سکتا' جب وہ اپنے اللہ سے ہم کلام ہو اور کب ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک کو یاد نہ کرے؟ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک کو یاد نہ کرے کبھی ایسا ہو جائے تو اس کی فریاد سے زمین و آسمان کانپ اٹھتے ہیں۔

وہ چاہتا یہ ہے کہ اکیلا ہو اور اپنے رب کو یاد کرے۔

اکیلا ہو اور پروردگار کے اجلے نام دہراتا رہے اکیلا ہو اور قرآن کے اوراق اس کے آنسوؤں سے بھیگتے رہیں۔ اکیلا ہو اور سرگوشیوں میں دعائیں دہرائے جو چودہ صدیاں پہلے ابوالقاسم کے ہونٹوں سے ادا ہو کر بابرکت ہو گئی تھیں۔ اکیلا ہو اور محشر برپا کئے رکھے۔

لوگ ہیں کہ لہجوں میں لجاجت ہوتی ہے دستر خوان سجاتے اور التجا کرتے ہیں لیکن اللہ کے بندے دور بھاگتے ہیں۔ اور لوگ ہیں کہ فرش خاک پہ بیٹھتے ہیں اور اللہ کی مخلوق اُمڈی چلی جاتی ہے چکوال کے اس ویرانے میں' گوجر خان کی گرد سے اٹی پر پیچ گلیوں میں' سوات کے اس دور دراز گاؤں میں۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ ویرانوں میں محبت نے چراغ جلا رکھے ہیں اور زرق برق شہروں میں سیاستدان' حاکم اور اخبار نویس شور مچاتے ہیں۔ انسانی احساسات اور امنگوں کے بیوپاری شور مچاتے ہیں۔

پون صدی ہوتی ہے یوپی کے چھوٹے سے قصبے بھون میں ایک کھدر پوش سرکاری افسر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ہمارے ہمیشہ چہکتے رہنے والے خالد مسعود کی طرح وہ شاعر تھا اور بہت باتونی تھا اسے ایک مہینے کے لئے چپ کے روزے رکھوائے جاتے لیکن اس روز عجب ماجرا ہوا۔ فرمایا شعر سناؤ۔ شاعر کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

سعادت کی یہ ساعت یکایک طلوع ہوئی تھی 'گیا عجب تھا کہ خود کو سنبھال نہ سکتا مگر اس نے صرف چند شعر پڑھے اور ان میں سے ایک یہ تھا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

راوی کا بیان ہے کہ عالی مرتب سامع کی آنکھیں بھیگ گئیں اور یہ کہا "اگر ہم بادشاہ ہوتے تو آج تجھے ایک لاکھ روپے عطا کرتے" پھر قدرے تامل کیا اور فرمایا کوئی شخص صوفی کے قلب کی کیفیت اس سے بہتر الفاظ میں بیان نہ کر سکتا۔

صلاح الدین آرزوہ کیوں تھے؟ اس لئے نہیں کہ انہیں تنہائی نہ مل سکی وہ نقشبندی اور چشتی سلسلوں میں ریاضت کے مرحلے طے کر چکے اور اب سلسلہ اویسیہ میں زیر تربیت ہیں وہ کشمیر مجاہدین کی سب سے بڑی تنظیم کے سربراہ ہیں بہت کم فرصت پاتے ہیں اس کے باوجود انہیں چکوال کے اس گاؤں میں دیکھا جاتا ہے جہاں حضرت مولانا محمد اکرم اعوان' بحر العلوم مولانا اللہ یار خان کی مسند پر بیٹھتے اور روشنی بانٹتے ہیں' صلاح الدین کا ملال ایک صوفی کا ملال تھا' نور کا دریا بہتا ہے تو آدمی گنگ ہو جاتا ہے تنگ دامنی کا دائم احساس ہی صوفی کی زندگی ہے۔

ایک سوال اور بھی ہے کہ کشمیر میں جماعت اسلامی کے رہنماء مختلف کیوں ہیں' عبدالرشید ترابی کے لہجے میں اتنی شائستگی کیوں ہے؟ صلاح الدین کے گداز کا سبب کیا ہے؟ دوسری وجوہات کے علاوہ شاید یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں جماعت اسلامی کی اساس ایک عظیم صوفی مولانا سعد الدین نے رکھی تھی صلاح الدین اس آدمی کو یاد کریں تو ایک عجیب بات کہتے ہیں ہماری تمام تگ و تاز بے نتیجہ ہوتی اگر اس درویش کی دعائیں شامل حال نہ ہو جاتیں اور مولانا سعد الدین نے کس کو اپنا رہنما کیا؟ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کو۔

حیرت ہے ہمارے زمانے میں بزر جمہر ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ابو الاعلیٰ تصوف سے بیزار تھے۔ ابوالاعلیٰ تصوف سے بیزار تھے تو انہوں نے اپنے سب سے عزیز شاگرد میاں طفیل احمد کو کشف المحجوب کا ترجمہ کرنے پر مامور کیوں کیا' افسوس کہ لوگ غور نہیں کرتے۔

بشکریہ روزنامہ "جنگ" لاہور

ٹیکسٹائل ملز متوجہ ہوں
بہترین روئی خریدنے کے لئے تشریف لائیں
پاک کاٹن جننگ فیکٹری رجانہ
پروپرائیٹر: نذیر احمد فون نمبر 04614-62375

www.naqshbandiaowaisiah.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کی حیات مبارکہ

21 ہجری میں ایرانیوں نے عراق عجم میں نہایت عظیم الشان جنگی تیاریاں کیں اور مسلمانوں کو ان کے مفتوحہ ممالک سے نکال دینا چاہا۔ حضرت عمرؓ نے ان تیاریوں کا حال سنا تو تمام فوجی مرکزوں میں اسلامی فوج کو بھی آراستہ کرنے کے احکام صادر کئے' کوفہ سب سے بڑا مرکز تھا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے یہاں نہایت اہتمام کے ساتھ تیاریاں شروع کیں اور دربار خلافت کے ایماء سے نعمان بن مقرن کو جو پہلے ان کی ماتحتی میں افسر مال تھے' اس فوج کا امیر عسکر مقرر کیا۔ لیکن یہاں ایک جماعت ایسی پیدا ہو گئی تھی جو قصداً" جنگ سے جی چراتی تھی اور کہتی تھی کہ بصرہ والوں نے خواہ مخواہ فارس پر حملہ کرکے یہ لڑائی مول لی ہے۔ حضرت سعد بنؓ ابی وقاص نے بار گاہ خلافت میں ان لوگوں کی شکایت لکھی تو ان میں سے جراح بن سنان اور اس کے چند ساتھیوں کو ان سے شدید عداوت پیدا ہو گئی اور انہوں نے مدینہ پہنچ کر شکایت کی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے۔ ظاہر ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص جیسے علی مرتبت و بلند پائیہ صحابی کی نسبت یہ شکایت کس قدر مہمل تھی۔ حضرت عمرؓ کو بھی اس کے لغو ہونے کا یقین تھا تاہم رفع حجت کے خیال سے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو تحقیقات کے لئے روانہ فرمایا۔ انہوں نے کوفہ کی ہر ایک مسجد میں گشت کرکے اس شکایت کی حقیقت دریافت کی تو ہر جگہ سب نے یک زبان ہو کر اس کی تکذیب کی۔ محمد بن مسلمہؓ تحقیقات سے فارغ ہو کر دونوں فریقوں کو ساتھ لئے ہوئے مدینہ پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھنے کے ساتھ پوچھا" سعدؓ! تم کیسی نماز پڑھاتے ہو کہ لوگ شکایت کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ پہلی دو رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھتا ہوں اور دونوں آخری میں صرف فاتحہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک تمہاری نسبت یہی گمان ہو سکتا ہے۔

گو الزام بے بنیاد ثابت ہوا تاہم حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ ایک جماعت مخالفت پر آمادہ ہو گئی تھی ان کو اس عہدہ سے سبکدوش ہی کر دینا مناسب سمجھا۔ چنانچہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص جن کو اپنا جانشین بنا آئے تھے حضرت عمرؓ نے ان ہی کو مستقل کر دیا اور ان کو دوبارہ واپس جانے کی زحمت نہ دی۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو اپنے اوپر اس الزام کے قائم ہونے کا نہایت افسوس تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں عرب میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے راہ خدا میں تیراندازی کی ہے۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درخت کے سوکھے پتے کھا کھا کر لڑے تھے لیکن خدا کی شان آج یہ بنو اسد پیدا ہوئے ہیں جو خود مجھے مذہب سکھاتے ہیں کہ میں نماز اچھی نہیں پڑھاتا۔

23 ہجری میں حضرت عمرؓ نے ایک مجوسی غلام کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ حالت نزاع میں لوگوں نے خلیفہ نامزد کرنے کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے اس منصب کے لئے چھ آدمیوں کے نام پیش کئے ان میں ایک حضرت سعدؓ بھی تھے اور فرمایا کہ اگر وہ خلافت کے لئے منتخب نہ ہو سکیں تو جو منتخب ہو اسے چاہئے کہ ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائے کیونکہ میں نے انہیں کسی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معطل نہیں کیا تھا۔

فاروق اعظمؓ کی تجہیز و تکفین کے بعد مجلس شوریٰ نے حضرت عثمانؓ کے سر پر دستار خلافت باندھی اور انہوں نے حسب وصیت حضرت سعدؓ کو دوبارہ کوفہ کا والی مقرر کیا لیکن اس تقرری کے تین سال بعد 26 ہجری میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مہتمم بیت المال سے اختلاف پیدا ہو جانے کے باعث پھر معزول ہو گئے۔

حضرت سعدؓ نے معزول ہونے کے بعد مدینہ میں عزلت نشینی اختیار کرلی۔ یہاں تک

کہ جب خلیفہ ثالث کے آخری عہد حکومت میں فتنہ و فساد کا بازار گرم ہوا تو یہ ہنگامہ بھی ان کی گوشہ گیری میں مخل نہ ہوا البتہ جب مفسدین نے کاشانہ خلافت کا محاصرہ کر لیا تو ان کو سمجھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن معاملات ملکی سے بے تعلق رہنے کی روش پر اس وقت بھی قائم رہے چنانچہ علیؓ جب طلحہؓ و زبیرؓ کے مقابلہ میں اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے تو لوگوں نے ان کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے معذرت کی اور کہا "مجھے ایسی تلوار بتاؤ جو مسلم و کافر میں امتیاز رکھے"۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے خود ان کے صاحبزادہ عمر بن سعدؓ نے ایک دفعہ جبکہ وہ جنگل میں اونٹ چرا رہے تھے آکر کہا "کیا یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنگل میں اونٹ چرائیں اور لوگ بادشاہت و حکومت کے لئے اپنی اپنی قسمت آزمائیں"۔ حضرت سعدؓ نے ان کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا "خاموش! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خدا مستغنی اور پرہیز گار بندہ کو محبوب رکھتا ہے"۔

جناب حضرت علی مرتضیٰؓ اور امیر معاویہؓ کے منازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے جب پنچایت مقرر ہوئی تو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بھی اس خوشی میں کہ اب خانہ جنگیوں اور خونریزیوں کا خاتمہ ہو جائے گا فیصلہ سننے کے لئے دومتہ الجندل تشریف لائے۔ لیکن جب یہ بے نتیجہ ثابت ہوئی تو پھر اپنے عزلت کدہ میں واپس آگئے' اور تمام جھگڑوں سے قطعی طور پر کنارہ کش رہے۔

حضرت سعدؓ نے مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں اپنے لئے ایک قصر تعمیر کرایا تھا۔ چنانچہ عزلت نشینی کی زندگی اسی میں بسر ہوئی۔ آخر عمر میں قویٰ مضمحل ہو گئے تھے اور آنکھوں کی بصارت بھی جاتی رہی تھی' یہاں تک کہ 55 ہجری میں طائر روح نے قفس عنصری کو خیر آباد کہا' حضرت سعدؓ نے وصیت کی تھی کہ جنگ بدر میں جو اونی کپڑا میرے جسم پر تھا اس سے کفن کا کام لیا جائے چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور لاش مدینہ لائی گئی۔ بعض امہات المومنینؓ اس وقت زندہ تھیں۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس جانثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مسجد میں لایا جائے۔ چنانچہ مسجد میں ان کے حجروں کے سامنے نماز ادا کی گئی' امہات المومنینؓ بھی نماز میں شریک تھیں۔ کسی نے مسجد میں نماز جنازہ پر اعتراض کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "لوگ کس قدر جلد بھول گئے' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن البیضاؓ پر مسجد میں نماز نہیں پڑھائی تھی"۔

غرض اس تزک و احتشام کے ساتھ مقام بقیع میں مدفون ہوئے' ستر برس سے زیادہ عمر پائی اور اس عرصہ میں اپنے عظیم الشان کارناموں کی ایسی یادگار چھوڑ گئے کہ ان کے اخلاف قیامت تک فخر و مباہات کے ساتھ ان پر رطب اللسان رہیں گے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا علمی پایہ نہایت ارفع تھا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کریں تو پھر اس کے متعلق کسی دوسرے سے نہ پوچھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تحصیل علم میں کبھی پس و پیش یا شرم و حجاب دامن گیر نہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ بارگاہ نبوتؐ میں حاضر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو کچھ عطیے مرحمت فرمائے لیکن اس میں سے ایک شخص کو محروم رکھا۔ حضرت سعدؓ کو اس کی محرومی پر سخت تعجب ہوا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خیال ہے کہ یہ بھی مومن ہے۔ ارشاد ہوا "مومن یا مسلم" لیکن حضرت سعدؓ کو تشفی نہ ہوئی' انہوں نے پھر اپنا سوال دہرایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی وہی جواب دیا' غرض حضرت سعدؓ نے مکرر سہ کرر اس سوال کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر تشفی کر دی کہ بسا اوقات اس سے جس کو عطیے دیتا ہوں وہ شخص جس کو کچھ نہیں دیتا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

حضرت سعدؓ عموماً" رات کے اخیر حصے میں مسجد نبویؐ میں آکر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

طبیعت رہبانیت کی طرف مائل تھی لیکن اسلام میں ممنوع ہونے کی وجہ سے مجبور تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ عثمان بن مظعونؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبانیت سے منع نہ فرمایا ہوتا تو میں اس کو اختیار کر لیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و جانثاری کا صرف اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سفر میں عموماً خود شوق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے گرد رات رات بھر پہرا دیتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے' رات کے وقت ایک جگہ قیام ہوا' یہاں دشمنوں کا سخت خطرہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک جاگتے رہے اور فرمانے لگے کہ کاش! میرے اصحابؓ میں کوئی مرد صالح آج پہرہ دیتا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ابھی یہ جملہ تمام بھی نہیں ہوا تھا کہ اسلحہ کی جھنکار سننے میں آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ عرض کی سعدؓ بن ابی وقاص' ارشاد ہوا تم کیسے آئے؟ عرض کی خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا چاہئے اس فرض کو انجام دینے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جانثاری سے نہایت خوش ہوئے اور دعا دی۔

عتبہ بن ابی وقاصؓ حضرت سعدؓ کے حقیقی بھائی تھے' انہوں نے حالت کفر میں غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک زخمی کیا تھا' حضرت سعدؓ فرمایا کرتے تھے واللہ میں عتبہ سے زیادہ کبھی کسی شخص کے خون کا پیاسا نہیں ہوا۔ اتباع سنت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و احکام کی کامل پیروی کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔

ایک دفعہ مدینہ سے اپنے قصر کی طرف جو مقام عقیق میں تھا تشریف لے جا رہے تھے' راہ میں ایک غلام کو درخت کاٹتے دیکھا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو حرم قرار دیا تھا اس لئے انہوں نے اس کے اوزار چھین لئے۔ غلام کے مالک نے آ کر اس کا مطالبہ کیا تو فرمانے لگے "معاذ اللہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کو واپس کر دوں گا" اور ادھار کے واپس دینے سے قطعاً انکار کر دیا۔

زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ جس وقت دنیائے اسلام حکومت و بادشاہت کے جھگڑوں میں مبتلاء تھی اس وقت وہ مدینہ کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے اس فتنہ سے محفوظ رہنے کی دعائیں مانگ رہے تھے اور جو کوئی ان جھگڑوں کے متعلق کچھ پوچھتا تو فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ " میرے بعد عنقریب ایک فتنہ برپا ہو گا جس میں سونے والا بیٹھنے والے سے' بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اچھا ہو گا"۔

تواضع اور خاکساری کا صرف اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سپہ سالاری اور گورنری کے بعد بھی جب کہ کسریٰ کے وارثوں نے اپنا عظیم الشان محل ان کے لئے خالی کر دیا تھا' ان کو اونٹ اور بکریاں تک چرانے میں عار نہ تھا' افسر کی اطاعت کا یہ حال تھا کہ گھر میں آگ لگائی گئی اور وہ خاموشی کے ساتھ تماشہ دیکھتے رہے۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ حضرت سعدؓ درخت کے پتے کھا کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ غزوات میں جانبازی دکھاتے تھے لیکن اسلام نے بہت جلد روحانیت کے ساتھ ساتھ مادی حیثیت سے بھی اپنے فدائیوں کی عسرت و تنگ حالی کو دولت و ثروت سے بدل دیا۔ خیبر کی مفتوحہ اراضی میں جاگیر ملی' ایران کے مال غنیمت میں حصہ ملا۔ اسی طرح دور فتنہ و فساد میں ایک غیر آباد زمین خرید کر زراعت کا مشغلہ اختیار کی' غرض اخیر زندگی میں ایک بڑی دولت کے مالک ہوئے' کوفہ میں اور مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں عالی شان محلات تعمیر کرائے مگر باوجود اس کے غذا و لباس کی سادگی میں کچھ فرق نہیں آیا۔

آپؓ کا قد بلند و بالا' جسم فربہ' ناک چپٹی' سر بڑا اور ہاتھ کی انگلیاں نہایت موٹی اور مضبوط تھیں' انہوں نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں' بیویوں کے نام یہ ہیں۔

بنت الشہاب' بنت قیس بن معدی کرب' ام عامر بنت عمرو' زبد' ام بلال بنت

باقی صفحہ 28 پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ بھی سات بجا رہے ہیں

جاوید چودھری جنگ کے مستقل کالم نویس ہیں' ان کا انداز تحریر اور الفاظ کے خوبصورت استعمال نے قارئین کو بہت متاثر کیا ہے۔ زیر نظر ان کی ایک خوبصورت تحریر شائع کی جا رہی ہے۔

تحریر ○ جاوید چودھری

بہت سال گزرے ریڈیو پاکستان لاہور سے موسیقی کا ایک لائیو پروگرام نشر ہو رہا تھا یہ پروگرام سات بجے ختم ہونا تھا اس کے بعد استاد امانت علی خان اور فتح علی خان نے مائیک پر آجانا تھا یہ دونوں اساتذہ اس روز قبل از وقت سٹوڈیو آگئے اب کچھ ان کی شخصیت کا رعب تھا اور کچھ پروگرام معمول سے طویل تھا چنانچہ پونے سات بجے گلوکاروں کا سٹاک ختم ہو گیا اور وہ وقت پورا کرنے کیلئے قوالوں کی طرح بار بار ایک ہی مصرعہ دہرانے لگے گلوکاروں کی عدم دلچسپی دیکھ کر سازندے بھی دل چھوڑ گئے یوں پروگرام توازن کھو بیٹھا یہ صورتحال دیکھ کر استاد فتح علی خان نے استاد امانت علی خان کے کان میں سرگوشی کی "یہ کیا بجا رہے ہیں؟" استاد امانت علی خان نے قہقہہ لگایا اور ذرا بلند آواز میں بولے "یہ سات بجا رہے ہیں"

کہنے کو تو یہ ایک لطیفہ ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو پچھلے بارہ برسوں میں بے نظیر بھٹو سے ہمارے موجودہ حکمران جناب پرویز مشرف تک ساری حکومتیں ہی سات بجاتی نظر آتی ہیں ان سب لوگوں نے جب اقتدار کا مائیک سنبھالا تو ان کی آواز میں بڑی گھن گرج تھی' ان کے جذبوں' ان کے ولولوں کی کوئی حد نہیں تھی لیکن جلد ہی ان کے ولولے' ان کے جذبے آب کھو بیٹھے اور ان کی آواز کی گھن گرج رخصت ہو گئی' اور وہ ایک مردہ دلی کے ساتھ "سات" بجانے میں مصروف ہو گئے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب بے نظیر نے 93ء میں دوسری بار اقتدار سنبھالا تو انہوں نے ایک غیر ملکی ٹیلی ویژن کے نمائندے کو انٹرویو دیا جس میں انہوں نے پاکستان کو پوٹینشل سے بھرپور ملک قرار دیا تھا۔ انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا کہ پچھلے دور اقتدار میں ان سے بہت غلطیاں ہوئیں جن سے انہوں نے بہت کچھ سیکھا اور اب وہ یہ غلطیاں ہرگز نہیں دہرائیں گی انہوں نے اعلان فرمایا پیپلز پارٹی کی انقلابی لیڈرشپ چند ہی ماہ میں ملکی مسائل جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی' قوم کی تقدیر بدل دے گی' ملک کو ایشین ٹائیگر بنا دے گی وغیرہ وغیرہ' وہ کچھ عرصہ تک کوشش بھی کرتی رہیں لیکن 1996ء میں جب ان کے تخت کے گرد بادل چمکتے دکھائی دیئے تو میں نے اسی بے نظیر کو "ہمارے پاس جادو کی کوئی چھڑی نہیں جسے گھمائیں! و رحالات ٹھیک ہو جائیں آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے جس شعبے پر دھیان دیں جس' ڈیپارٹمنٹ کو ہاتھ لگائیں اندر سے بحران ہی بحران نکلتے ہیں فرشتوں کی حکومت بھی آجائے تو وہ بھی اس قوم کو بحران سے نہیں نکال سکتی میرے پاس قوم کے لئے کوئی خوشخبری نہیں قوم قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائے" کہتے سنا اس دور میں جب ہم بے نظیر کے یہ بیانات پڑھتے تھے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھ قہقہہ لگاتے اور کہتے "بی بی سات بجا رہی ہے"

بے نظیر کے بعد میاں نواز شریف ہیوی مینڈیٹ کا ہاتھی لے کر طلوع ہوئے تو وہ بھی بہت "ہوپ فل" تھے آپ ان کی ابتدائی تقریریں نکلوا کر دیکھیں آپ کو جگہ جگہ "ہم قوم کی تقدیر بدل دیں گے' ہم ملک کو ترقی کی شاہراہ پر لے آئیں گے' غربت اور پسماندگی اب چند دن کی مہمان ہے' کرپٹ بیوروکریسی کو سیدھا کر دیں گے' اب کوئی شخص خوشحالی کا راستہ نہیں روک سکتا اور انصاف عوام کی دہلیز پر پہنچائیں گے" جیسے فقرے ملیں گے لیکن دو سال بعد' جی ہاں صرف دو سال بعد ہم نے اسی نواز شریف کو کہتے سنا "ہمارے پاس جادو کی چھڑی نہیں پورا آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے جس شعبے کو ہاتھ لگاتے ہیں اس سے بحران ہی بحران برآمد ہوتے ہیں کرپشن کینسر بن کر اس ملک کے جسم میں پھیل چکی ہے اس گندے نظام کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

اکیلا نواز شریف ٹھیک نہیں کر سکتا قوم آگے آئے اور میرے پاس قوم کو دینے کیلئے کچھ نہیں، قوم قربانی کیلئے تیار ہو جائے وغیرہ وغیرہ، اس وقت ہم سب لوگوں کا تبصرہ ہوتا تھا "اب میاں صاحب سات بجا رہے ہیں"

12 اکتوبر 99ء کے بعد جناب پرویز مشرف اپنی فارن کوالی فائڈ ٹیم کے ساتھ تشریف لائے تو بہت پر امید تھے لوگوں کا بھی خیال تھا، جنرل صاحب ایک پروفیشنل سولجر ہیں ایک کمٹ منٹ کے ساتھ اقتدار میں آئے ہیں للذا ایسی تبدیلیاں ضرور لے آئیں گے جن سے ملک ترقی اور خوشحالی کے ٹریک پر آجائے گا لیکن میں نے کل کے اخبارات میں جب جنرل صاحب کا یہ بیان پڑھا "میرے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں، قوم قربانی کیلئے تیار ہو جائے" تو حیران رہ گیا اور اسی حیرت میں کسی ایسے شخص کی تلاش میں آگے پیچھے نظر دوڑائی جسے بتایا جاسکے اب جنرل صاحب بھی سات بجا رہے ہیں" لیکن بدقسمتی سے قرب وجوار میں کوئی ایسا باذوق شخص نہیں تھا للذا میں نے خود ہی کو بتا کر خود ہی قہقہہ لگادیا بہر حال موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد کوئی اور کارنامہ سرانجام دیا یا نہیں دیا لیکن اس کمال پر یہ داد کی پوری پوری حق دار ہے کہ جس نتیجے پر پہنچنے کے لئے بے نظیر نے اڑھائی اڑھائی سال کے دو اقتدار برباد کر دیئے اور جس فہم اور جس فراست کو چھونے کے لئے نواز شریف کو اقتدار کے پانچ سال جھیلنے پڑے ہمارے موجودہ چیف ایگزیکٹو اس فراست، اس فہم اور اس نتیجے میں صرف چھ ماہ میں پہنچ گئے دس ازاے بگ اچیومنٹ

This is a big achievement

یہ واقعی اس حکومت کی بہت بڑی مہربانی ہے اس قوم پر احسان ہے ورنہ اگر یہ لوگ اس نتیجے پر پہنچنے کیلئے دس بارہ سال لگا دیتے تو ہم ان کا کیا بگاڑ سکتے تھے۔

آثار بتاتے ہیں ان حکمرانوں کا سٹاک بھی ختم ہو چکا ہے یہ بھی سات ہی بجائیں گے للذا قوم کو نہایت ادب اور یک سوئی کے ساتھ اب سات بجنے کا انتظار کرنا چاہئے۔

بشکریہ روزنامہ جنگ

اخذ فیض کا طریقہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض لینا ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں باقی یہ فیض کس طرح حاصل کرتے ہیں؟ ذات سے یا اہل قبور سے۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ وہ پیالہ نہیں کہ بغیر نوش کئے اس کا ذائقہ حاصل ہو جسکو نوش کر کے ذائقہ یا لذت حاصل کرنی مقصود ہو وہ کسی کامل واکمل کا دامن مضبوطی سے پکڑے اور کچھ وقت لگائے شرائط سلوک کے مطابق عمل کرے، پھر خود ظاہر ہو جائے گا۔

(حضرت مولانا اللہ یار خان)

پروفیسر عبدالرزاق کی تصانیف

لغزشیں

مغالطے

ٹھوکریں

والناس

کے بعد نئی شاہکار تصنیف

"الجھنیں" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

اویسیہ کتب خانہ

اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

www.naqshbandiaowaisiah.com

رہبر تصوف کی مہکتی باتیں

حضرت اللہ یار خانؒ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے بانی اور مجتہد فی التصوف ہیں۔ ان کی ایمان افروز باتوں کا یہ مستقل سلسلہ ماہنامہ "المرشد" کے ہر شمارے میں شائع کیا جاتا ہے۔ امید ہے قارئین اور پرانے ساتھی اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائیں گے۔ یاد رہے کہ حضرت اللہ یار خانؒ 1984ء میں دنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔

آج کا مسلمان

آپ نے فرمایا آج کا انسان بڑا دکھی ہے لیکن اس کے یہ سارے دکھ اور پریشانیاں اس کی اپنی پیدا کردہ ہیں اس نے اپنی عقل خداداد سے کام لے کر اپنے گرد وپیش کی دنیا کو تسخیر کرلیا وہ امور کائنات سے آشنا ہے لیکن جتنا وہ خارجی کائنات کی تزئین و آرائش میں آگے بڑھ رہا ہے اور جتنی اس کی نوک پلک درست کررہا ہے اتنی ہی اس کی اندر کی دنیا ویران ہوتی جارہی ہے مشرق و مغرب کے علوم ودانش سے اپنا چراغ فکر روشن کرنا چاہتا ہے اور للچائی نظروں سے اس کی مادی اور میکانکی ترقی کو دیکھ رہا ہے دانستہ یاغیر دانستہ اس کی طرف لپک رہا ہے جلوہ دانش عصر حاضر کے انسان کے عقل ودل ونگاہ کو خیرہ کررہا ہے فرمایا کہ منکرین عصر حاضر اپنی اپنی قوموں کے تمدنی تنزل اور انسان کی تہذیبی پستی کے اسباب و علل کی یافت میں کبھی اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ افسوس کہ آج کے انسان کی زندگی بے مقصد بے غایت ہے وہ ہر طرح کی بے سمتی اور بے جہتی کا شکار ہے بے مقصد و بے جہت زندگی ایک بھیانک خواب ہے جس کے تصور ہی سے انسان کا وجود محشرستان بے قراری ہے مفہوم ومدعا مقصد و غایت کی تلاش اس دور کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اگر انسان اپنے مقصد حیات سے آگاہ ہوجائے اپنے وجود وذات کی معنویت سے آشنا ہوتو اسے وہ راستہ مل سکتا ہے جس کی تلاش میں نوع انسان منزل بہ منزل یہاں تک پہنچتی ہے۔

راہ ہدایت

فرمایا۔ بکھرے ہوئے انسان کے لئے امید کی کرن ہی نہیں بلکہ روشنی کا ایک بے پناہ ذخیرہ اسلام کے پاس موجود ہے یہ نور ہدایت خالق کائنات کی طرف سے نوع انساں کے نام اس کا آخری پیغام قرآن مجید ہے جسے اس نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد عربی صلی اللہ وعلیہ وسلم پر نازل فرماکر قیامت تک کے لئے آنے والی انسانیت کے لئے معیار ہدایت اور مینارہ نور بنادیا ہے۔ جس کی روشنی میں وہ اپنی حقیقت کو پاسکتا ہے اپنی راہ متعین کرسکتا ہے اور اس راہ پر چل کر کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے اس کی عملی تفسیر خود پیغمبر اسلام صلی وعلیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہے اور عملی نمونہ نور حضور نبی کریم صلی وعلیہ وسلم کے صحابہ کرام کی وہ مقدس جماعت ہے جو تعامل دین حق کی جاگتی تفسیر ہے

فرمایا جسے بھی حقیقت کی تلاش ہے جو بھی ہدایت کا طالب ہے وہ اس ستاروں سے اس آفتاب حقیقت کا نور حاصل کرے اس سراج منیر کی ضیاپاشیوں اور فیض رسانیوں کا منظر ان کے آئینہ قلوب میں اوران کی سیرتوں میں منعکس دیکھے اوران ستاروں سے نکلنے والی معرجہ ہائے نور کے جلوہ میں چلے۔اس سراج منیر تک پہنچ جائے اور عرفان حقیقت کا لطف اٹھائے فرمایا آپ صلی وعلیہ وسلم کی نیابت اور خلافت کی صورت انہیں کمال صفات سے حصہ وافر آپؐ کے متبعین اور شاگردوں کو بطور تبعیت و وراثت ملا تو کوئی فقیہ و محدث بنا کوئی مفسر قران ہوا وراثت محبت تزکیہ نفس کے لئے اکیسر قرار پائی کسی کے لئے تعبیر اللہ کے نور کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

تزکیہ نفس

فرمایا۔ قرون معہود بالخیر کے بعد بھی یہ امت ان لوگوں کے وجود سے خالی نہیں رہی بلکہ ہر دور میں لوگ اپنے پیغمبر صلی وعلیہ وسلم کی اس میراث کے امین رہے ہیں اور نسلاً بعد نسل یہ نور منتقل ہوتا چلا آیا اور اسی طرح یہ سلسلہ نظام کائنات کے آخیر تک قائم رہے گا جہاں اس امت کے افراد تلاوت آیات والے فریضہ کی نیابت کا حق ادا کررہے ہیں وہاں تعلیم کتاب و حکمت کی مسند بھی خالی نہیں رہی اسی طرح تزکیہ نفوس والے فریضہ نبویؐ کے وارثین کے وجود مسعود سے بھی اس امت کا دامن کبھی خالی نہیں رہا۔ فرمایا۔ دراصل یہی وہ ذات قدسیہ ہیں کہ جن کا کام سب سے زیادہ

باقی صفحہ نمبر 21 پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

اطاعت صحابہ کرامؓ

خلاف جنگ کی حالت میں رہتے ہیں لیکن عوام

خطاب امیر محمد اکرم اعوان

دار العرفان 24-3-2000

بسم اللہ الرحمن الرحیم
○والسبقون الاولون من المھجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم○التوبہ 100

اللہ کریم کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے دنیا کی زندگی بڑی مختصر بنائی ہے اور حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے چودہ سو سال زندگی بسر کی اور چودہ صدیوں میں اللہ کی نافرمانی کا تصور نہیں ملتا کیسے عجیب لوگ تھے کتنے حوصلے کے لوگ تھے کتنے صداقت شعار اور اللہ کے پیارے بندے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر عزیز چودہ صدیاں ہے ساڑھے نو سو برس کی تبلیغ کے بعد طوفان آیا دنیا غرق ہو گئی پھر سے آباد فرمائی آدم ثانی کہلاتے ہیں مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ وقت رخصت کسی نے سوال کیا کہ حضرت آپ نے دنیا کو کیسا پایا فرمایا لگتا ہے ایک دروازے سے آئے اور دوسرے سے جا رہے ہیں میرے خیال میں بہت بڑا امتحان تھا اتنا طویل عرصہ اس عالم آب و گل میں انسانی ضروریات جسم اور بدن کی خواہشات ضرورتوں اور تمام ان دنیوی نعمتوں میں بسر کرنا اور اللہ کی اطاعت میں بسر کرنا یہ اس کا احسان ہے کہ اب وہ عمریں نہیں ہیں بڑا تھوڑا سا وقت ہے اور پھر دین کی طرف بڑے کم خوش نصیب ہیں جو اوائل عمر میں آتے ہیں۔

دوسری مزے کی بات یہ ہے کہ ہم اپنی عمر بسر کر کے دین کے بارے سوچتے ہیں جب اعضاء جواب دے جاتے ہیں گھٹنے بوجھ سہارنے سے انکار کر دیتے ہیں بینائی کمزور ہونے لگتی ہے پھر ہمیں دین کا خیال آتا ہے عصر کے بعد ہمیں نیکی کا خیال آتا ہے اور پھر عجیب بات ہے کہ عصر سے مغرب کرنا ہمارے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔ ہم شیطان کو الزام دیتے ہیں شیطان ہمیں تنگ کرتا ہے لیکن کیا کوئی یہ بتا سکتا ہے کہ شیطان پر اس نے نیکی کی امید کیوں رکھی ہے۔ شیطان نے تو روز اول سے کہہ دیا کہ میں برائی کروں گا جو میری بات مانے گا اس سے بھی برائی کروں گا۔ اللہ کی نافرمانی جھوٹ اور دوزخ کی طرف دعوت یہ اس کا مشن ہے اور کتنے سادہ ہیں ہم لوگ کہ ہم شیطان سے کسی نیکی کی توقع رکھتے ہیں بے شک شیطان تنگ کرتا ہے بنی آدم کو لیکن ان لوگوں کو جو اللہ سے ناآشنا ہیں جنہیں ایمان کی دولت نصیب نہیں ہے جس روز شیطان نے یہ بات کہی تھی کہ اے اللہ میں تیرے بندوں کو ہر چار طرف سے گھیر لوں گا اور وہ میری بات مانیں گے آپ کی بات نہیں مانیں گے جب رب کریم نے فرمایا تھا کہ میں تجھے دوزخ میں ڈالوں گا اور جو تیری بات سنے گا وہ بھی جہنم میں جائے گا لیکن ایک بات تو بھی سن لے۔

ان عبادی لیس لک علیھم من سلطن جو میرے بندے ہوں گے ان پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا یہ ازل کی باتیں ہیں جب صرف آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا وجود تھا بنی آدم کا وجود نہیں تھا یہ تب کی بات ہے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ شیطان سے اپنا وعدہ نبھایا اور اللہ کریم نے اپنا وعدہ چھوڑ دیا شیطان تو ایک عاجز مخلوق ہے جنوں میں سے ہے وہ جو خالق کائنات ہے بے نیاز ہے قادر مطلق ہے اس کا ارادہ فرمانا چیز کو وجود میں لے آتا ہے۔
واذا ارادشیئا جب کسی چیز کا کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے فیقول لہ کن اسے کہتا ہے ہو جا فیکون وہ ہو جاتا ہے اس نے بھی فیصلہ کر لیا تھا اور اعلان فرمایا تھا ان عبادی "یقینا" جو میرے بندے ہوں گے لیس لک علیھم من سلطن تیرا ان

www.naqshbandiaowaisiah.com

پر کوئی بس نہیں چلے گا۔پھر اگر ہم شیطان کے ہاتھوں نالاں ہیں تو ہمیں شیطان کا شکوہ کرنے کی بجائے اپنے آپ کو تلاش کرنا چاہئے کہ کیا ہم رب کے بندے ہیں بارش آتی ہے اولے برستے ہیں برف گرتی ہے تولوگ چھت تلاش کرتے ہیں جو چھت کے نیچے آجائے اسے تو بارش کچھ نہیں کہتی اگر شیطان ہمیں پریشان کرتاہے توہمیں اپنے آپ کو تلاش کرنا چاہئے کہ کیاہم بارش میں کھڑے ہیں تو پھر بارش کا قصور کیاہے کہ ہمیں گیلا کررہی ہے اور اگر چھت کے نیچے ہیں تو وہ چھت تو قادر مطلق کی ہے وہ تو بڑی مضبوط ہے اس میں سے تو قطرہ نہیں ٹپک سکتا مسلمان نام ہی اس بات کا ہے شیطان کے گروہ سے نکل کر رب العالمین کے اطاعت گذاروں میں شامل ہوجائے یہی اسلام ہے اور مسلمان جب اپنے اسلام کا اقرار کرتاہے تو اس کی تعریف رب کریم فرماتے ہیں۔

تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر وہ دوسروں کو نیک کاحکم کرنے والا اور برائی سے روکنے والا ہے خود بدکاری میں غرق نہیں رہتا تامرون بالمعروف نیکی کابھلائی کا حکم دیتے ہیں اور حکم دینے کے لئے قوت چاہئے ہوتی ہے درخواست کرنے میں اور حکم دینے میں بڑافاصلہ ہے حکم دینے کے لئے حکم دینے کی قوت اور طاقت چاہئے ہوتی ہے اور مسلمان کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ایک قوت بن کرابھرتاہے جو نیکی کاحکم دیتی ہے وتنھون عن المنکر اور ظلم سے برائی سے روک دیتی ہے وتومنون باللہ یہی شان ہے ایمان باللہ کی۔

اب یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم عمریں بسر کرچکے پانچ پانچ چھ چھ دس دس سال بارہ بارہ بیس بیس سال اہل اللہ کے ساتھ اللہ اللہ کرنے میں بھی گذارے اور پھر ہم کہتے ہیں جی گناہ نہیں چھوٹتا شیطان تنگ کرتاہے بھئی اتنی رشتہ داری ہے توپھراس تکلف کی کیا ضرورت ہے ادھرہی رہو اگر نہیں چھوڑسکتے تو ادھروہ کربھی دیکھ لو یہ تو چند دن کی بات ہے فیصلہ سامنے آنے والا ہے اگر شیطان اتنا عزیز ہے کہ چھوڑانہیں جاسکتا تو پھرادھررہ کردیکھ لو چونکہ ادھرتوکوئی قبول نہیں کرے گاجب تک ہم شیطان کو چھوڑ نہیں دیں گے۔اللہ کریم نے مسلمانوں کی تین جماعتیں بتائی ہیں ان تین جماعتوں میں جو نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

امام شافعیؒ بیت اللہ میں تشریف فرماتھے کسی نے ان کے سامنے حضرت عثمان ذوالنورینؓ پر اعتراضات پیش کئے آپ نے پوچھاکہ تم مہاجرین میں سے ہو اس نے کہاکہ حضرت مہاجرین کا زمانہ توگذرگیامیں تو آج کا آدمی ہوں فرمایا پھر انصارمیں سے ہو حضرت مہاجرین وانصار کاتو ایک ہی زمانہ ہے وہ عہد تو گیامیں تو آج کااس عہد کا بندہ ہوں فرمایاپھر مسلمانوں کے تین گروہ ہیں مہاجرین انصار اور تیسرے وہ جو ان کا اتباع کرتے ہیں خلوص دل سے ۔تم مہاجر بھی نہیں انصار بھی نہیں اور تمہیں ان پر اعتراض ہے اس کا مطلب ہے تم ان کی اطاعت کرنے والوں میں سے بھی نہیں تو تم تو مسلمان ہی نہیں ہو میں تمہارے سوالوں کا جواب کیوں دیتاپھروں اگر تمہیں حضرت عثمانؓ جیسی ہستی پر اعتراض ہے تو اس کا مطلب ہے تم تیسرے گروہ میں بھی نہیں جوان کانقش قدم دیکھ کرچلتاہے توتم تو مسلمان نہیں ہو تمہیں جواب دینے کی کیا ضرورت ہے کیافائدہ تم بیت اللہ میں کیالینے آئے ہو۔

یہ تین گروہ ہیں ایک وہ جنہیں ہجرت نصیب ہوئی آقائے نامدار ﷺ کے ساتھ انہیں قرآن کہتاہے السبقون الاولون سب سے سبقت لے جانے والے اور پہلے پہلے مسلمان سب سے اعلی درجے کے مسلمان سب سے اچھے مسلمان سب سے بہترین اللہ کے بندے اور دوسرے وہ جنہوں نے نصرت کی محمد رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ میں ایک گروہ ہے مہاجرین کا فرمایا دوسرے انصار اور ان کے بعد ان کے زمانے سے لے کر قیامت تک آنے والوں میں ایک گروہ ہے۔

والذین اتبعوھم باحسان جس نے خلوص دل سے صدق دل سے مہاجرین اور انصار کی پیروی کی اطاعت نبی کی فرض ہوتی ہے غیر نبی کی اطاعت کہیں کسی امت میں فرض نہیں رہی نبی مطاع ہوتاہے اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔

ومن یطع الرسول فقداطاع اللہ جس نے رسول اللہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور یہ مہاجر وانصار تو رسول نہیں ہیں یہ تو صحابہ کرام ہیں ان کی اطاعت کیسے فرض ہوگئی ان کی اطاعت اور ان کے اتباع کے بغیر تو فرمایا اللہ کی رضانصیب ہی نہیں ہوسکتی اللہ ان تین گروہوں پر راضی ہے مہاجرین پر انصار پر والذین اتبعوھم باحسان جس نے خلوص سے ان کی پیروی کی اتباع کیا۔

رضی اللہ عنہم و رضوانہ اللہ اس سے راضی ہے اور اسے اتنا دے گا کہ وہ بھی اللہ سے راضی ہوجائے گا وہ کہہ اٹھے گا کہ بس کر بار الہا بس کر۔یہ رسول تو نہیں ہیں یہ تینوں صحابی ہیں لیکن قرآن گواہ ہے کہ یہ فنافی الرسول ﷺ ہیں اسے کہتے ہیں فنافی الرسول ﷺ کہ اس بندے کا ہر عمل عمل نبوی ﷺ کی دلیل بن جائے اس کی ذات درمیان میں سے نکل جائے یہ مقام ہے جسے کہتے ہیں فنافی الرسول ﷺ کہ اس کی ذات رسالت پناہی ﷺ کے سامنے ختم ہوگئی اس کا عمل اس کا عمل نہیں ہے اس کی بات اس کی بات نہیں ہے اس کا کام اس کا کام نہیں ہے مہاجرین صحابہ اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتباع اس لئے فرض ہوگیا کہ وہ اتباع ان کا نہیں وہ اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اصحابی کالنجوم یہ میرے صحابہ جو ہیں ستاروں کی مانند ہیں فبایھم اقتدیتم اھتدیتم تم جس کسی کا دامن تھام لوگے تم جس کسی کا دامن تھام لوگے ہدایت پاجاؤ گے صحابہ بھی انسان تھے غیرنبی تھے ان میں اختلافات بھی تھے جو اختلافات تھے صحابہ میں انہیں اصطلاح میں مشاجرات صحابہ کہتے ہیں مشاجرہ شجر سے نکلا ہے جس طرح درخت کی شاخیں ایک دوسرے میں الجھ جاتی ہیں اسے مشاجرہ کہتے ہیں مشاجرات صحابہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کا اختلاف میری امت کے لئے رحمت ہے جس طرح شجر کی ٹہنیاں الجھ جاتی ہیں تو سایہ دار ہوجاتا ہے اس کا سایہ گھنا ہوجاتا ہے اسی طرح صحابہ کا اگر کسی مسئلے پر اختلاف ہے تو سارے، حق پر ہیں فرمایا جس کے پیچھے چل پڑو گے تمہیں مجھ تک لے آئے گا صحابہ میں کوئی اختلاف ثابت نہیں ہوتا جس سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام خفا ہوتے صحابہ کے اختلاف کی ایک مثال ہے۔

کہ غزوہ خندق سے جب واپسی ہوئی آج تو ہم نے جہاد کی تعبیریں بھی نئی نئی نکال رکھی ہیں اور جہاد بھی چندے جمع کرنے کا ایک خوبصورت بہانہ بن گیا ہے لوگ اپنے بیٹوں کو امریکہ پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں اور میرے اور آپ کے بچوں کو سکول سے بھگاکر جہاد پر بھیج دیتے ہیں جہاد وہ تھا کہ ایک طرح سے سارا عرب امڈ پڑا تھا اور تین ہزار کی آبادی تھی مدینہ منورہ آج کا مدینہ منورہ نہیں تھا کچے گھروندے تھے جو کبھی اگر مدینہ منورہ کی زمین کھودی جائے تو نیچے سے نکلتے ہیں بہت نیچے رہ گئی ہے نئی تعمیرات ہو رہی تھیں تو بہت نیچے گھر نکلتے تھے اور مہینے سے اوپر محاصرہ رہا مدینہ منورہ کا اور سینہ سپر رہے تھوڑے سے مٹھی بھر لوگ پورے قبائل عرب کے مقابلے میں کفار ناکام ہو کر بھاگے نبی علیہ الصلوۃ والسلام واپس تشریف لائے پینتیس یا سینتیس دن کے قریب محاصرہ رہا آپ ﷺ نے خود مبارک اتارا اور سراقدس پر چلو سے پانی ڈالا آپ ﷺ ابھی زرہ کھولنے کا ارادہ رکھتے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے سلام عرض کیا اور عرض کیا کہ اللہ کا حکم ہے کہ بنو قریظہ تشریف لے جائیے یہودیوں کا فیصلہ آج ہی ابھی اسی وقت کیجئے ستانے کی اجازت نہیں حضور ﷺ نے اعلان کرادیا عصر کی نماز قریب تھی اور وہی لوگ تھے جو مہینے سے زائد کے تھکے ہارے خندق سے لوٹے تھے جنہوں نے پیٹ پر پتھر باندھ کر اور سخت سردی میں بغیر کسی کمبل کے بغیر کسی چادر کے میدان میں گذار کرکے مقابلہ کیا تھا انہی کو حکم ہوا کہ عصر بنو قریظہ جاکر پڑھی جائے کسی نے وجہ نہیں پوچھی کسی نے تفصیل نہیں پوچھی کیوں پڑھی جائے کل چلے جائیں گے آج بہت تھک گئے ہیں بنو قریظہ بھی یہیں ہیں ہم بھی یہیں ہیں ہفتہ بعد ہوجائے گی مسلمانی وجہ پوچھنے سے نہیں ہے مسلمانی تعمیل ارشاد سے ہوتی ہے جب حکم ہوگیا چل پڑے اب راستے میں عصر کا وقت ہوگیا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ عصر بروقت ادا کی جائے آخر وہاں پہنچ کر بھی ادا کرنی ہے دوسروں نے کہا کہ نہیں نبی علیہ الصلوۃ نے فرمایا عصر وہاں پہنچ کر پڑھو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

راستے میں نماز نہ پڑھو مقصد یہ ہے کہ بلا تاخیر وہاں پہنچو تو نماز تو وہاں بھی ادا کرنی ہے اسے موخر کرنے کی کیا ضرورت ہے تو دو دھڑوں میں بٹ گئے کچھ لوگوں نے راستے میں عصر بروقت ادا کرلی اور دوسروں نے تاخیر سے وہاں پہنچ کر ادا کی خود نبی رحمت ﷺ جب جلوہ افروز ہوئے تو سب سے پہلے یہی مقدمہ پیش ہوا کہ حضور ﷺ کچھ لوگوں نے تو راستے میں نماز پڑھ لی تھی اور کچھ لوگوں نے یہاں پہنچ کر پڑھی آپ ﷺ مسکرادیئے گویا دونوں کا جو مسلک تھا قبول فرمایا دونوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق بات سمجھنے کی کوشش کی اور خلوص سے کی اور اتباع کی کوشش کی اب دونوں جماعتوں میں سے جس کا دامن تھام لو دونوں ہدایت پر ہیں۔

مشاجرات صحابہ یا جنہیں اختلافات کہا جاتا ہے یہ سارے اس قسم کے ہیں اس سے آگے کوئی نہیں اس لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا صحابی کا نجوم میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں فبایھم اقتدیتم اھتدیتم تم جس کا دامن تھام لوگے جس کی پیروی اختیار کرلوگے ہدایت پاجاؤ گے آج بھی ہمارے لئے نبی علیہ الصلوۃ کی اطاعت کا نمونہ مہاجرین وانصار ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہیں آج بھی مسلمانی کا معیار وہی لوگ ہیں آج بھی عمل کا معیار وہی لوگ ہیں آج بھی کردار کی سند وہی لوگ ہیں اور قیامت تک وہی رہیں گے آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ جتنے باطل فرقے وجود میں آ۔۔ سب نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین پر تنقید کی عبداللہ ابن سبا سے لے کر قادیانی ملعون تک جتنے خلاف اسلام فرقے ہے یا اس کے بعد جو فتنہ پرویزیت آیا جتنے بھی اسلام کے نام پر جتنے کفر ایجاد ہوئے سب نے اپنی توپوں کا رخ صحابہ کرام کی طرف موڑا! سب نے صحابہ کرام پر اعتراض کئے کیوں عظمت صحابہ مجروح ہوجائے تو اسلام مجروح ہوجاتا ہے اسلام ثابت نہیں ہوتا صحابہ کرام کو درمیان سے نکال دو تو آپ ثابت نہیں کرسکتے کہ محمد رسول ﷺ اللہ کے نبی تھے آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تھا آپ ثابت نہیں کرسکتے کہ یہی قرآن ہے آج بھی میں اور آپ اسلام کی حفاظت نہیں کررہے اللہ یہ کام آج بھی صحابہ کرام سے لے رہا ہے آج بھی انہی کے وجود مقدس اسلام کا قلعہ ہیں اس لئے جو حملہ آور آتا ہے انہی کی عظمت پر حملہ کرتا ہے مجھے آپ کو کون پوچھتا ہے ہم رہیں نہ رہیں کیا فرق پڑے گا اسلام میں ہمیں کوئی نیک کہے یا بدکار کہہ دے اسلام کا کیا بگڑے گا کچھ بھی نہیں لیکن صحابہ کی صداقت مجروح ہوجائے تو سارا اسلام مجروح ہوجاتا ہے قرآن کو قرآن ثابت کرنا ممکن نہیں رہتا اعلان نبوت اور نور نبوت کا ثبوت ممکن نہیں رہتا صحابہ کرام کے علاوہ تو پھر مشرکین اور کفار رہ جاتے ہیں تو کیا مشرک اور کفار شہادت دیں گے اللہ کی توحید کی نبی علیہ الصلوۃ کی نبوت کی قرآن کی کتاب الٰہی ہونے کی تو کافر کی شہادت تو اس کے خلاف ہوگی اور اس کے حق میں ہو تو قابل قبول بھی نہیں ہے اگر وہ اسے حق سمجھتا تو خود کافر کیوں رہتا لیکن یہ مت بھولیے کہ آج بھی ہمارا معیار صداقت وہی ہیں ہم کمزور سہی ہمارا کردار کمزور سہی لیکن ہم سے خلوص کی توقع اسی کی جارہی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کو نصیب تھا آج بھی اللہ سے وہی تعلق چاہئے جو صحابہ کرامؓ کو نصیب تھا آج بھی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی وہی محبت وہی عشق وہی الفت وہی رشتہ چاہئے جو صحابہ کرام کو نصیب تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے باقی کوئی پیری فقیری نہیں ہے کوئی بزرگی نہیں ہے کوئی مولویت نہیں ہے سب ڈھونگ ہے سارا کمال ساری بزرگی ساری پیری یہ ہے کہ اللہ کے ان بندوں کی پیروی کرلی جائے اور وہ تو اس طرح کے لوگ تھے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس راستے سے عمر آرہا ہو شیطان راستہ بدل لیتا ہے وہ تو اللہ کے ایسے بندے تھے کہ صحرائے عرب سے اٹھے اور دنیا کے دوسرے کونے تک شیطان اور شیطنیت کا انہوں نے تعاقب کیا اور صدیوں اور ہزارہا برس کے کفر مٹا کر وہاں اللہ کی توحید سے دلوں کو منور کیا دنیا کے تاریک اور سیاہ دلوں کو نور نبوت سے روشن کیا نور الٰہی اور انوارات الٰہی سے روشن کردیا وہ کیسے عجیب لوگ تھے کہ صحابہ کرام کی یہ کرامت آج اور اس صدی میں بھی موجود ہے کہ جتنا رقبہ زمین کا صحابہ کرام نے فتح کیا تھا تب سے لے کر اب تک وہاں پر کفر پھر ریاست نہیں بنا سکا یہ جو آپ کی چھپن ریاستیں جنہیں آپ اسلامی

ریاستیں کہتے ہیں یہ میں نے آپ نے یا آج کے لیڈروں نے نہیں بنائیں یہ وہ علاقے ہیں جو صحابہ کرامؓ نے فتح کئے تھے آج تک اس پر کفر کی حکومت قائم نہیں ہو سکی کیسے عجیب لوگ تھے۔

آج ہماری مسلمانی یہ ہے کہ آدھی ڈاک تو ہوتی یہ ہے کہ جی شیطان غالب ہے جی شیطان غالب ہے تو میں کیا کروں بھائی اگر تو آپ اللہ کی پناہ میں ہیں تو شیطان غالب نہیں آسکتا اور اگر آپ اس سے باہر ہیں تو میں بھی آپ کے لئے کچھ نہیں کر سکتا میری کیا حیثیت ہے اگر تو کوئی اپنے آپ کو عبادی میرے بندے جنہیں وہ کہتا ہے ان عبادی یقیناً" جو میرے بندے ہوں گے لیس لک علیهم من سلطن ان پر تیرا بس نہیں چلے گا تو بھونکتا رہے گا کتے کی طرح تیری بات کی پرواہ نہیں کریں گے ہاں ہم یہ کر سکتے ہیں کہ وہ دروازہ بتائیں کہ آپ کو وہ راستہ بتائیں آپ کو وہ جگہ بتائیں آپ کو آپ جانا چاہیں تو آپ کو ساتھ لے کر چلیں لیکن جو رسے تڑانا چاہتا ہے وہ نہ مجھ پر احسان کرے نہ اسلام پر احسان کرے نہ قرآن پر احسان کرے اور نہ خدا پر اپنا احسان رکھے یہ اللہ کا احسان ہے کہ وہ کسی کو نور ایمان عطا کردے یہ ہمارا احسان نہیں ہے کہ ہم نے کلمہ پڑھ لیا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ پر احسان نہ کیا کرو کہ ہم مسلمان ہو گئے بل الله یمن علیکم اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں مسلمان ہونے کی توفیق دی اتنا عرصہ ہو گیا جی نمازیں پڑھتا ہوں ذکر کرتا ہوں کاروبار میں نقصان ہو گیا تو کیا آپ نے اللہ سے سودا کر رکھا تھا کہ میرے کاروبار میں نفع ہو گا تب میں تمہیں رب مانوں گا نقصان ہو گا تو نہیں مانوں گا۔ آپ رب العالمین کو میاں نواز شریف نہ بنائیے کہ مجھے کچھ دیں گے تو میں آپ کو ووٹ دوں گا نہیں دیں گے تو میں بھی بے نظیر کے کیمپ میں چلا جاؤں گا وہ رب العالمین ہے وہ نواز شریف نہیں ہے اسے آپ کی سوداگری کی ضرورت نہیں ہے وہ آپ کا محتاج نہیں ہے اسے میرے سجدوں کی اور آپ کی سبیحات کی کوئی احتیاج نہیں ہے نہ میرے اور آپ کے انکار کرنے سے اس کی عظمت میں رائی برابر فرق آتا ہے اپنے آپ کو تلاش کیجئے جس بندے کو اپنا آپ ہی نہ مل رہا ہو کوئی اس کی کیا مدد کرے گا اپنے آپ کو ڈھونڈیے دنیا کے دانشور بنتے ہیں پوری دنیا کو نصیحتیں کرتے ہیں اور خود کو گم کیا ہوا ہے خود کو تلاش کرو اور خود کو ڈھونڈ کر پہچانو کہ تم کہاں کھڑے ہو کس کیمپ میں کھڑے ہو کیوں شیطان غلبہ پالیتا ہے کہاں کھڑے ہو کہ شیطان ہماری گردنوں پہ سوار ہو جاتا ہے اگر ہم اللہ کے بندوں میں آجائیں تو پھر تو اللہ ذمہ دار ہے وہ کہتا ہے کہ میرے بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا پھر شیطان کیا بگاڑ سکتا ہے شیطان کو مسلمان سے ڈرنا چاہئے مسلمان کو شیطان سے نہیں اسلام یہ ہے کہ شیطان کو فکر ہو کہ یہ بندہ مجھے پریشان کرے گا یہ بندہ میری محفلیں اجاڑے گا جہاں یہ جائے گا وہاں میری رونقیں ماند پڑیں گے یہ فکر شیطان کو ہونی چاہئے یہ کون سی مسلمانی ہے کہ جی شیطان سے چھڑالو چھڑالو اگر کسی کو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ﷺ شیطان سے چھڑا نہیں سکا تو پھر شاید اس نے دل سے کلمہ ہی نہیں پڑھا زبان تو الفاظ ادا کردیتی ہے

زبان نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اگر دل اس حقیقت کو قبول نہ کرے تو کیا فائدہ اس کا حاصل کیا ہو گا اور دل کیسے قبول کرے جب دل خود زندہ نہ ہو جب دل خود بیدار نہ ہو جب دل میں خود احساس و شعور نہ ہو۔ اللہ بڑا کریم ہے اور اس کی رحمت بے پایاں ہے ان حقائق کی ہمیں خبر ہو گی جب ہم تم اکٹھے ہوں گے میدان حشر میں اللہ سب کو سلامتی سے لے جائے گا وہاں جاکر پتہ چلے گا کہ اللہ کے احسانات کتنے ہیں اس عہد میں جس میں کفر دندنا رہا ہے جس میں معیشت میں سود اور خوراک میں خنزیر لازمی حصہ ہے اس زمانے میں اللہ کریم نے ہم جیسے ناکارہ لوگوں کو ایسا عظیم شیخ عطا فرمایا جس نے بارگاہ نبوت کی باتیں کرنے کی جسارت عطا کی جس نے ہم سے فنافی الرسول کے دعوے کرائے جس نے ہمیں یہ جرات بخشی کہ ہم خود کو ذاکر کہنے لگے تو کیا اللہ کی ان سب نعمتوں کا جواب یہی ہے کہ ہم کہہ دیں جی کہ ہم سے تو شیطان نہیں چھوٹتا ذرا اس کی بے نیازی پہ بھی نگاہ رہے اگر اس نے کہہ دیا نہیں چھوٹتا تو ادھر ہی رہ جاؤ پھر۔

مجھ سے وہ روایتی پیروں والا تعاون نہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

مانگا کریں جو کرو پیر صاحب کہہ دیں خیر ہے تم کئے جاؤ دعا کریں گے ایسا مجھ سے نہیں ہو گا میں نہ پیر ہوں اور نہ پیروں والا تعاون کوئی مجھ سے مانگا کرے اور نہ توقع رکھے جو اصلاح چاہتا ہے جو ذکر چاہتا ہے جو قرب الٰہی کا طالب ہے جو نسبت اویسیہ کا خواہشمند ہے وہ آئے محنت کرے عطا رب العالمین نے کرنا ہے جو ہمارے ذمہ ہے وہ ہماری ذمہ داری ہے کسی پر احسان نہیں ہے وہ ڈیوٹی ہے ہماری اور ہمیں کرنی ہے اور اگر وہ بھی ہو سکے تو بڑا احسان ہے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے بڑی سیدھی سڑک ہے دو گروہ اس پر سے گزر گئے اور تیسرا گروہ بھی پندرھویں صدی میں داخل ہو رہا ہے پندرہ سو سال آگے قافلے جا رہے ہیں ویران سڑک نہیں ہے بڑی آباد ہے اس پر محمد رسول اللہ ﷺ کے نقوش پا ہیں جو سورج سے زیادہ روشن ہیں اسی پر صحابہ کرام میں مہاجرین وانصار اور اس پر گزشتہ چودہ صدیوں کا وہ ایک عظیم مسلمانوں کا قافلہ ہے اللہ کے بندوں کا اس پر چلنا ہے ہمیں تو ہم ایک دوسرے کا ہاتھ تھام سکتے ہیں اور خدانخواستہ عملی زندگی میں اگر ہم اس طرف نہیں آ سکتے تو کسی کی چیخ و پکار کسی کے کام نہیں آ سکتی۔

نوح علیہ السلام اللہ کے نبی آدم ثانی تھے انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا جس دن طوفان آیا کہ آج کم از کم آج تو میری بات مان لے اور آج میری کشتی پہ آ جاؤ اس نے کہا نہیں ساوی الی جبل میں تو اس پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا و یعصمنی من الماء پانی کتنا اوپر جائے گا یہ تو بہت بلند پہاڑ ہے اس پہ چڑھ جاؤں گا پانی سے مجھے بچا لے گا لیکن جب پہاڑ بھی ڈوبنے لگا تو شفقت پدری میں نوح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ جیسا بھی ہے میرا بیٹا تو ہے تو نے میرے وجود کا حصہ بنایا ہے اور تیرا وعدہ تھا کہ تیرے گھر والوں کو بچاؤں گا اللہ اسے بچا لے فرمایا ان ابنی من اھلی آپ کا وعدہ تھا اللہ تیری اہل کو بچاؤں گا تو بیٹا تو سب سے پہلے اہل ہوتا ہے اللہ نے فرمایا انہ لیس من اھلک وہ آپ کا کچھ نہیں لگتا کیوں انہ عمل غیر صالح اس کے اعمال غیر صالح ہیں بدکار کسی نبی کا رشتہ دار نہیں ہوتا مخالف کیمپ کا آدمی ہے آپ کا نہیں ہے آپ کا کچھ نہیں لگتا آپ کے مخالف کیمپ کا بندہ ہے اگر سگے بیٹے کے لئے نوح علیہ السلام کو یہ جواب دیا جا رہا ہے بلکہ اللہ نے منع فرما دیا تھا کہ آئندہ آپ اس طرح کی دعا نہیں فرمائیے گا میں اور آپ کس حیثیت میں ہیں کہ ہمارے لئے کوئی پیچھے آئے گا ہمارے پیچھے کوئی نہیں آئے گا ہماری حیثیت ہی کوئی نہیں ہماری کوئی قیمت ہی نہیں ہم ہیں کیا کچھ بھی نہیں جو دم باقی ہیں اپنے آپ کو تلاش کرو اور خود کو اس بیڑے میں لے آؤ جو محمد رسول اللہ کا ہے خود کو اس کشتی کا سوار ثابت کرو جو محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے خود کو اس قافلے کے نقش پا پہ لے آؤ جو چودہ سو سالوں سے رواں ہے اس کے باہر کوئی جائے پناہ نہیں ہے اللہ کریم مجھے بھی آپ کو بھی توفیق عطا کرے کہ ہم اس صحیح راستے پر زندہ رہ سکیں اسی پر اللہ موت دے اور اللہ انہی لوگوں کے ساتھ حشر کرے۔

دعائے مغفرت

سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی ماسٹر نذیر احمد (ملتان) روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئے۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ضرورت اکاؤنٹنٹ

دار العرفان منارہ ضلع چکوال کے لئے ایک تجربہ کار اکاؤنٹنٹ کی ضرورت ہے۔ سلسلہ کے حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہش مند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر درخواست بمعہ اسناد (فوٹو کاپی) بھیج دیں۔

پرنسپل، صقارہ اکیڈمی منارہ، ڈاک خانہ نور پور، ضلع چکوال

www.naqshbandiaowaisiah.com

نرگ پتر

تحریر رفیق عالم

پوجے بابو جی اور ماں جی!

نمسکار .... میں جانتا ہوں کہ پچھلے کئی دنوں سے آپ سب کو میرے بارے میں بھی بہت چنتا ہو رہی ہو گی ہو سکتا ہے کہ آرمی والوں نے بھی آپ سے پوچھ تاش کری ہو پریشان کیا ہو' اس کے لئے میں شما چاہتا ہوں پرنتو میں نہیں جانتا کہ یہ پتر بھی آپ تک پہنچ جائے گا کہ نہیں اور فوج کی ایجنسی کی کیا کیا چھان پن کرے گی۔ پھر بھی اک آس آسرے یہ پتر لکھ رہا ہوں۔

ماں جب کشمیر میں پہنچا تو بہت خوش تھا۔ دھرتی پر موجود اس سورگ کو دیکھنا چاہتا تھا لیکن مجھے سری نگر جانے کا موقع نہیں مل پایا مجھے کپواڑہ بھیج دیا گیا تو میری ڈیوٹی کمپنی کمانڈر کے ساتھ لگ گئی یہ جگہ اور اس جگہ کے لوگ بہت اچھے ہیں ماں' پر یہاں بہت بھرشٹاچار ہو رہا ہے ہماری سینہ کے افسر اور جوان جب چاہیں جہاں من چاہے گھس جاتے ہیں انہیں کسی کی

آ گیا کی ضرورت نہیں وہ یہاں کے لوگوں کا اپمان کرتے ہیں۔ گھروں اور دکانوں پر لوٹ مار کرتے ہیں وہ وہاں آگ لگا دیتے ہیں چند روز پہلے انہوں نے پٹن میں سو کے لگ بگ دکانوں کو جلا ڈالا ماں مجھے یہ بات لکھتے ہوئے لاج آتی ہے کہ ہماری سینہ والے یہاں کے نوجوانوں کو گولی مار دیتے ہیں یہ ان کے شریر کے انگ توڑ کے انہیں بیکار بنا ڈالتے ہیں جوان لڑکیوں کو اٹھالے جاتے ہیں' ان کی اجت برباد کرتے ہیں اور اپنے آپ کو سورما کہتے ہیں میرے پاس تو ایسے شبدھ نہیں جن سے میں بتا سکوں گزرے چھ مہینے کے سمے میں میں کیا کیا کچھ دیکھا ماں' ان ظالموں کو پوچھنے والا کوئی نہیں جس روز وہ گھٹنا گھٹی جس کے کارن مجھے بھگانا پڑا میں اپنے کمپنی کمانڈر کے کیمپ پر ڈیوٹی دے رہا تھا رات کو ایک کپتان اور دو سینک کسی جوان لڑکی کو زبردستی جیپ میں اٹھا کر لے آئے وہ سامنے سے گزرے تو مجھے لگا جیسے وہ "کامنی" کو لے کے جا رہے ہوں اس لڑکی کا نام آمنہ تھا اس کا چہرہ قد کاٹھ بالکل اپنی "کامنی" ایسا تھا پر حالات میں بڑا انتر تھا اسوقت کامنی اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ گھر میں بیٹھی ہنس کھیل رہی ہو گی ٹی وی ڈرامہ دیکھنے میں لگن ہو گی یا سہیلیوں کے سنگ گپ شپ کرتی ہو گی پرنتو وہ لڑکی کمپنی کمانڈر کی غلط زبان اور گندی نظروں کا نشانہ بنی تھی میرا من کرتا تھا آگے جاؤں اس کے ننگے سر پر چنری ڈالوں اور کہوں تو بھی میری کامنی ہو پر میں کائر تھا شائد میں ایسا کچھ نہ کر سکا اگلے روز وہاں کے مسلمان اس لڑکی کا جنازہ اٹھائے قبرستان جا رہے تھے بھارتی سینہ کے وردھ نعرے لگا رہے تھے پرارتھنا کر رہے تھے کہ ان پر اسکا شراپ گرے۔ میرے کانوں اس لڑکی کی وہ بھیانکر چیخیں گونجنے لگیں جو پچھلی رات میرے اندر کے منش کو جگا نہیں پائی تھی۔ ماں' مجھے یوں لگا کسی نے میری کامنی کے ساتھ بلادکار اور ہتھیاچار کیا ہو میں بہت پریشان رہا اس رات میں پھر ڈیوٹی پر تھا کمپنی کمانڈر اس کیپٹن کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا تھا اور بڑے پٹکار کے ساتھ اس لڑکی کے بارے میں گندی گندی باتیں کر رہا تھا اس کی باتیں سن کر دونوں سینک بھی ہنس رہے تھے میں یہ سب سہن نہیں کر پایا۔ اور گن ہاتھ میں لے کر کمپنی کمانڈر کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

کیا بات ہے جوان؟ اس نے مجھ سے پوچھا

"آپ اچھا نہیں کر رہے سر!" میں نے کہا۔

"کیا اچھا نہیں کر رہے؟" اس نے شراب کا گلاس میز پر رکھتے ہوئے مجھے گھورا اس کا پربھاؤ بدل گیا تھا۔

آپ آتنک وادیوں سدے لڑیں ان عورتوں اور شہریوں کو کیوں مارتے ہیں؟

"شٹ اپ" اس نے غصے میں کہا "ہم نے جو

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرنا ہے کیول وہ ہم کر رہے ہیں اور سنو تمہارا کام مجھے بھاشن دینا نہیں' میرے آرڈر پر لیس سر ہنا ہے سمجھے" اس کے ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے مجھے چلے جانے کو کہا مجھے لگا جیسے اس نے کہا ہو جاؤ دفع ہو جاؤ۔ باسٹرڈ میرا خون گرم ہو گیا میں نے اپنی گن سیدھی کر لی اور ایک منٹ سے بھی کم سے میں کمپنی کمانڈر اس ساتھی کپتان کو اور ان کے دونوں پالتو چمچوں کو نرگ بھیج دیا اس کے بعد میں وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

ماں' میں جانتا ہوں کہ اس سے بھارتی سینہ کے سپاہی شکاری کتوں کی طرح میری ڈھونڈیا کرنے میں لگے ہونگے۔ پرنتو مجھے اتنا وشواش بھی ہے کہ میرے تک پہنچ پانے سے پہلے وہ لوگ خود چھاپہ ماروں کی گولیوں کا نشانہ بن جائیں گے یہاں بھگوان ان کا کسی اور طریقے سے انت کر دے گا دو مہینے پہلے سری نگر میں بھی ایک جوان نے اپنے افسر کی ہتھیا کر دی تھی بلکہ گولیاں مار مار کر اسکی شکل بگاڑ دی تھی اور اسی لائق تھی وہ مانش نہیں تھا۔ اول درجے کا حرامی جالم ہتیارا بالکل را دن تھا' رادن۔ روزانہ اپنے گھر والوں کو یاروں دوستوں کو فون کرتا تھا پر اپنے سپاہیوں کو فون کرنے نہیں دیتا تھا اور نہ ہی ان کے ماں باپ بہن بھائیوں بیوی بچوں اور دوستوں متروں کے پتر' ان کو پہنچ پاتے تھے۔ وہ کہتا تھا ایسا ہونے سے سپاہی اداس اور کائر ہو جاتے ہیں وہ کسی کی منت سماجت بھی نہیں مانتا تھا اصل میں وہ سب کو دکھ دے کر خوش ہوتا تھا لگتا تھا اسے دیا کے شبد ھ کا پتہ ہی نہیں تھا پھر ایک سینک نے تنگ آکر اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا اور بھاگ گیا شاید وے بھی میری طرح کسی طرح چھپ کے بیٹھا ہو گا ماں میں نہیں جانتا کہ میں گھر لوٹ پاؤں گا یا نہیں لیکن میں تمہیں ایک سچ بتانا چاہتا ہوں یہاں کشمیر میں بہت جلم ہو رہا ہے ہمارے نیتا کہتے ہیں کہ کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے اگر یہ دھرتی ہماری بھارت' ماتا کا اٹوٹ انگ ہے تو یہاں بسنے والے کون ہیں اگر وے لوگ ہندوستانی ہیں تو ان پر ایسا جلم کیوں اگر ان کی کوئی مانگے ہیں تو پوری کی جائیں جلم سے تو کسی کا من جیتا نہیں جائے اگر دے لوگ ہندوستانی نہیں تب پرنتو کشمیر بھی بھارت کا انگ نہیں ہے بلکہ وہ اصل میں ان لوگوں کی جنم بھومی ہے' ان کا دیش ہے اور ہم ہم ہندوستانی وہاں بدیشی اور اجنبی ہیں جو گولے بارود کے زور پر علاقے کو ہتھیانا اور لوگوں کو غلام بنانا چاہتے ہیں۔ پوچھے ماں' ہم نے کارگل میں مار کھائی اور اب ہمیں یہاں بھی مار پڑ رہی ہے پچھلے دس سالوں سے کشمیر کی جنت میں خون کی برکھا نے سب کچھ سرخ کر رکھا ہے اس سال کی سردی تو سب سے زیادہ خونی سردی ہے روزانہ ہمارے کئی جوان اور افسر مارے جا رہے ہیں اربوں روپے کا گولہ بارود ضائع ہوتا ہے بھارتی سپاہی لمبی ڈیوٹی اور نیند کی کمی سے تنگ آگئے ہیں گھر والوں سے دوری 'پتر اور فون نہ ملنے کے کارن جیسے ان کے دل ٹوٹ گئے ہیں وہ بات بات پر آپس میں لڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں کپڑے پھاڑتے ہیں برتن توڑتے ہیں پھر اک دوجے کے گلے مل کر رونے لگتے ہیں پچھلے دنوں کیمپوں پر کئی حملوں کے بعد تو وہ ہر وقت ڈرے ڈرے رہتے ہیں وہ اس وقت بہت کٹھنائی میں ہیں اگر ہمارے نیتا اس بے مقصد کا انت نہیں کریں گے تو ہمارے جوان یونہی اسی اردش کے ہنا لڑی جانے والی جنگ میں جلتے مرتے رہیں گے اور مجھ جیسے کئی آکاش اس دھرتی پر چھپنے کے لئے بھاگتے پھریں گے۔ ان کے پاس دو ہی راستے رہ جائیں گے کہ وہ واپس جا کر بھارتی سینہ کے کورٹ مارشل کا سامنا کریں ورنہ چھاپہ ماروں کی گولیوں سے مر جائیں یا وے خود بھی ان کشمیریوں کے ساتھ مل جائیں تاکہ اس بے مقصد برشٹاچار اور انسانی رت کے بیلدان کا سلسلہ جلد سے جلد ختم ہو جائے میری بہت پیاری ماں' میں نہیں جانتا کہ اب میری دشا کس اور ہو گی' پھر بھی میں کوشش کروں گا کہ پتر ضرور لکھوں موقع مل گیا تو فون لگانے کی کوشش کروں گا خراب موسم کے کارن فون لگنے میں بھی اڑچن پڑتی ہے میری پیاری بہن کامنی کو ڈھیروں پیار اور اشیرباد......... میرے لیے پرار تھنا کرنا ماں' .... آپ سب کا 'اک پردیشی........ آکاش

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

www.naqshbandiaowaisiah.com

غبار راہ سے اقتباس

آج کے بیان میں سورۃ توبہ کی آیت نمبر127 کی تلاوت کی جس کا مفہوم اس طرح سے ہے کہ :

تحقیق تمہارے پاس اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکا جو تم میں سے ہے اور تمہیں دکھ پہنچے تو بڑی شدت سے محسوس فرماتا ہے نیز اے انسانو! تمہارے لئے تو حرص کی حد تک تمنا رکھتا ہے اور مومنین کیلئے روف رحیم ہے

یہاں سب سے پہلے تو پوری انسانیت کو اس بات کی طرف متوجہ فرمایا کہ کسی نئے واقعہ کے رونما ہونے کا انتظار نہ کریں کہ اچانک کچھ ظہور پذیر ہوگا اور تم میں مثبت تبدیلی ہو جائے گی کہ عموماً" انسانی مزاج کی تبدیلی کے لئے یا سوچ کے دھارے بدلنے کیلئے کسی نہ کسی واقعے کا منتظر رہتا ہے۔

فرمایا وہ بہت بڑا واقعہ ہو چکا اتنا بڑا کہ پوری انسانی تاریخ میں ایک ہی بار ظہور پذیر ہوا نہ پہلے ایسا ہوا تھا بعد میں ایسا ہو گا اور وہ ہے رسول اللہ کی بعثت جس کا ایک انفرادی پہلو یہ ہے کہ پہلے بھی انبیاء مبعوث ہوتے رہے مگر خاص اقوام کے لئے اور خاص اوقات کے لئے یہ ایک ہی بار ہوا کہ ساری انسانیت کے لئے ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوا اور ہمیشہ کے لئے ہوا پھر کسی اور کی بعثت کی ضرورت ہی باقی نہ رہی یہ اتنا عظیم واقعہ ہے اور کبھی دہرایا نہ جائے گا لہٰذا اب باری تمہاری ہے کہ آگے بڑھو اور اپنے دامن برکات سے بھر لو۔ یہ اتنی بڑی ہستی جس میں اس قدر برکات اور سامان ہدایت موجود ہے کہ ساری انسانیت کے لئے بس ہے۔ کسی اور جنس سے نہیں کہ تمہیں استفادہ کرنا مشکل ہو۔ غیر جنس سے استفادہ واقعی مشکل ہے مگر اپنی ساری انفرادیت کے باوجود اپنی ساری عظمتوں اور منازل قرب اور جمال بے مثال کے باوجود اللہ کا رسول تم ہی میں سے ہے۔ یہ شرف انسانیت ہے اور باعث خیر بشر ہے دو باتیں تو ہو گئیں مگر کیا انسانوں کو برداشت بھی فرمائیں گے کہ طالب اصلاح ہو جائیں گے تو بیشتر اللہ سے ناآشنا، کفر و شرک میں لتھڑے ہوئے اور صدیوں کے سلاً" بعد نسل بھٹکے ہوئے ہوں گے کیا ایسے لوگوں کے لئے وہاں کوئی گنجائش ہو گی؟

فرمایا وہ دو جہاں سے بے نیاز اور صرف خالق دو جہاں کا طالب۔ اے انسانو! تمہارے معاملے میں تو حریص ہے یعنی تمہیں ہدایت پہ لانے کے لئے لالچ اور حرص کی حد تک چلا گیا ہے تم قریب جا کر تو دیکھو بھلا اس کے کرم کا تماشا تو کرو، ایک بات اور کہ یہ لوگ تو عذر رکھتے تھے اسلام و ایمان سے واقف نہ تھے گناہ آلود زندگی لے کر گئے تو کیا حرج ہے کہ گناہ و ثواب تو ایمان کے بعد کی بات ہے پہلے تو دعوت ایمان لانے کے لئے ہے جو انہوں نے قبول کر لی مگر کچھ ایسے غریب بھی ہیں جو ہیں تو مسلمان اور مومن۔ ایمان تو رکھتے تھے مگر گناہ سے باز نہ رہ سکے اور یوں اپنا دامن سیاہ کر لیا کوئی گنجائش ان کے لئے بھی ہے۔ فرمایا، مومنوں کے لئے تو روف بھی ہے رحیم بھی ہے درگذر کرنے والا بھی ہے شفقتیں لٹانے والا بھی

رافت کو سمجھنے کے لئے آپ ایک والد کو دیکھیں اگر اس کا بچہ بہت بگڑا ہوا ہے معاشرہ اسے رد کر دے، دوست احباب برا جانیں، اہل خاندان ٹھکرائیں، پولیس پیچھے پھرتی ہو مگر والد کے دل میں اس کے لئے نرم گوشہ ضرور موجود ہو گا اور پھر کہہ اٹھے گا بیچارے کو معاف کر دو۔ آئندہ سنبھل جائے گا۔

یہ رافت کی ادنی سی صورت ہے جبکہ اس کا کمال دیکھنا ہو تو شفقت نبوی صلی اللہ وعلیہ وسلم کو مومن کے حق میں دیکھنا چاہئے اللہ کریم تمام مسلمانوں اور ہم سب کو بھی ان نعمتوں سے نوازیں۔

ایک بات جو یہاں بین السطور میں عموماً" رہ جاتی ہے اور مقرر بھی محاسن وہ

فضائل کی لذتوں سے سرشار گذر جاتا ہے کچھ یہی حال مفسرین کرام کا بھی ہوتا ہے وہ بات یہ ہے کہ رحمت کا اس قدر بحر بیکراں آوازیں دے رہا ہے پھر بھی جس نے پرواہ نہ کی اور پیاسا منہ لے کر خالی ہاتھ میدان حشر میں پہنچا۔ اس کے پاس کوئی دلیل کوئی جواز نہیں ہو گا کہ وہ کیوں خالی رہا اور یہ بہت بڑی بات ہے۔

اللہ کریم ہم سب کو کامل استفادہ نصیب فرمائے!

دو دن کچھ نہیں لکھ سکا' درس تو نہ ہوا کہ سڑک کے راستے جانے والے لوگوں نے نماز کے فورا" بعد روانہ ہونا تھا لہٰذا وہ ناشتہ کر کے نکل کھڑے ہوئے ہم نے بھی سامان بند کیا اور کاروں پر ہی جدہ روانہ کر دیا کہ ایر پورٹ پر لے جانے اور پھر لانے کی مصیبت نہ ہوگی لہٰذا درس تو نہ ہو سکا البتہ سلام کے لئے حاضری دی ریاض الجنتہ میں تلاوت کی نوافل ادا کئے کچھ گذارشات اور دعائیں۔ بحمد اللہ! یوں دو پہر فارغ ہو کر کھانا کھایا اور ظہر ادا کرتے ہی ایر پورٹ چلے گئے اب مدینہ منورہ سے رخصت کی کیفیات تو صرف محسوس کرنے کی چیزیں ہیں کوئی کیا لکھ سکتا ہے

بہر حال عصر جدہ میں پڑھی اور کھانا کھانے چلے گئے یہاں ایک علیحدہ محلہ ہے جسے بہت بڑی چار دیواری نے گھیر رکھا ہے باقاعدہ گیٹ اور سیکورٹی ہے جہاں سے صرف اور صرف وہاں کے لوگ گذر سکتے ہیں یا پھر اجازت لے کر ان کے مہمان اسے شر بتلی ویلج (sharbatali Village) کہتے ہیں جس کی رہائش بہت مہنگی ہے مثلاً" جہاں ہم گئے سنا ہے اس ایک مکان کا کرایہ اسی ہزار سعودی ریال سالانہ ہے یہ نام کا گاؤں کیا ہے سرزمین عرب پر اور شہر جدہ میں امریکہ کی بستی ہے۔ سب کچھ وہی ہے اور اکثر لوگ بھی امریکن اور یورپین ہیں جو یہاں عرب کی کمپنیوں میں بڑے افسر ہیں وہی بود و باش' وہی لباس' وہی سومنگ پول وغیرہ' سب خرافات موجود ہیں ہاں دیوار سے باہر وہ انسانوں کی طرح رہنے کے پابند ہیں اور دیوار کے اندر غیر متعلقہ آدمی کو داخلے کی اجازت نہیں۔

بہر حال عرصہ ہوا یہاں آتے ہوئے مگر یہ کونہ پہلی بار دیکھا۔ پینتیس کے قریب ساتھی تھے' سب کا کھانا ہمارے ساتھ تھا بحمد اللہ! مغرب کے بعد کا ذکر بھی وہیں ہوا اور یوں پہلی بار اس علاقے میں بھی ذکر الٰہی کی محفل سجی رات کافی دیر سے گھر پہنچے ساتھی بھی اپنے ٹھکانے پر پہنچے۔

اگلی صبح درس ہوا' سحری کا ذکر احباب کے ساتھ جا کر کیا اور نماز کے بعد درس قران سورۃ رعد کی آیات 26 تا 29 تلاوت کیں مفہوم یہ ہے:

اللہ جس کے چاہیں' رزق میں فراخی پیدا کر دیتے ہیں اور جب چاہیں تنگی' لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی ضرورتوں میں الجھے رہتے ہیں حالانکہ یہ سب آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کافر کہتے ہیں ان پر کوئی خاص نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نازل نہیں ہوتی۔ آپ ان سے کہئے کہ اللہ جسے چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں کہ ہدایت تو ان کو نصیب ہوتی ہے جن کے دل میں انابت پیدا ہو ایسے لوگ جنہیں ایمان نصیب ہوتا ہے اور ان کا دل صرف یاد الٰہی سے قرار پکڑتا ہے اور سنو! دلوں کا قرار صرف اللہ کی یاد ہے ایسے لوگ جو ایمان لائیں اور اچھے کام کریں ان کے لئے حسن انجام کی مبارک ہو۔

اللہ کریم کے دو صفاتی نام ہیں باسط اور قابض۔ انسانی حیات پر ان کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے کہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے سب اللہ کریم کی طرف سے بطور رزق نصیب ہوتا ہے زندگی' بچپن' جوانی' بڑھاپا' طاقت' کمزوری' صحت' بیماری' دولت' غربت' یہ سب انہی صفات باری کے مظاہر ہیں جب کسی پہلو پہ بسط ہوتی ہے تو اس میں فراخی آجاتی ہے اور اگر قبض ہو تو تنگی۔ مگر انسان اللہ کو بھول کر صرف اور صرف اپنی کوششوں میں سر کھپاتا رہتا ہے اظہار' بسط ہو تو شکر نہیں کرتا اپنی عقلمندی کے گیت گاتا ہے قبض ہو تو شکوے کرنے لگتا ہے صبر کے ساتھ دعائیں نہیں کرتا' حالانکہ درست طریقہ یہی ہے کہ اصل تو حیات آخرت ہے جس کی تعمیر ضروری ہے اور جس کے لئے اطاعت الٰہی ہی واحد راستہ ہے لہٰذا مومن کی شان یہ ہے کہ بسط میں بھی شکر ادا کرے اور اطاعت گذار ثابت ہو۔ قبض میں بھی اللہ ہی کو پکارے اور صبر و شکر کرے تو یہ حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں اسی طرح صاحب حال لوگوں کو علم ہونا چاہئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کہ احوال قلبی میں بھی ان صفات کا اظہار ہوتا ہے۔ بسط میں دو عالم منکشف ہو جاتے ہیں اور قبض میں اپنے مراقبات و مقامات تک سمجھ نہیں آ رہی ہوتی مگر یہ دونوں حال وارد ہوتے ہیں للذا بسط میں فخر کی ضرورت نہیں اور قبض میں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر دو حال مزید ذکر الٰہی کا تقاضا کرتے ہیں لیکن نادان انسان خود کو ان حالات میں الجھا کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور یوں بہت بڑا نقصان اٹھاتا ہے۔

آپ دیکھیں! اگر بادشاہ مصروف ہے تو ایک خاکروب کے پاس بھی وقت نہیں اگر اسے حکومتوں اور ممالک سے مقابلہ درپیش ہے تو اسے برادری میں ناک رکھنی ہے اور یوں اس قدر الجھ جاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہستی سے کہتے ان پر کوئی خاص نشانی کیوں نہیں اترتی؟ یعنی ان کے خیال باطل میں آپ کا وجود مبارک جو خود ایک معجزہ ہے بچپن لڑکپن اور جوانی کی ایک ایک ادا معجزہ ہے ذرا اس ماحول اور پس منظر کو دیکھیں اور پھر دریتیم کو جس کا ثانی ساری تخلیق میں نہیں پھر اللہ کی کتاب اور بے شمار معجزات۔ مگر ان کو جیسے کچھ نظر ہی نہیں آیا اور ابھی کسی نشانی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

فرمادیجئے کہ تم نے گناہ کرکے اللہ سے بات بگاڑ لی ہے اور اس حد تک کہ اب اللہ کی طرف سے تمہیں ہدایت نصیب نہیں ہوتی تمہارے دل سیاہ ہو کر انابت سے خالی ہو چکے ہیں اور اللہ تو تمہیں ہدایت کی توفیق بخشتے ہیں جن کے دل میں انابت یعنی اللہ کو پانے کی آرزو پیدا ہو جائے انسان کے تو بس میں صرف یہی فیصلہ ہے کہ اسے اللہ کریم کو پانا ہے یا دوسرے راستے پر چلنا ہے اور بس۔ اگر اس نے دل کی گہرائی سے ہاں کہہ دی تو اللہ اسے اپنی راہ دکھا دیتے ہیں پھر اسے نہ صرف ایمان نصیب ہوتا ہے بلکہ اس کے دل کو اللہ کے ذکر ہی سے قرار ملتا ہے یعنی ذکر الٰہی کے بغیر اس کے ہاں زندگی کا کوئی تصور نہیں رہتا اور یاد رکھو دلوں کا قرار ہے ہی صرف اللہ کی یاد میں جو اللہ کے ذکر سے محروم ہیں ان کے دلوں کو کبھی چین نصیب نہیں ہوتا اسی سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور نیکی کی توفیق ہوتی ہے عمل صالح کی توفیق ملتی ہے جس پر ابدی راحتوں کا مدار ہے ایسے ہی لوگ خوش نصیب ہیں اور حسن انجام انہی کو مبارک ہو۔

تبدیلی فون نمبرز

دارالعرفان منارہ کے فون نمبرز تبدیل ہو گئے ہیں۔ ساتھی نیا نمبر نوٹ فرمالیں۔

نیا نمبر 0573-562200

تبدیلی ٹیلی فون نمبرز

دارالعرفان فیصل آباد کے فون نمبرز تبدیل ہو گئے ہیں۔ نئے نمبرز نوٹ فرمالیں۔

سابقہ نمبر	موجودہ نمبر
710284	542284
727410	548410

ضرورت ہے

صقارہ اکیڈمی دارالعرفان منارہ ضلع چکوال میں آرٹس اور سائنس کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار اساتذہ کی ضرورت ہے۔ خواہش مند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر درخواست بمعہ اسناد (فوٹو کاپی) بھیج دیں۔

پرنسپل، صقارہ اکیڈمی منارہ، ڈاک خانہ نورپور، ضلع چکوال